جلد نمبر 4 ، شمارہ نمبر 37,36,35

MONTHLY URDU MAGAZINE

یکے از مطبوعات بسم اللہ پبلی کیشنز

MANAQAB-E-SHABA

FAISALABAD

ماہنامہ مناقب صحابہ فیصل آباد

رمضان تا ذیقعد 1429ھ ، ستمبر تا نومبر 2008ء

مجدد الف ثانی اور شان اصحاب رسول

فضائل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

استقامت کے جبل مولانا محمد اعظم طارق شہید

شہادت سے تدفین تک

جہاد ہی علاج ہے

تعارف علماء دیوبند

دوست اور دشمن کی پہچان کریں

یا اللہ مدد

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

"تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع فرض ہے۔"

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

کے کارناموں پر مشتمل انتہائی خوبصورت چارٹ

- سائز 20x30
- کاغذ 135 گرام
- معیاری طباعت
- ہدیہ 40 روپے

یا اللہ مدد

لسان نبوت سے دنیا میں جنت کی بشارت حاصل کرنے والے نامور صحابہ کرام

المعروف

عشرہ مبشرہ

کے کارناموں پر مشتمل انتہائی خوبصورت چارٹ

- سائز 20x30
- کاغذ 135 گرام
- معیاری طباعت
- ہدیہ 40 روپے

یا اللہ مدد

دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ مقدس و مطہر باعفت معزز اور پرہیزگار نامور خواتین

المعروف

امہات المومنین

کے حالات پر مشتمل انتہائی خوبصورت چارٹ

- سائز 20x30
- کاغذ 135 گرام
- معیاری طباعت
- ہدیہ 40 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل جلالہ — محمد ﷺ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

جنت کے شہزادے اور شہزادیاں

کے حالات پر مشتمل انتہائی خوبصورت کیلنڈر بھی اور چارٹ بھی

- سائز 20x30
- کاغذ 135 گرام
- معیاری طباعت
- ہدیہ 40 روپے

نوٹ: یہ چارٹ اپنی دوکان، ادارے، مرحومین کے ایصال ثواب یا مدرسہ کی طرف سے چھپوانے کیلئے رابطہ کریں

بسم اللہ پبلیکیشنز
علی سنٹر بیسمنٹ فلور دوکان نمبر 1
سنی محلہ گلی نمبر 8، بھوانہ بازار فیصل آباد
041-2604175
0300-7610220

Monthly Urdu Magazine

MANAQIB-E-SAHABA

Faisalabad Pakistan

ماہنامہ

مناقبِ صحابہ

فیصل آباد

رمضان تا ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ / ستمبر تا نومبر 2008ء

چیف ایڈیٹر

حافظ عبدالغفار انور

0300-7610220

آئینہ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	اداریہ	5
2	عظمت صحابہؓ	7
3	خلفائے راشدینؓ	12
4	سیدنا ابوہریرہؓ	17
5	سیدنا کعبؓ	22
6	فضائل سیدنا علیؓ	25
7	تو دامن تھام صحابہؓ کا	28
8	خلافت کا دشمن	29
9	جہاد ہی علاج ہے	31
10	علماء دیوبند	33
11	کاروان دین پور	38
12	سب سے پہلے	44
13	مولانا اعظم طارق شہید	46
14	دفاع صحابہؓ کانفرنس	48

سالانہ زر تعاون -/240 روپے

ہدیہ -/22 روپے

یکے از مطبوعات: بسم اللہ پبلی کیشنز

ترسیل زر اور خط و کتابت کیلئے

علی سنٹر، پہلی منزل، منشی محلہ، گلی نمبر 8، بھوانہ بازار، فیصل آباد

041-2604175

نوٹ: اگر کوئی رسالے میں غلطی نظر آئے تو ہمیں آگاہ فرمائیں۔ (ادارہ)

گلدستۂ حدیث

تین نیکیاں، تین صلے

گلدستۂ حدیث

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ساتھ حسن سلوک بری موت سے بچاتا ہے چھپا کر دیا جانے والا صدقہ رب کی آتش غضب کو بجھاتا ہے اور صلہ رحمی سے عمر میں برکت ہوتی ہے یہ مختصر ترین حدیث تین نیکیوں کی تلقین کرتی ہے۔

☆ یہ کہ آپ خدا کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ ☆ یہ کہ پوشیدہ طریقے سے راہ خدا میں خرچ کریں۔

☆ یہ کہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور پھر ساتھ ساتھ ان تینوں نیکیوں کے تین صلے بھی بیان کیے گئے ہیں، خدا کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بری موت سے بچے گا، پوشیدہ طریقے سے صدقہ خدا کے غصے کو بجھائے گا، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے عمر میں برکت ہوگی، ان تینوں صلوں میں مومن کے لئے غیر معمولی کشش اور جاذبیت ہے اور ان کی خاطر آدمی میں حسن عمل کے لئے بے پناہ شوق اور جوش پیدا ہوسکتا ہے خدا کے رسول ﷺ نے انسانی نفسیات کی انتہائی حکیمانہ رعایت کرتے ہوئے ان نیکیوں کی انتہائی کامیاب ترغیب دی اور شوق و جذبے کو ابھارنے کا نہایت موثر انداز اختیار فرمایا ہے بندوں کے ساتھ نیک سلوک پر یوں تو قرآن و سنت میں جگہ جگہ مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی گئی ہے لیکن یہاں ایک ایسے پہلو کو ابھارا گیا ہے جس کی طلب میں مومن انتہائی حریص ہے۔

اچھی اور بری موت ہی پر سارا دارومدار ہے مومن کی ساری تگ و دو اسی لئے ہے کہ وہ اچھی موت سے ہم آغوش ہو اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو آخرت کی ساری نعمتیں اور خدا کی رضا اسی بندے کو نصیب ہوگی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور رسول ﷺ اللہ کی بشارت یہ ہے کہ حسن انجام اسی بندے کا حصہ ہے جو بندوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ قرآن پاک میں بھی یہ اشارہ نہایت ایمان افروز انداز میں موجود ہے۔ قرآن پاک میں ایک بدترین موت کی تصویر کشی کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ پس ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ یہ قارون کی موت کا واقعہ ہے جو ایمان سے محروم دنیا سے رخصت ہوا اور ظاہری اعتبار سے بھی اس کی موت نہایت کربناک تھی کہ وہ اپنے تمام خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اس بدترین موت کا سبب قرآن نے نہایت بلیغ انداز میں یہ بتایا ہے کہ قارون کا سلوک خدا کے بندوں کے ساتھ نہایت برا تھا خدا کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو متوجہ کیا کہ جس طرح خدا نے تیرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے تو بھی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کر لیکن قارون نے موسیٰ علیہ السلام کی بات ماننے کی بجائے نہایت متکبرانہ انداز میں انکار کرتے ہوئے جواب دیا۔

مجھے تو جو کچھ ملا ہے میرے علم و ہنر کی بدولت ملا ہے (مجھ پر کسی کا کیا احسان؟)

اور خدا نے اس کی پاداش میں اسے زمین میں دھنسا کر بدترین موت دی، دوسری نیکی جس کی ترغیب دی گئی ہے وہ پوشیدہ طریقے پر صدقہ وخیرات ہے۔ صدقے میں اخفا کی تاکید قرآن میں بھی کی گئی ہے اور احادیث میں بھی خدا کی نظر میں اسی عمل کی کوئی قیمت ہے جو محض اس کی رضا کے لئے کیا گیا ہو اور صدقے کے معاملے میں زیادہ سے زیادہ اخلاص کی توقع اسی صدقے میں کی جاسکتی ہے جو چھپا کر کیا گیا ہو اور اس کا یہ صلہ کہ اس سے خدا کی آتش غضب ٹھنڈی ہوتی ہے مومن کے لئے ایسا پسندیدہ صلہ ہے کہ وہ اس کی خاطر زیادہ سے زیادہ چھپا کر خرچ کرنے کا اہتمام کرے۔ دراصل شب و روز انسان سے مختلف قسم کی کوتاہیاں اور گناہ ہوتے رہتے ہیں۔ اور گناہ ہی تو ہے جو خدا کے غضب کو بھڑکاتا ہے اس غضب کو ٹھنڈا کرنے اور خدا کے غصے کو بجھانے کے لئے بہترین تدبیر یہ ہے کہ آدمی خدا کی راہ میں صدقہ کرے اور محض خدا کی رضا کے لئے کرے۔ اس اخلاص کے اہتمام کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے وہ چھپا کر خدا کی راہ میں خرچ کرے۔

تیسری نیکی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی ہے قرآن و سنت میں جگہ جگہ صلہ رحمی کی تاکید کی گئی ہے مختلف پہلوؤں سے اس کی اہمیت واضح کی گئی ہے اور اس کا اجر و انعام بیان کیا گیا ہے یہاں صلہ رحمی کا ایک خاص اجر بیان کیا گیا ہے وہ ہے عمر میں برکت مومن کے لئے عمر کی برکت میں کشش کا پہلو یہ ہے کہ وہ اس مہلت عمل میں زیادہ سے زیادہ آخرت کے لئے کما سکے عمر میں برکت کی اصل شکل کیا ہے یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے البتہ اتنی بات ضرور واضح ہے کہ خدا تعالیٰ مومن کی زندگی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ خیر کمانے کی توفیق دے گا اور مواقع فراہم فرمائے گا۔ مومن کی یہی اصل تمنا ہے کہ اس کی یہ فانی زندگی اس باقی رہنے والی زندگی کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے میں کام آئے۔

دوست اور دشمن کی پہچان کریں

وطن عزیز میں گذشتہ سال سے آگ و بارود کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ ارباب حل وعقد اغیار کی خوشنودی کے لیے اپنی عوام کے خون ناحق سے ہاتھ رنگتے چلے آ رہے ہیں، لال مسجد و جامعہ حفصہ سے شروع ہونے والا ظلم وستم تشدد و بربریت پر مبنی یہ سلسلہ شمالی وجنوبی وزیرستان، دیر بالا، سوات، خیبر ایجنسی کے علاوہ صوبہ سرحد کے بعض اضلاع تک جا پہنچا ہے جس میں سینکڑوں نہیں ہزاروں جانوں کا ضیاع ہونے کے ساتھ ساتھ نجی و سرکاری اداروں کو زبردست نقصان پہنچا، ہزاروں خاندان نقل مکانی پر مجبور ہوئے یہ سب کیوں اور کس کے اشارے پر ہو رہا ہے اور اس میں کس کی خوشنودی مطلوب ہے کیا وہاں کے مسلمانوں نے کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالا؟ کسی کا حق غصب کیا؟ کیا انہوں نے بینکوں سے اربوں کے قرضے لے کر ہڑپ کیے؟ کون سا الزام ہے ان پر کہ ہم دن رات انہیں دہشت گرد، انتہا پسند، قدامت پرست کہہ کر ان کے ننھے ننھے معصوم بچوں، سفید ریش بوڑھوں اور خواتین کو اپنے ہاتھوں سے مسلتے چلے جا رہے ہیں قبائلی علاقوں کے باشندوں کا ایک جرم جو معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ

اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

وطن عزیز پاکستان میں اسلام کی بات کرنا اسلامی شعائر کی ترویج و اشاعت کرنا اسلامی شعائر کو اپنی زندگی میں عملاً جگہ دینا جرم ہے تو پھر یہ ملک کیوں حاصل کیا گیا حصول وطن کے لیے دس لاکھ جانوں کی قربانی کیوں دی؟ لاتعداد ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عصمتیں تاراج کیوں ہوئیں یہ سب قربانیاں کس غرض سے دی گئیں؟

ارباب اختیار واقتدار اپنے ہی ملک میں اسلام کے نام لیوا اور اسلام کے علمبرداروں کو جو آپ کی قوت ہیں دشمن کو خوش کرنے کی غرض سے مت مٹائیں دشمن چالیں چل کر آپ کی قوت کو ختم کرنا چاہتا ہے آپ دشمن اور دوست میں پہچان کریں۔

ہم اہل محبت کے لیے پھول کی خوشبو
ہر پیار بھرے دل کے لیے قوت بازو
دشمن کے لیے خون اگلتی ہوئی تلوار
اے دشمن اسلام خبردار خبردار

ان حالات میں ضروری ہے کہ آپریشن کے علاوہ مفاہمت اور مذاکرات کے سلسلے کو وسیع کیا جائے اور مقامی عمائدین کے تعاون و اشتراک سے تمام مسائل کو مفاہمت، مکالمت اور مذاکرات کے ذریعے پائیدار بنیادوں پر بہتر انداز میں حل کیا جائے۔ آخر کار ایک نہ ایک دن یہی کام کرنا پڑے گا۔

رسالے کی قیمت میں اضافہ

ماہنامہ مناقب صحابہ نے ملک میں بڑھتی ہوئی کاغذ اور دیگر چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے مجبوراً رسالے کی قیمت میں دو روپے کا اضافہ کیا ہے۔ اس لیے رسالے کا ہدیہ -/22 روپے کر دیا گیا ہے۔ ایجنسی ہولڈر اور قارئین نوٹ فرمالیں۔

میرا انتظار کرنا

آصف محمود انقلابی گلشن علی حیدر ضلع جہلم

وزارتوں کے مقدر پہ ناچنے والو
وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے

سیاستدان تو ہمارے ملک میں بہت زیادہ ہیں ہر دوسرا آدمی سیاستدان ہو سکتا ہے مگر یہاں سیاسی مذہبی دانشور بہت کم ہیں ایک ہاتھ کی انگلیوں پر بھی نہیں گنے جا سکتے بعض لوگوں میں دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ بیک وقت سیاستدان بھی ہوتے ہیں اور سیاسی و مذہبی دانشور بھی ایسے لوگ اگر ملک میں چند ایک بھی ہوں تو ہمارے مسائل حل ہو جائیں مولانا محمد اعظم طارق شہید کا نام اس طرح کی فہرست میں سب سے پہلے سنہری حروف سے لکھا جا سکتا ہے مگر وہ اس وقت ہم میں نہیں، مولانا محمد اعظم طارق شہید کے پاک خون سے حق کے راستے روشن رہیں گے۔ شان مصطفیٰ صحابہ کرام و اہل بیت ﷺ کا ڈنکا قیامت کے بعد بھی بجتا رہے گا اور کفر کے ایوانوں میں صف ماتم بچھی رہے گی۔

مولانا محمد اعظم طارق شہید کی تقلید پر فخر کرنے والے قائدین بہت ہیں جو شہید ناموس صحابہ و اہل بیت ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کامیابی کے ساتھ منزل حق کی جانب بڑھ رہے ہیں ہم ان کے بلند حوصلوں کو سلام پیش کرتے ہوئے جرنیل ناموس صحابہ و اہل بیت حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید کی شہادت کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

اے شہید ؒ آج بھی میری سوچیں تیری یادوں سے وابستہ ہیں۔

میری زندگی کا ہر لمحہ تیرے نقش پا کا متلاشی ہے میری روح تیری ملاقات کے لئے بے چین ہے میری زبان پر تیرا ہی تذکرہ ہے۔ میری آنکھیں تیرے دیدار کو ترستی ہیں میرے ہاتھ تیرے ہاتھوں کو مس کے آرزومند ہیں۔ میرے دل میں تیری تصویر ہے آج تحریروں میں تجھ کو تلاش کرتا ہوں۔

تیری تقریر کے ایک ایک لفظ میں کھو جاتا ہوں اس کے باوجود طبیعت اداس ہے اس لیے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ سے ملنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ تیری طرح باطل کو للکارتے ہوئے شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے مشن جھنگوی شہید پر چلتا رہوں گا۔ مشکلات کا یہ سفر بہر حال میں طے کرتا رہوں گا۔ وعدہ کرتا ہوں کہ

تنگی ہو یا راحت
امیری ہو یا غریبی
امن ہو یا جنگ
رات ہو یا دن
آزاد ہوں یا پابند سلاسل
تنہا ہوں یا کارواں کے ساتھ

ہر قدم آگے ہی بڑھتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ تمہارے دیئے ہوئے پرچم کو دشمن کے ایوانوں میں لہرا کر سکوں و آرام پاؤں گا یا پھر سرخرو ہو کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ میرا انتظار کرنا......

☆☆☆☆☆

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

قسط نمبر 2

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن شاہ بخاری کا نشتر ہسپتال ملتان کے طلبا سے خطاب

مرتبہ: جعفر خان

حضور ﷺ کی محنت کے شاہکار صحابہ:

ایک ظاہری سی وجہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد حضور ﷺ نے جن لوگوں کو تربیت دی تھی۔ اسلام ان کے سپرد کیا جانا تھا کہ اب یہ کام تم کرو، ظاہری وجہ اور سمجھ میں بھی یہی آتی ہے، تم پڑھے لکھے لوگ ہو ہم تو ان پڑھ لوگ ہیں، لوگ بتاتے سناتے بھی ہیں، کہ حضور ﷺ نے جن لوگوں کو تیار کیا۔

اچھا آپ لوگ کیوں پڑھ رہے ہیں؟ کیا ضرورت ہے آپ کو، ماں باپ کا پیسہ، ٹائم، جوانی کے جذبات، خواہشات تمنائیں آرزوئیں کچل کچل کر رات کو بارہ ایک بجے تک، کچھ نوجوان پڑھتے ہوں گے سب تو نہیں پڑھتے، ہم بھی نہیں پڑھا کرتے تھے، ہماری جماعت میں سے پانچ چھ لڑکے تھے جو رات بھر کتابی کیڑا بن کر گزارتے تھے۔ ہم نے سبق پڑھا، اس کو دہرایا، دیکھا کچھ حاشیہ نوٹس لکھے، کتاب رکھی اور سو گئے۔

آپ کیوں پڑھ رہے ہیں؟ آپ کے اساتذہ آپ کو جو علم منتقل کریں گے کتاب کے ذریعہ کیلکولیٹر کے ذریعہ پریکٹیکل کے ذریعہ آپ اس کے امین ہیں۔ یہ امانت ہے آپ کے پاس، اس کے بعد آپ اس کو آگے پھیلائیں گے بالکل یہی کیفیت بلاتشبیہ یہی کیفیت ہے اللہ نے قرآن اتارا، نبی نے انسانوں کے سینے میں اتارا، اللہ نے اخلاق اتارے نبی نے ان کو صاحب اخلاق بنایا، اللہ نے اعمال اتارے نبی نے ان کو صاحب عمل بنایا، اللہ نے دین اتارا نبی نے ان کو دین والا بنایا، اللہ نے ایمان اتارا، نبی نے ایمان والا بنایا۔

کون سا کام ہے کہ جو انہیں نبی نے نہیں سکھایا الغرض اس کو مزید مختصر کریں، کہ نبی اور ہمارا نبی سب سے اعلیٰ نبی سب سے پیارا نبی، چونکہ آپ نے ختم نبوت کا اعلان کیا، اس لیے ختم نبوت کا تقاضہ یہ تھا۔ کہ جو صفات نبوت کے ما سواء جو صفات محمد رسول اللہ ﷺ میں اللہ نے پیدا کی تھیں، حضور ﷺ 23 برس کی محنت سے اپنے پاس آنے والوں میں وہ صفات پیدا کر دیں۔

آپ چاہے ناقدانہ نظر ڈالیں، محبت کی آنکھ، ہماری آنکھ سے مت دیکھیں، آپ اپنی تنقیدی نگاہ جو آپ کو یورپ سے ورثہ میں ملی ہے، وہ آپ اس نگاہ سے انہیں دیکھیں، دیکھیں حضور ﷺ نے قرآن پڑھا، کیا صحابہ قرآن پڑھتے تھے کہ نہیں؟ حضور ﷺ نے قرآن کی تفصیلات بیان فرمائیں، تعبیرات اور تاویلات بیان فرمائیں کیا صحابہ سے وہ روایتیں ملتی ہیں کہ نہیں؟

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں، جوتا کیسے پہنتے تھے، صحابہ نے بتایا کہ نہیں، تہبند کیسے باندھتے تھے قمیص کیسے پہنتے تھے، بازار میں کیسے چلتے تھے، جنگ کے وقت کیا احکام دیے، صلح کی کیفیت کیا تھی۔ کسی سے قرض لیا تو قرض کی ادائیگی کی حالت کیا تھی۔ اس میں کیا کیا قواعد وضوابط طے فرمائے؟

اگر کسی نے زنا کیا تو سزا کے لیے کیا صورت اختیار کی۔ چوری کی تو کیا کیا، گناہ کیا تو کیا کیا، اور اگر کسی نے نیکی کی تو اس کو کیا ملا؟

یہ تمام باتیں اگر ملتی ہیں تو یہ نبی کی سیرت کا عکس ہے جو ان انسانوں پر پڑا۔

اسلامی سزائیں جرم مٹاتی ہیں:

اب لوگ کہتے ہیں کہ جناب یہ پھر عمنی ہے، ناراض نہ ہوں، یہ زنا کی سزائیں، چوری کی سزا اور انسانی حقوق کے قاضی بڑے گردن حلا حلا کر اور بڑے ڈائیلاگ ان پوائنٹ کے ساتھ وہ گفتگو کرتے ہیں۔ بھائی جی یہی مانتے ہو اور اس کی بات پر اعتراض بھی کرتے ہو، عجیب لوگ ہو، کیسا اسلام ہے یہ؟ کس قسم کا اسلام ہے؟ یہ اسلام کی کون سی کیٹگری ہے؟ حضور ﷺ کی زندگی میں چھ کیس زنا کے پیش ہوئے سماعت فرمائیں۔

ایک یہودی لڑکا ایک یہودیہ سے کھیل گیا، وہ ثقافتی رول ادا کر گیا۔ کلچر موومنٹ تھا وہ، کلچرل فیملی، ویل سول لائزڈ، ان کے سول لائیزیشن کا پاٹ اس نے ادا کیا، مقدمہ ہوا، بارگاہ رسالت میں پیش ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا...... لاقضین بینکما بکتاب اللہ...... کل تم آنا، میں اللہ کی کتاب سے تمہارے درمیان میں فیصلہ کروں گا۔

لوگوں کو ایک دم یہ بات بھول گئی پاکستان کے ججز کو، وکلاء کو، دانش وروں کو، پڑھے لکھوں کو، صحافیوں کو، ایک دم، خود نبوت کے مقام پر بیٹھ گئے کہ نہیں جناب پہلے اسباب زنا دور کیے جائیں پھر زنا کی سزا لاگو ہوگی۔ اور پھر پہلے بھوک ختم کی جائے پھر ہاتھ کاٹا جائے، وہ باتیں،

جو لڑکی اتنا سینہ ننگا، اتنی بازو ننگی کر تاٹ کرتا پہن کر گلے میں دوپٹہ اتار کر، بال مجھ سے بھی چھوٹے کرا کر، میک اپ کر کے، خوشبو لگا کر بازار نکلے گی، یہ زنا کراتی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہوتا

ہے، یہ زنا کی دعوت دے رہی ہے۔

اور فقہاء نے لکھا ہے کہ جس طرح زنا حرام ہے، اسی طرح اسباب زنا بھی حرام ہیں۔ جس طرح آپ کہتے ہیں کہ اگر ملیریا پھیلا ہوا ہو تو اس کے جراثیم مارنے چاہییں، ماحول کو پاک کریں، ماحول سے اس کو ختم کریں، مولوی بھی یہی کہتا ہے، دین یہی کہتا ہے، مولوی بتاتا ضرور ہے، کچھ لوگ یہ بھی نہیں بتاتے، کہ زنا کی طرح اسباب زنا بھی حرام ہیں۔

اسباب زنا میں عورت کی زندگی اور اس کا چلنا، پھرنا، بیٹھنا، اٹھنا، چال، ڈھال، نشست و برخاست، ایکشن، یہ شامل ہیں، بیٹی بھی ہے عورت، ماں بھی ہے عورت، بہن بھی ہے عورت، بیوی بھی ہے عورت، لیکن عورت دوست نہیں ہے۔ یہ آپ کو یورپ کا کلچر ملا ہے، اس نے چوس چوس کر پھینک دیا اور آپ نے اٹھا کر استعمال کیا، آزادی نسواں، کس سے آزادی باپ سے، ماں سے بھائی سے، بیٹے سے، شوہر سے، لے لی ہے؟ اب کس سے آزادی لینی ہے؟

دیکھو، جس نے کہا ڈیڈیشٹ اپ، اس نے کہا کہ ڈیڈی بکواس بند کرو، تم بھی دیر سے آتے تھے، ہم نے کبھی پوچھا کہ اس وقت کہاں سے آئے؟ باپ سے آزادی لے لی، خاوند سے آزادی لے لی، بھائی سے آزادی لے لی، بیٹے کو جرات نہیں ہے کہ ماں سے کہے کہ کہاں چلی ہو، اب باقی کس سے آزادی لینی ہے؟ اب یہی ہے کہ ملک سے باہر چلی جاؤ، چلی جاؤ،

زنا قرآن سے فیصلہ ہوا، نبی نے حد جاری کی، حضرت ماعز اسلمی پر اور ایک اور خاتون تھی، فاطمہ، سزا ہوئی انہیں، نبی نے سزا دی اور اپنی زندگی میں سزا دی،

اس سزا کو اب ظلم کہنے والا خود ظالم ہے۔ نبی کی اپوزیشن میں کھڑا ہوا ہے، وہ داڑھی والا ہو کلین شیو ہو، ہائی کورٹ کا جج ہو، چیف جسٹس ہو، میاں نواز شریف ہو، اسحاق خان ہو، یا وہ کلاشن کوف خان ہو، مرزا کلاشن کوف، جو بھی چاہتا ہے، خود ظالموں کی فہرست میں پہلے کھڑا ہے، خود گناہ گار ہے، نبی کی اپوزیشن تیار کر رہا ہے۔

نبی کے فیصلے کو تبدیل کرنے کا مقصد یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنے زمانے میں یہ فیصلہ، اس زمانے کے حالات کے مطابق کیا تھا، تب تاریکی تھی۔ اب روشنی ہے، اٹامک انرجی کا دور ہے بھائی، اس لیے اب چینج ضروری ہے، دین تبدیل نہیں ہوتا، نبی کی شخصیت، نبی کا دین دونوں پر آپ کو مجھے حق کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ المرتضی کو تبدیلی کا حق نہیں ہے، ایک حتمی تھی پر کر دی،

<u>حضور ﷺ کی صفات کے حامل افراد:۔</u>

تو حضور ﷺ نے صحابہ کو تیار کیا اور اپنی صفات ان میں منتقل کیں، اپنی شخصیت کا پرتاؤ ان پر ڈالا، ایک چھوٹی سی مثال،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آپ نے نام سنا ہو گا حضرت عمر بن خطاب کے صاحبزادے عبداللہ ایک چھوٹا سا واقعہ بتا رہا ہوں کہ نبی کے ساتھ تعلق کی کیفیت کیا تھی؟

حضرت عبداللہ مکہ سے مدینہ آ رہے تھے راستے میں ایک جگہ بیٹھ گئے، قافلے والوں نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں بیٹھے؟ ہمیں آپ کا انتظار کرنا پڑا، کہنے لگے کہ میں اس لیے بیٹھ گیا کہ یہاں بیٹھ کر حضور ﷺ نے پیشاب کیا تھا۔

کیا آپ کو تو نہیں آیا؟ کہا آیا ہو یا نہ آیا ہو، میں یہاں بیٹھوں گا ضرور، مجھے یاد ہے کہ حضور ﷺ یہاں بیٹھے تھے، اس سفر میں وہ یہاں بیٹھے تھے۔

اتباع کی یہ حالت تھی صحابہ کرام کی، ہم مولویوں کی طرح بھی نہیں تھے، ہمارے اس دور کے پیروں کی طرح بھی نہیں تھے ہم مولوی، ہم پیر، ہمارے متعلق آپ کو قرآن میں سند نہیں ملتی نہ حدیث میں، کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ملتا ہمارا، ہمارے علم کا تقوی کا اور ہماری آخرت کا، ہماری نجات کا، بخشش کا کچھ نہیں ملتا نبی کی محنت، نبی کی محبت، نبی کی توجہات، نبی کی تعلیم، نبی کی تربیت، ہمہ جہت تربیت نے، صحابہ کو اس مقام پر لا کھڑا کیا، کہ اللہ نے کہہ دیا...... اولئك هم المفلحون...... اولئك هم المتقون...... اولئك هم الفائزون ...... اولئك هم الصادقون...... اولئك هم الراشدون...... یہ تمام لقب اس معاشرے کے ہیں۔ اس تمدن کے ہیں اس تہذیب کے لیے ہیں جو محمد رسول اللہ نے 23 برس میں پیدا کی، ان انسانوں کے لیے ہے۔

غور فرمائیں، اگر ان کے لیے نہیں ہیں تو پھر کس کے لیے ہیں؟ آپ کے ذہن میں ایک بات اٹھے گی، کہ جی اہل بیت کے لیے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ 5 برس کے، حضرت حسن سات برس کے، دو ہی آدمی تھے کائنات میں جن کے لیے حضور ﷺ نے 23 برس محنت کی ہے، ان کی عظمت، ان کی برتری، ان کی بلندی مسلم، لیکن پورا دین تو ان کے حوالے نہیں کیا نبی نے، نہ ان کی یہ ذمہ داری، نہ ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے، اور نہ کہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

محبت عقیدت مسلم، ہر اعتبار سے محبت ہے، ہر اعتبار سے ان کی عظمت ہے، اس کا اقرار ہمارے لیے بہت ضروری ہے لیکن یہ فلسفہ پوری کائنات میں صرف چار آدمی، ہمیں کیوں نہیں پیدا کیا اللہ نے، ان کو کس لیے پیدا کیا؟ ان کی بیویاں مر گئیں، ان کے باپ ان کے ہاتھوں سے قتل ہوئے، بھائی نے بھائی کو قتل کیا، نبی کی فرماں برداری میں، جائیداد لٹا دی، مال بھی دیا، اور وطن چھوڑ دیا، بیوی چھوڑ دی، ماں باپ چھوڑ دیے، بھائی سامنے آیا تو بھائی نے بھائی قتل کیا، بیٹا سامنے آیا تو

باپ نے بیٹے کو قتل کیا، کہ تو نبی کا دشمن ہے۔

یہ کس لیے تھا؟ یہ ڈرامہ ہے؟ یہ لوگوں کے بچوں کو مروانے کے لیے نبی آئے تھے؟ لوگوں سے ان کی بیویاں چھڑوانے کے لیے، اور اپنے خاندان کو پالنے کے لیے، ایسا نہیں ہے، یہ تہمت ہے، یہ یہودیانہ سازش کا نمبر دو پاٹ ہے پہلے وہ فلسفہ دیا پھر نسل پرستی ان میں داخل کی، جس طرح خود نسل پرست تھے...... نحن ابناء اللّٰہ و احباءہ...... ہم ہی ہیں اللہ کے محبوب اور پسندیدہ، نہ نبوت ہم سے باہر جائے گی نہ حکومت ہم سے باہر جائے گی سیاسیات بھی ہمارے قبضے میں ہوں گی، معاشیات بھی ہمارے قبضے میں ہوں گی، نبوت و رسالت، عصمت و امامت ہمارے خاندان کا حصہ ہے، یہ نسل پرستی اسلام میں یہودیوں نے پھیلائی،

وہ بچے، جن کی عظمت، جن سے پیار، محبت جن کی، اور جن سے وارفتہ محبت ہمارے مذہب کا حصہ ہے، لیکن جو فرائض منصبی نبی نے سونپے امت کو وہ ان کے پاس تو جواز ہی نہیں تھا۔ وہ عاقل و بالغ ہوتے تو حضور ﷺ ان کے سپرد کر دیتے، تو بات بھی بنتی، لیکن ایسے تو نہیں ہوا،

حضور ﷺ نے حق نبوت ادا کر دیا صحابہ کی گواہی:

ہوا یوں کہ حضور ﷺ نے ایک ہی حج پڑھا اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ اس کا خطبہ دیا، اور اس میں جو سب سے مضبوط اور وختہ روایت ہے، وہ یہ کہ چالیس ہزار صحابہ اس وقت موجود تھے۔ اور جو روایتیں تھوڑی سی کمزور ہیں۔ لیکن بہر حال روایتیں تو ہیں۔ ایک لاکھ صحابہ اس حج میں موجود تھے۔ اور حضور نے سب سے گواہی لی...... الا ھل بلغت...... گواہی دیتے ہو کہ میں نے دین تمہیں پہنچا دیا، فرائض نبوت میں نے مکمل کر دیے، حق رسالت ادا کیا، تین دفعہ پوچھا، سب کے سب حاضرین نے تین دفعہ کہا...... بلی بلی بلی اللّٰہ

قد ادیت الامانۃ و بلغۃ الرسالۃ...... جی ہاں آپ نے امانت پہنچا دی، اور حق رسالت ادا فرمایا،

حضور ﷺ نے یہ گواہی لی اپنے بارہ میں، غور فرمائیں، گواہی کے قواعد و ضوابط بھی ذہن میں رکھیں، اس کے قوانین، شخصیت، اس کا اپنا تقویٰ، عدل، شرافت، دیانت، جرات، جتنی صفات ضروری ہیں گواہی کے لیے، وہ بھی ذہن میں رہیں۔ اور پھر نبی گواہی دے رہا ہے۔ اپنے تئیس برس کے عمل پر، وہ کہتے ہیں ہاں، پھر اس کے بعد نبی ان کے سپرد کرتے ہیں۔ کہ تم جو یہاں بیٹھے ہو...... فلیبلغ الشاھد...... یہ جو تم مجھے دیکھ رہے ہو، سن رہے ہو مجھ سے، جو نہیں آئے، جو نہیں سن پائے، جو نہیں مجھ تک آ سکے...... فلیبلغ الشاھد الغائب...... جو یہاں سے غائب ہیں دین ان تک پہنچاؤ، یعنی پوری دنیا میں پھیل جاؤ، آپ کے شیخوپورہ تک صحابہ آئے ہوئے ہیں۔ یزید کے دور میں لاہور میں صحابہ آئے ہیں۔ سن 44 میں بلوچستان اور اس سے آگے براستہ بنوں ہوتے ہوئے میانوالی تک پہنچے ہیں صحابہ، نبی کے حکم کا نتیجہ، امام حسین تو ملتان میں تشریف نہیں لائے، امام حسن بھی تشریف نہیں لائے، مولا علی بھی تشریف نہیں لائے، کوئی آیا ہو تو بتاؤ،

حضور ﷺ کے بعد خلافت ہے امامت نہیں:

اور جو یاران تیز گام ہیں بارہ امام بنا رکھے ہیں خود ساختہ، اللہ کی طرف سے نہیں ہیں۔ خود ساختہ، اور اسی فلسفے کے تحت، کہ نبوت اور امامت، فلسفہ کیا ہے؟...... الامامۃ اولی من النبوۃ...... یہ ان کی کتابوں کی عبارت ہے...... الامامۃ اولی من النبوۃ، لان النبوۃ ختم علی محمد والامامۃ تجری الی یوم القیامۃ...... امامت نبوت سے بہتر ہے، اس لیے کہ نبوت محمد پر ختم ہو گئی، اور امامت قیامت تک جاری ہے۔

اب پہلا امام کون ہے؟ آپ نے جو سن رکھا ہے، علی، محمد نہیں، تقسیم دیکھیں، پہلا امام حضور ﷺ کو نہیں کہا، پہلا امام علی کو کہا، جو محمد کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ اور دوسرا امام، حسن کو کہا، لیکن کہا یہ ہے کہ حسن کا رتبہ حسین سے کم ہے، کیوں؟ حسین نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ پھر آئے حضرت زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، ان کے بیٹے،

اور ان کے ایک بیٹے کو استغفراللہ اسماعیل کاذب کہتے ہیں۔ جن کی اولاد یہ پرنس آغا خان ہے، ہاں ہاں ان کے جد امجد جناب اسماعیل یہ ہماری گھوڑا برادری جو ہے، یہ ان کو اسماعیل کاذب کہتے ہیں، باپ کو جعفر صادق بیٹے کو اسماعیل کاذب اور اسی لیے یہ آغا خان ان سے پھوٹ گئے، یہ چھٹے امام پر پیچھے ہٹ گئے یہ شش امامی کہلاتے ہیں۔ اور پھر ان کا عقیدہ یہ بن گیا کہ جو بھی امام وقت ہوگا جس طرح علی میں اللہ حصول کر گیا تھا۔ اسی طرح اس امام میں اللہ اتر جاتا ہے، پھر وہ امام عین اللہ ہو جاتا ہے، لسان اللہ ہو جاتا ہے، ہاتھ ید اللہ ہو جاتا ہے، زبان لسان اللہ ہو جاتی ہے، اور جسم وجود اللہ ہو جاتا ہے، وہاں چھٹے میں یوں تبدیلی آ گئی۔ یہاں بارھویں میں،

فلسفہ وہی ہے جس کی حضور ﷺ نے پہلے جڑ کاٹی تھی...... ان تکون منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ...... الا ترضی...... تو اس پر راضی نہیں ہے۔ بچوں اور عورتوں کی نیابت پر راضی نہیں ہو، اس پر راضی رہو، مجھے تم ہارون کی طرح ہو، لیکن...... الا...... مگر ایک فرق ہے، میرے بعد نبوت نہیں ہے،

چار باتیں میں نے پھیلا کر کہی ہیں۔ اب پانچویں بات، لا مرکزیت کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے، جب ہم نبوت کے بعد ایک اور نبوت کے مقابلہ میں منصب گھڑتے ہیں۔ مرکز تبدیل ہو

گئے، شخصیت بدل گئی۔ فلسفہ بدل گیا اور یہی کفر ہے۔

وہ آدمی جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کو کسی بھی پہلو سے جاری مانتا ہے کسی بھی نسبت سے، کسی بھی اعتبار سے، کتنی بڑی شخصیت کو سامنے لا کر کیوں نہ کہا جائے، وہ آدمی اور مسٹر غلام احمد قادیانی ایک ہیں۔ کوئی فرق نہیں ہے ان دونوں میں، اگر نبوت کو امامت کے نام سے جاری مانا جائے تو جائز، تو غلام احمد قادیانی ناجائز کیوں؟ مسیلمہ کذاب ناجائز کیوں؟ سُجاح بن حارث ناجائز کیوں؟ اسود عنسی ناجائز کیوں؟ عبداللہ ابن قیمہ پوری ناجائز کیوں؟

ایک طبقے کو اس بات کی کھلی چھٹی دے دی جائے کہ تم حضور ﷺ کے بعد بارہ نبیوں کو مان لو تو کھلا مسلمان ہے۔ اور نبی سے بڑھ کر مان، نبی پیچھے رہ جائے، پھر وہ وہ خرافات اور جھوٹ کے طومار گھڑے ہوئے ہیں۔ کہ جناب

من گھڑت واقعات:

ایک راھبہ آئی وہ آرہی ہے اور امام حسین کھیلتے نظر آئے، انھوں نے پکڑا اور پوچھا کہ میں محمد پاک کے دربار میں جارہی ہوں، اس نے کہا کہ کیوں جارہی ہو؟ 23 سال ہو گئے میرے گھر میں بچہ کوئی نہیں، وہاں گئے اور حسین کو پتہ چلا تو کہا نہ ہمارے در سے کوئی خالی نہیں گیا یہ خالی نہ جائے،

جب حضور ﷺ نے دیکھا فرمانے لگے میں نے لوح دیکھی، قلم دیکھا، عرش کرسی ہر چیز دیکھی ہے، تیرے بخت اور حصے میں کوئی چیز نہیں ہے، حسین نے کہا نہ،

یہ واقعہ ہے یہ ہمارے مذہبی جلسوں کا بڑا خوبصورت تقریر کا حصہ ہے، بڑا لذیذ بڑا خوبصورت،

امام حسین نے کہا کہ دوبارہ دیکھیں، دوبارہ حضور ﷺ نے دیکھا، پھر کوئی چیز نہیں، پھر حسین کہنے لگا میں دیتا ہوں۔

ابھی حسین بچے ہیں، امامت کی بلندی یہیں سے ملاحظہ فرمائیں، اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ واقعہ سچ ہے تو نبی ہار گیا، چھوٹا بچہ نابالغ جس کے ذمہ دین کی کوئی بات نہیں آتی اس کو جتوا دیا۔

اور یہ آپ اکثر سنتے ہوں گے، نماز اور حسین آپس میں لڑ پڑے، نماز کہنے لگی کہ میں بڑی ہوں، حسین کہنے لگا میں بڑا ہوں۔

ان باتوں کا دین کے ساتھ کتنا تعلق ہے؟ اپنی سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کیا گھڑا جاتا ہے، کیا بتایا جاتا ہے کیا سنایا جاتا ہے، یہ دین ہے؟ یہ دین نہیں ہے؟ ہرگز یہ دین نہیں ہے، یہ نسل پرستی کی وہ بنیادی اینٹیں ہیں جو مجوسیوں، عجمی، مشرکوں اور عربی مشرکوں نے مل کر بنائی ہیں، یہ وہ پتھر ہیں، جن کو آج تک ہم ہٹا رہے ہیں، اور ہم زور لگا رہے ہیں، یہ بڑے بے ایمان ہیں، کیوں؟ یہ امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی توہین کے انداز:

انتشار انہوں نے پیدا کیا، جنہوں نے امامت کو نبوت سے اعلیٰ کہا، جنہوں نے محمد سے آگے علی کو کیا، اور معراج پر جب حضور ﷺ گئے تو کہا کہ علی پہلے سے وہاں موجود تھے۔

اور حضور ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پڑی، علی نے مدد کی، کبھی عالم غیاب میں اور کبھی مدد کی عالم شعور میں، علی ایک راز ہے، جو راز بشری سمجھ میں آ نہیں سکتا، کیا ہے یہ مذہب ہے؟ یہ کس طرح دین ہے؟ ہم نہیں مانتے، ہم کوئی راز نہیں مانتے ہم تو خدا کو راز نہیں مانتے، کسی کو اور کیا راز مانیں گے، کوئی چیز راز نہیں ہے، راز ہے تو پھر لے جاؤ اٹھا کر،

میں باز آیا محبت سے اٹھا لو پان دان اپنا

اپنی سمجھ میں نہیں آتا ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رسول اللہ کے تربیت یافتہ صحابی ہیں، اسی طرح ابوبکر ہیں، عمر ہیں، عثمان ہیں، طلحہ و زبیر ہیں، ابو عبیدہ بن جراح ہیں، سعد بن ابی وقاص ہیں، عمرو بن عاص ہیں، مغیرہ بن شعبہ ہیں، ابو سفیان، صخر بن حرب ہیں، معاویہ ابن ابی سفیان ہیں، یزید بن ابی سفیان ہیں، جس طرح یہ تربیت یافتہ رسول ہیں، اسی طرح علی بھی، جعفر طیار بھی، اور عقیل بن ابی طالب، تربیت یافتگان رسول ہیں۔ ان کی آل اولاد بھی، حضور ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے بھی، بیٹیاں بھی، چچیاں بھی، چچے بھی، داماد بھی، ماموں بھی، خالائیں، ممانیاں یہ تمام تربیت یافتگان رسول ہیں، اور ان میں نبی کی صفات مستقل موجود ہیں۔

حضور ﷺ کے دین کے محافظ صحابہ:

سب سے بڑی صفت، صفت علم ہے، اور آیئے دیکھیں کہ ایک آدمی کا نام لیں اور عرب کی کتب جناب میوزیم سے نکل رہی ہیں، مخطوطے نکل رہے ہیں، میوزیم دمشق میں ہے، ریاض میں ہے، ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے، مدینہ طیبہ میں ہے۔

صحابہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں، جو زمانہ کی دست برد کے باوجود بچی ہوئی ہیں، جاؤ دیکھو جا کر، بابل و نینوا کی یادوں کو محفوظ رکھنے ہو، صحابہ کی یادیں صحابہ نے دی ہیں کوئی مٹا سکا ہے تو بتاؤ مجھے، نہیں مٹا سکا، کبھی کوئی تہذیب مٹی نہیں اس کے آثار باقی رہتے ہیں۔

صحابہ کو حضور ﷺ کی تہذیب ماں باپ سے زیادہ عزیز تھی۔ اور میں تو حیران ہوتا ہوں، ناخن اتارنے کا سلیقہ تک محفوظ رکھا ہے صحابہ نے، کہ حضور ﷺ ناخن کیسے اتروایا کرتے تھے۔ کون گواہ ہے اس کا اگر صحابہ نہیں ہیں تو، پانچ سال کا بچہ کیا گواہی دے گا۔

جس نے دس برس وضو کروایا، اس کی گواہی معتبر نہیں ہے؟ اٹھائیں، حضرت عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں، کہ حضور ﷺ نے ...... ما قال لا ولما ...... نہ کبھی حضور ﷺ نے نہ کہا اور نہ کہا کیوں؟

ہم نوکر رکھتے ہیں، میں بھی رکھتا ہوں، آپ بھی رکھتے ہیں۔ جب آپ ڈاکٹرز بن

جائیں گے تو پھر آپ کے پاس دو دو چار چار نوکر ہوں گے۔ اور اس وقت جو آپ کی کیفیت ہوگی اللہ میری توبہ میں کان پکڑتا ہوں، ناراض نہ ہوں، ہوں گے بھی تو میرا کیا بگاڑ لیں گے آنکھ نہیں ملائیں گے نہ بلائیں، اس سے بڑا آپ کون سا تیر ماریں گے، میں اسی نشتر ہسپتال میں رہا ہوں میرے ابا بھی بیمار رہے میں یہاں رہا میری بیوی بھی بیمار رہی میں یہاں رہا، جو کچھ ان آنکھوں سے دیکھا اگر کہہ دوں تو میرا خیال ہے کہ شورش کاشمیری کی اس بازار سے مختلف نہیں ہوگی۔

پڑھی آپ نے "اس بازار میں"؟ پڑھیں اس کو اور پھر دیکھیں کہ پاکستان کیا ہے؟ وہ نقشہ ہے سارا پاکستان اپنی جنسی لغویت کی وجہ سے پاگل ہو رہا ہے، اور یہ پاگل پن میں نے اپنی ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا ہے، یا اللہ میری توبہ یہ پڑھے لکھوں کا معاملہ ہے، اے ون سوسائٹی ہے، ہم تو سی کلاس ہیں، ماحول، گھر، لباس، یہ گندی سی ٹوپی، لنگی بھی نہیں کی ہوئی یہ کرتا پرانا، ہمارے پاس کوئی اے ون ہونے کی بات نہیں، ہم سی کلاس ہیں۔

حادثہ یہ ہے کہ تم جو اے کلاس کے ہو، ہوتے تم بھی سی کلاس ہو، ایسے ہی پڑھ کر اور اگر زیادہ مال آ جائے اے کلاس بن کر بیٹھ جاتے ہو، پھر مال کا آنا لگ جاتا ہے، پھر اکڑتے ہو نوکروں کے ساتھ برا سلوک چھوڑ

وہ بات یہاں سے چلی تھی، عرب مانتے ہیں بہت برے ہیں، آج بھی اپنا ڈرائیور، اپنے گھر کا نوکر ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے ہیں، اکٹھے کھانا کھاتے ہیں،

حضور ﷺ اور حضرت بلال، غلام ابن غلام، مسلمانوں نے غلام نہیں بنایا، کافروں کے زمانے سے غلام خاندان چلا آ رہا تھا، بکتے ہوئے آئے اور ابوبکر صدیق نے خرید کر آزاد کر دیا، پیسے دے دیے، حضور ﷺ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، ایک ہی برتن میں، اور آپ کو جراثیم لگ جاتے ہیں سمجھ نہیں آتی، آپ کے جراثیم ہی نہیں ختم ہوتے،

صحابہ کرام کو بھی جراثیم نہیں لگے، ایران سے ڈاکٹر گیا، روم سے گیا، مصر سے گیا، حکیم، ڈاکٹر کہہ لیں، حکیم کہہ لیں، وہ گئے وہاں اور دکانیں کھول کر بیٹھ گئے بندہ ہی نہیں آتا۔

پوچھا تمہیں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم اس وقت کھانا کھاتے ہیں جس وقت بہت بھوک لگتی ہے اور چھوڑ دیتے ہیں جس وقت آدھی روٹی کی بھوک ہوتی ہے اور ہم دن میں پانچ دفعہ کھاتے ہیں، لائٹ بریک فاسٹ، ہیوی بریک فاسٹ، رات کو ایک دفعہ پارٹی ہوگی تو پھر ایک دفعہ اور کسی جو دیہات کے لوگ کے کام کرنے والے ہیں۔ ٹریکٹر چلانے والے، ہل چلانے والے، وہ آپ سے طاقتور ہوتے ہیں، میں بوڑھا ہوں اور آپ سے اچھا ہوں، اللہ کا کرم ہے مجھے پروتی کام کرتا ہوں گھر میں کبھی جھاڑو دیا، کبھی کوئی اور کام بھی کوئی کام، چار پائیاں بچھا دیں، بستر لگا دیے،

یہ کام بھی نبی نے سکھایا، میں نے اپنی بات تو نہیں چھوڑی، صحابہ کرام کو یہ اپنی زندگی کے تمام اعمال خود سے سرانجام دینے کا سلیقہ کس نے دیا، حضور ﷺ نے اور حضور ﷺ اپنے کام خود کرتے تھے۔

اللہ آپ کو زندگی عطا فرمائے، آپ تجربات کریں گے، ازدواجی زندگی، جب آپ صاحب خانہ ہو جائیں گے تو ازدواجی زندگی کے مسائل میں یہ بڑی خوبصورت بات ہے۔

حضور ﷺ اپنی بیویوں کو چولہا بھی جلا کر دیا کرتے تھے، اور ہم یوں اکڑے ہوئے آئے اور ہم ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئے، لاؤ کھانا لاؤ، فرعون سے سامان ہوتے ہیں ہم، اور تقلید صحابہ پر کرتے ہیں۔ جنہوں نے نبی کی ایک ایک ادا کی شیپ نہیں بدلنے دی۔

☆☆☆☆☆

محمد پیغمبر ہمارا — یا اللہ مدد — صحابہ رہبر ہمارا

دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ مقدس و مطہر باعفت معزز اور پرہیزگار نامور خواتین

المعروف اُمّہات المومنین ؓ کے حالات پر مشتمل انتہائی خوبصورت چارٹ

سائز 20×30	کاغذ 135 گرام	معیاری طباعت	ہدیہ 40 روپے

041-2604175 0300-7610220

بسم اللہ پبلیکیشنز مل سنٹر فسٹ فلور دوکان نمبر 1 بخشی محلہ گلی نمبر 8، بھوانہ بازار، فیصل آباد

فضائل خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

درس نمبر 5 قسط نمبر 9

افادات
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا
محمد خیر محمد مکی حجازی دامت برکاتہم

برادران اسلام الحمدللہ ہمارے دروس عظمت اصحاب رسول ﷺ کے بارہ میں اللہ کی توفیق سے جاری ہیں اور اصل مقصود تو خلفائے راشدین کی سیرت عظمت منقبت اور رفعت شان ہے۔لیکن اصولی بات ہے کہ جب بنیاد آدمی پر واضح نہ ہو تو پھر دوسرے مسائل کا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے۔

حضور ﷺ اور صحابہ کا چناؤ ہوا:

سابقہ درس میں اس مقام پر پہنچے تھے ساری کائنات میں انبیاء کے بعد سب سے افضل اصحاب محمد مصطفی ﷺ ہیں۔چونکہ حضور ﷺ کی امت ساری امتوں سے افضل ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور جب حضور ﷺ کی امت خیر امت ہے تو اس امت کے سب سے پہلے خیر کون ہیں، خیر القرون قرنی،حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب سے بہتر خیر کا زمانہ جو ہے وہ سراپا میرا دور ہے اور میرے صحابہ کا دور ہے،یہ ایک بات ذہن میں رکھ لیں۔

اسی طرح اصحاب رسول کی فضیلت میں جس طرح اللہ نے تمام انبیاء کو اپنے اپنے زمانے میں چن لیا، اسی طرح اللہ نے میرے آقا محمد مصطفی ﷺ کو بھی چن لیا اور وہ چنا بھی اتنا عظیم ہے کہ فرمایا۔

ولد اسماعیل میں سے کنانہ اور کنانہ میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنو ھاشم کو پھر بنو ہاشم میں سے محمد رسول اللہ ﷺ۔کتنی چھلنیوں میں سے چھانا گیا، کہ ساری کائنات میں سے ولد اسماعیل کا انتخاب کیا گیا، ولد اسماعیل میں سے کنانہ کا انتخاب ہوا۔ پھر کنانہ میں سے قریش کا انتخاب ہوا، قریش میں سے بنو ہاشم کا انتخاب ہوا اور بنو ہاشم میں سے عبداللہ کے گھرانے کا انتخاب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک پیدا کی گئی۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا، ان اللہ الا صطفانی، مجھے اللہ نے چن لیا۔

جب چننے والا خدا ہو، تو اسکی چنائی میں کوئی نقص ہوسکتا ہے؟ (نہیں) کیوں اگر ہم کوئی چیز چنیں گے، ہوسکتا ہے کہ غلط ہو، ہوسکتا ہے کہ ہم نے مثلاً یہ ایک ڈبہ خریدا ہے۔ہم نے اس کا ظاہر دیکھا ہو لیکن باطن نہ دیکھا ہو، ہم نے اس رومال کا ظاہر دیکھا ہو، لیکن ہمیں یہ پتہ نہ ہو کہ یہ کتنی پائی کا ہے۔ کیسے ہے، اور یہ جب ہم لگائیں گے تو بالکل علیحدہ علیحدہ [illegible] ہے، یا جڑے ہوئے تو نہیں ہوتے، خراب تو نہیں ہوجاتا، استعمال کے بعد اسکی کیا کیفیت ہے، اس میں کھردرا پن تو نہیں ہے اس میں نفاست ہے اس میں کوئی نہ کوئی نقص رہ جائیگا۔

لیکن جب اللہ چننے والا ہو، جو ہر نقص سے پاک ہے، جو منزہ ہے ساری صفات نقصان سے، تو اس لئے فرمایا کہ اللہ نے مجھے چن لیا۔

اس کے بعد اب جو ہمارا موضوع ہے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ ثم اختارلی اصحابی پھر اللہ نے میرے لئے میرے جو صحابہ بنانے یہ بھی اللہ نے چن لیے کہ ان کو میرے صحابہ بنایا، ان کو میرا دوست بنایا۔

اور پھر فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے پھر چن لیا، بعض کو میرا رشتہ دار بنادیا، بعض کو میرا انصار بنادیا۔ بعض کو میرا دوست بنادیا، تو یہ سارا چناؤ اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے ہے۔

تو خیر امت ، میں خیر جماعت اور افضل جماعت جو ہے وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ہے آپ سن چکے ہیں کہ قرآن مقدس نے ان کے لئے مدح وثناء کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو اللہ نے حضور ﷺ کے اصحاب کے لئے نہ استعمال فرمایا ہو، کہیں ان کے بارہ میں آیا کہ یہ مومن ہیں۔ کہیں فرمایا، مؤمنون حقا ہیں، کہیں فرمایا صادقون ہیں ، کہیں فرمایا مفلحون ہیں، کہیں فرمایا کہ یہ عباد الرحمان ہیں۔

کہیں فرمایا کہ میرے مدنی کے ساتھی ہیں۔ کہیں فرمایا کہ محمد مدنی کے سابقون الاولون من المھاجرین والانصار ہیں۔ کہیں فرمایا کہ میں ان سے راضی ہوگیا۔ کہیں فرمایا کہ مجھ سے راضی ہوگئے ۔ کہیں فرمایا کہ میں نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

یعنی کوئی ایک ایسا وصف بھی ہے جو اللہ نے قرآن میں صحابہ کے لئے بیان نہ کیا ہو،

اب اس کے بعد بات یہ تھی، کہ پھر صحابہ کے ساتھ دشمنی کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا میں نے عرض کیا تھا، کہ اس کی دو وجوہات ہیں۔

ایک تو وہ دشمنی ہے جو کفار ومشرکین نے کی، اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ تھوڑا سا ذہن میں رکھتے جائیں، چونکہ یہ صحابہ کا مقام کوئی چھوٹا مقام نہیں ہے۔

اسلام کی اساس کیا ہے؟

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یعنی نواسہ رسول پاک اور ابن علی، ابن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ اصحاب رسول کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اساس الاسلام حب اصحاب و اھل بیتی فرمایا اگر اسلام کی بنیاد ڈھونڈو، تو صحابہ کی محبت اور اہل بیت کی محبت میں ہے، اگر صحابہ کی محبت نہیں تو گویا اسلام کی بنیاد ہی ختم ہو گئی یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

توجہ کی ضرورت؟

توجہ رکھیں گے تو اللہ مجھے توفیق دیں گے، میں کوشش کروں گا اور کچھ آپ کوشش کریں گے، بات سمجھ تب آئے گی، جب ذہن دونوں طرف سے ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے تیار ہوں چونکہ اگر ایک طرف سے کوشش ہو اور دوسری طرف سے کوشش نہ ہو تو پھر بات سمجھ نہیں آئے گی، پھر وہی بات ہو جائے گی، کہ جیسے وہ ایک مثل مشہور ہے کہ ایک استاد کسی کو پڑھاتے رہے، کوئی کتاب ہے زلیخا فارسی کی، بڑی مشہور کتاب ہے۔ یوسف زلیخا کے نام سے جب وہ ساری کتاب ختم ہو گئی، تو طالب علم استاد سے پوچھتا ہے کہ حضرت زلیخا عورت ہے یا مرد؟

ایک اہم مسئلہ؟

تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس کو عربی میں کہتے ہیں ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ، کہ اگر تمہیں ایک مسئلہ کا پتہ نہ ہو تو اس میں بڑی مصیبت کی بات ہے، وان تدری فالمصیبۃ اعظم اگر تم جاننے کے باوجود جاہل بنے ہوئے ہو تو یہ اس سے بھی بڑی مصیبت ہے کہ ایک آدمی چلو نہیں جانتا، جاہل ہے۔ ایک آدمی پڑھا لکھا ہے۔

اللہ کے بندے وہ ساری آیتیں جو مولوی کی پڑھ رہا ہے۔ گھر میں جا کر نہیں اٹھا کر دیکھ سکتا۔ کہ ہمیں کوئی دھوکہ تو نہیں دیا جا رہا۔ ہمیں صرف لفاظی میں اور تقریر میں اور گفتار میں تو نہیں الجھایا جا رہا، وہ آیات موجود ہیں قرآن موجود ہے سیرت موجود ہے اصحاب موجود ہیں۔

کفار کے اعتراض صحابہ پر:

اب سمجھیں کہ ایک تو ہے مخالفت جو حضور ﷺ کے صحابہ کے ساتھ کفار مشرکین ابوجہل عتبہ شیبہ ابولھب عقبہ بن معیط امیہ ابن خلف ولید بن مغیرہ ان لوگوں نے کی تھی، وہ کیوں کی تھی۔ کہ یہ اسلام لے آئے، اور وہ اسلام کے دشمن تھے۔ چھوٹی سی بات ہے۔

انہوں نے کیا الزام سنائے تھے۔ انہوں نے یہ الزام لگائے تھے کہ یہ بے وقوف ہیں۔ سفہاء ہیں، کیوں بے وقوف ہیں، انہوں نے کہا کہ کمال ہے اس پارٹی میں انسان جاتا ہے جس پارٹی کے پاس طاقت ہو۔

دیکھیں جی آپ تو جمہوری ملکوں کے لوگ ہیں، آدمی وہی پارٹی تلاش کرتا ہے جس کے بارے پہلے پتہ ہوتا ہے کہ اقتدار میں آنے والی ہے؟ کیا چانس ہیں، تو کمزور کے ساتھ کون جاتا ہے اور یہ ایسے بے وقوف ہیں کہ ہمیں چھوڑ کر جو ہم نسلوں سے حاکم چلے آ رہے ہیں مکہ مکرمہ کے ایک ایسی ذات کے ساتھ ایسی شخصیت کے ساتھ ایسے نبی کے ساتھ جا رہے ہیں کہ جو یتیم ہیں، جس کا ساتھ کوئی نہیں۔ بلکہ اکیلے ہیں، ساتھ دینے والا کوئی نہیں کوئی فوج نہیں کوئی طاقت نہیں دولت نہیں، پیسہ نہیں یہ اس کے ساتھ مل کر کیا لے لیں گے، یہ بے وقوف ہیں۔

کبھی کہتے تھے کہ یہ ہمارے غلام ہیں کم عقل ہیں اور یہ اس قابل بھی نہیں ہیں کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اس قسم کے الزام وہ صحابہ پر لگانے لگے، انؤمن کما امن السفھاء، کبھی آتے کہ حضور ﷺ ہم ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ ان سے بو آتی ہے ان کے کپڑے گندے ہوتے ہیں۔ ان کو ذرا دور کر دیں۔ اللہ نے فرمایا واصبر نفسک مع الذین (اللہ نے فرمایا میرے مدنی ان کے ساتھ ہی رہنا ہے، چھوڑیں ان مشرکین کو تو کافروں نے اس انداز میں الزام لگائے)

جب حبشہ چلے گئے تو نجاشی کے بادشاہ کے پاس کہنے گئے کہ یہ جھگڑے ہیں۔ ہمارے غلام تھے بھاگ آئے، یہ الزام لگائے یہ جناب تفریق کرانے والے آپس میں لڑا رہے ہیں۔ باپ بیٹے کو لڑا رہے ہیں، باپ مسلمان ہے بیٹا کافر ہے بیٹا مسلمان ہے باپ کافر ہے تو کفار اور مشرکین نے یہ الزام لگائے۔

منافقین کے صحابہ پر اعتراض:

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں منافق سامنے آ گئے وہاں بنو نظیر، بنو قریظہ، بنی قینقاع سامنے آ گئے، منافقوں نے اپنے انداز سے صحابہ پر حملہ کیا، انہوں نے کہا کہ یہ غریب لوگ تھے، مدینے میں آ گئے، آپ لوگوں نے ان کو سینے سے لگایا۔ آپ نے گھر دے دیئے، باغوں میں شریک کر لیا، کھانے میں شریک کر لیا، یہ تو اکڑ گئے، یہ تو نعوذ باللہ بھوکے لوگ تھے، ان کو دینا بند کر دو، لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا، صحابہ پر بالکل خرچ نہ کرو، اور جب تم خرچ نہیں کرو گے یہ بھاگ جائیں گے جب روٹی نہیں ملے گی تو یہ تو روٹی کیلئے آئے ہوئے ہیں یہ وہ ہیں کہ جن کے سردار ان سے بڑا کام لیتے ہیں۔ ان کے غلام تھے۔ حضور ﷺ کے ذریعے ان کو بہانہ مل گیا بھاگ گئے، تو آپ نے ان کو آنکھوں پر بٹھایا، تو اس لئے لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ تا کہ اللہ کے نبی کو چھوڑ دیں، منافقین نے یہ الزام لگایا۔

اور دوسرا منافقین نے کیا الزام لگایا، (کہ جب ہم مدینہ میں جائیں گے ہم ان سے

عزت والے ہیں ہم غالب ہیں ہم بڑے ہیں سردار ہیں ہم قوی ہیں ان کمزوروں کو ہم نکال دیں گے یہ کیا ہیں کچھ بھی نہیں ان کو تو ہم نے پناہ دی ہوئی ہے۔

تو منافقین نے اصحاب رسول پر اس انداز میں حملہ کیا۔ وہ باتیں یاد رکھیں۔

اب یہ ہوا کہ اللہ نے اسلام کو عزت دی اسلام غالب آ گیا، اسلام جزیرہ عرب میں پھیل گیا۔ اسلام ماشاء اللہ خلفاء راشدین کے زمانے میں چالیس لاکھ مربع میل پر پھیل گیا۔

آپ آج بھی دیکھ لیں جہاں جہاں اسلام کی مخالفت ہو رہی ہے اس کے پس منظر میں کیا ہے؟ آپ ذرا تلاش کریں۔ آپ ذرا غور کریں کہ آخر وجوہات کیا ہیں۔

اب جب اللہ نے اسلام کو عظمت دے دی، میں نے عرض کیا تھا کہ صحابہ کے حکم ہواؤں پر چلنے لگے۔ صحابہ کے حکم دریاؤں پر چلنے لگے۔ جنگل کے شیروں پر چلنے لگ گئے۔ اب مخالفین لوگوں نے اور خاص طور پر یہود نے سوچا کہ اسلام سے ٹکر نہیں لی جاسکتی، جب نجران کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا، الحمد للہ آپ سیرت النبی میں پڑھ چکے ہیں ضرورت ہو تو پھر دیکھ لیں چونکہ ہم کسی دوسرے موضوع میں نہ الجھ جائیں کہ ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان کو کیا ضرورت تھی بات کرنے کی وہ تو اس دور کی سپر پاور تھیں، جیسے آج کل لوگوں کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہے۔ ناز ہے اس دور میں جو سپر پاور کہلاتی تھی۔ مسلمان تو ویسے اللہ کی ذات کو سپریم مانتا ہے۔ یعنی اصطلاحات عوام کے پیش نظر یہ روم اور فارس تھے۔ یہ بڑی طاقتیں تھیں، جن کے پاس فوج تھی طاقت تھی، منظم

اور اس دور میں لاکھوں کی تعداد میں جن کے پاس فوج تھی، اور روم جن کی تہذیب دنیا میں ایک تہذیب سمجھی جاتی تھی۔ تہذیب روم اس کے بعد تہذیب فارس، تہذیب مصر، تہذیب یونان، اس کے بعد پھر تہذیب اسلام آئی، تو یہ لوگ جو تھے بڑی طاقت تھے، تو صحابہ نے قیصر و کسریٰ کو بھی پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔

اللہ بچاتا ہے:

اب دیکھیں کہ سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں بیٹھے تھے اور رومیوں کا ایک بہت بڑا جرنیل گرفتار کیا، وہ شکست کھا گئے تھے اور وہ گرفتار تھا قیدی کی حیثیت میں وہ بھی خیمے میں موجود تھا تو جب حضرت خالد کے ساتھ تنہائی ہوئی تو کہنے لگا کہ حضرت ایک بات کا خیال رکھیں میں آپ کا دشمن ہوں لیکن میں ایک جرنیل ہوں اور ایک بہادر آدمی ہوں مجھے بہادر لوگوں سے محبت ہے وہ بہادر چاہے میرا دشمن ہی کیوں نہ ہو، آپ ایک بڑے بہادر جرنیل ہیں میرے علاقے میں احتیاط رکھیں کہ ہمارے کسی آدمی کے گھر میں کسی سپاہی کے ہاتھ سے کھانا نہ کھانا، ہمارے ہاں ایک بڑی خطرناک زہر ہوتی ہے وہ ہم رکھتے ہیں چھپا کر جب ہمیں ضرورت پڑے تو پھر ہم استعمال کرتے ہیں اور وہ اتنی خطرناک زہر ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی محقق کوئی موجد اس کا ذائقہ نہیں بتا سکا، کیونکہ جو بندہ زبان پر رکھتا ہے تو مر جاتا ہے تو بتانے کون آئے واپس آئے تو ہمیں بتائے کہ ذائقہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اچھا بھائی کہاں ہوتی ہے۔ اس نے اپنی انگوٹھی نکالی، انگوٹھی کا ڈھکن اٹھایا، اسکے اندر وہ زہر رکھی ہوئی تھی، اس نے کہا کہ یہ ہم لوگ انگوٹھی میں رکھتے ہیں کہ کبھی ایسے حالات ہو جائیں، دشمن کی قید میں آ جائیں اور بچنے کا امکان کوئی نہ ہو، اور ٹارچر اتنا ہو رہا ہو کہ ناقابل برداشت ہو جائے اور ہمیں راز ایسا نکالنا پڑے کہ جس سے ہمارے ملک و ملت کا نقصان ہوتا ہو تو پھر ہم خود کھا کر مر جاتے ہیں کہ چلو ایک بندہ مرے گا، ملک تو بچ جائے گا تو آپ نے کہا کہ اچھا دکھاؤ ذرا وہ انگوٹھی اس نے دے دی،

حضرت نے ساتھ پانی کا گلاس رکھا تھا اس میں ڈالی بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء اس نے کہا کیا کر رہے ہو، حضرت خالد نے کہا کہ بس بیٹھے رہو اب وہ دیکھ رہا ہے کہ ابھی خالد مرا، ابھی خالد مرا، خالد بیٹھے ہوئے ہیں، وہ حکا بکا ہو گیا، اس نے کہا یہ کیا ہو گیا؟ اس نے کہا کہ میرے نبی کا فرمان ہے کہ جو یہ دعا پڑھ لیتا ہے اس کو کوئی دنیا کی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔ بس میں نے پڑھ لیا ہے۔ میرا کیا نقصان ہو سکتا ہے، زہر ہے کوئی چیز ہے جو مرضی آئے حضور ﷺ نے جو کہہ دیا ہے کہ صبح و شام آپ تین دفعہ پڑھ لیں اللہ کی رحمت سے آپ کے گھر میں کوئی نقصان نہ ہو۔ یہ ایسی اللہ کی نعمتیں ہمارے پاس ہیں۔

تو اب گھبرائے تو اب نصرانیوں نے بھی صلح کا رنگ اختیار کیا کہ نجران سے ساٹھ آدمیوں کا وفد بنا کر بھیجا۔ اور حضور ﷺ سے آ کر صلح کر لی اور یہودیوں نے بھی بعد کے ادوار میں، جب اسلام کی فتوحات ہوئیں تو اب انہوں نے بیٹھ کر پلاننگ کی کہ ہم کیا کریں تو یہ جتنے فرقے بنے ہیں، یاد رکھیں ان سب کے پیچھے یہود ہے۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں۔

دنیا میں کسی بھی تاریخ میں آپ کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں، ماشاء اللہ اللہ نے آپ کو علم دیا ہے آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ کسی اچھے مورخ کی کسی اچھے رائٹر کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں، جس ملک میں جس تحریک میں جس جماعت میں جس کام میں وہ چاہتے یعنی کام کسی قسم کا ہو، مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہو یا پہنچانا چاہتے ہوں، اس کے لئے پیچھے یہودی ہوں گے ساری دنیا میں آپ یہ تحقیق کر لیں۔

سارا فساد یہودی کی طرف سے:

مثلاً آپ دیکھ لیں کہ فلسفے آئے دنیا میں آپ کے ساتھ کیموزم ہے سوشلزم ہے کون تھے، ان کے موسس اصلی کون ہیں، یہودی جتنے قوانین تمہارے حال رائج ہیں کارل مارکس آپ کو نظر آئے گا کبھی آپ کو لینن نظر آئے گا یہ سب لوگ کون تھے یہودی تھے۔

بلکہ کتابوں میں یہ تحقیق ہے کہ حضور پاک ﷺ نے جو فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سارے کے سارے فرقے جہنمی ہوں گے، صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ (جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں) باقی سب جہنمی ہوں گے، ان سب فرقوں کے موسس یہودی ہیں، اب جتنے فرقے ہیں معتزلہ ہے، پھر معتزلہ میں جتنے باطل فرقے ہیں ان میں کرامیہ ہے جبریہ ہے قدریہ ہے سب یہودی ہیں۔

اس کے بعد جو خوارج کا فتنہ بنا ہے روافض کا فتنہ بنایا گیا، یہ سارے فتنے اور ان کے بانی کون تھے۔ سارا وہ دماغ یہودی ہے کہیں آپ کو عبداللہ بن سبا نظر آئے گا، کہیں آپ کو حسین ابن سبا نظر آئے گا، کہیں آپ کو باطنیہ کی طرز کی تحریکیں چلتی ہوئی نظر آئیں گی، کہیں امامیہ کے نام سے کام کیا گیا کہیں اسماعیلیہ کے نام سے کام کیا گیا کہیں آغا خانیت کے نام سے کام کیا گیا سب کے پیچھے وہی نام ہے یہودیت کا

وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ اب ہم اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو اب ایسا کرو کہ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ مسلمان آپس میں لڑ جائیں گے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ شیعہ سنی فساد ہو رہا ہے۔ کتنے قتل ہوئے ایک مسئلہ بن گیا بنادیا گیا ہے۔

اور دوسرا فائدہ ہمیں یہ ہوگا کہ جب یہ آپس میں لڑیں گے ہمیں کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور تیسری اصل بات یہ ہوگی۔

کہ بڑی بڑی جو آنے والی نسلیں ہیں جو اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہیں، وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں گی۔

آپ حیران ہوں گے، آپ یورپ جب جائیں آپ باہر کے ملکوں میں جائیں اور باہر کے ملکوں میں جا کر صرف اپنے آپ کو سیر و تفریح تک محدود نہ رکھیں، کیونکہ اکثر ہمارے بھائی جاتے ہیں کہ چلو ہم باہر کے ملک میں جائیں سیر کریں ذرا موسم انجوائے کریں کلب میں چلے گئے، آپ تھوڑا سا وہاں کے کتب خانوں کو دیکھیں وہاں کے پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ ذرا ڈسکس کریں، تو آپ حیران ہوں گے ہر جگہ آپ دیکھیں گے کہ لوگ اسلام میں آنے کیلئے ایسے کھڑے ہیں، یدخلون فی دین اللہ افواجا اتنے لوگ اسلام میں آنے کے لئے بے تاب ہیں۔

مثلاً ایک شہر میں آپ دس سال پہلے گئے ہیں، وہاں دس مسجدیں تھیں اب دو سو مسجدیں ہیں۔ جہاں دس آدمی نماز پڑھتے تھے۔ اب وہاں دو سو آدمی نماز پڑھتا ہے۔

آج سے تیس چالیس سال پہلے کبھی آپ نے سنا تھا کہ کسی کافر ملک میں ایک لڑکی نے صرف سکارف پہننے کیلئے سٹینڈ لیا ہو؟ آپ کے ملکوں میں کبھی کسی نے نہیں لیا، باہر کے ملکوں کو چھوڑیں آپ ہندو پاک کو دیکھ لیں، آپ کے ملک میں کبھی کسی لڑکی نے سٹینڈ لیا ہے کہ میں دوپٹہ پہن کر آؤں گی، وہاں ماشاء اللہ اپنی استانیوں کے دوپٹے نہیں ہوتے، اگر ہو تو وہ گلے میں پڑا ہوتا ہے۔ یا ہو تو بطور چادر کے کندھے پر ہوتا ہے سر پر ان کے نہیں ہوتا تو بچی کو کیا کہے گی کہ تم دوپٹہ پہن کر آؤ۔

اب اس میں صرف رکاوٹ کیا ہے کہ جب وہ باہر کا آدمی پڑھتا ہے کہ شیعہ سنی کو مارتا ہے اور سنی شیعہ کو مارتا ہے اور ان میں تو بڑے فساد ہیں۔ جھگڑے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کافر ہے شیعہ کہتے ہیں کہ سنی کافر ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ فلاں کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ فلاں کافر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ عجیب بات ہے ہم نے کفر سے نکل کر پھر کافروں میں ملنا ہے تو پھر ہم اسی کفر پر کیوں نہ رہ جائیں۔

کفار کا دوسرا مقصد:

تو اس فتنے کا ایک فائدہ ان کو یہ ہوا دوسرا فائدہ ان کو یہ ہوا کہ جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ جیسے ایک آدمی کسی کو سیدھی گالی دے کہ تم حرامی ہو، بڑی گالی ہے سمجھ جائیں گے آپ ہر کوئی سمجھ جائے گا، لیکن اگر آپ اس کو یہ کہیں کہ یار تم آدمی تو بڑے اچھے ہو، لیکن تمہارے باپ کے نکاح کے گواہ جو ہیں وہ نہیں تھے، جب تمہارے باپ کا نکاح ہوا تھا تو گواہ نہیں تھے، یا یہ کہیں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ گواہ جو تھے، تھے بڑے بے ایمان، جب گواہ بے ایمان تھے تو نکاح ہوا؟ جب نکاح نہ ہوا تو یہ جو پیدا ہوا یہ حلالی ہوا یا حرامی ہوا؟ (حرامی) تو بات تو وہی ہوگی، لیکن آپ نے اس کو کہا کہ تم حرامی ہو آپ نے اس کو یہ کہا ہے کہ تمہارے باپ کے نکاح کے جو گواہ ہیں وہ تمہاری بستی والوں نے کہا ہے کہ وہ بڑے خبیث آدمی تھے اور اسکے لئے ضروری ہے کہ ذوا عدل منکم قرآن کہتا ہے کہ گواہ وہ ہوں جو عدالت والے صداقت والے دین والے نیک گواہ ہوں اور وہ تو بالکل جواری تھے، نشئی لوگ تھے وہ تو ویسے نشے میں تھے پتہ نہیں بھنگ پی کر بیٹھے تھے۔ پتہ نہیں تیرے باپ کا نکاح ہوا ہے کہ نہیں ہوا، تو نتیجہ کیا نکلا کہ یہ نکاح نہیں ہے تو یہ زنا ہوا اور جس کا تو ہے حرامی ہے صرف بات کہنے کا فرق پڑ گیا انداز اور ہے،

جیسے آج کل آپ کسی کو کہتے ہیں کہ فلاں آدمی نے ماشاء اللہ ریشمی رومال میں لپیٹ کر پتھر مارا ہے یعنی محاورہ ہے۔

تو اس لیے ان لوگوں نے کیا کیا کہ

جب ہم صحابہ پر بحث شروع کردیں گے اور صحابہ پر طعن کردیں گے صحابہ کو مجروح کردیں گے تو سارے دین کے گواہ تو صحابہ ہیں، نماز آئی تو صحابہ گواہ ہیں زکوۃ آئی تو صحابہ گواہ ہیں، حدود آئیں تو صحابہ گواہ ہیں، حج ہے تو صحابہ گواہ ہیں، حضور ﷺ نے حج کا احرام حدیبیہ سے باندھا تو صحابہ گواہ ہیں آپ نے تلبیہ پڑھا تو صحابہ گواہ ہیں، مکے میں آئے طواف کیا صفا مروہ دوڑے پھر آپ منیٰ گئے عرفات گئے مزدلفہ گئے تو صحابہ گواہ ہیں، بیعت رضوان ہے تو صحابہ گواہ ہیں فتح مکہ ہے تو صحابہ گواہ ہیں خیبر ہے تو صحابہ گواہ ہیں تمام دین اسلام کے احکام کے گواہ صحابہ ہیں تو جب صحابہ مجروح ہوجائیں گے تو اسلام کا دعویٰ خود بخود ختم ہوجائے گا گواہ بھی سچے نہیں تو اسلام کہاں سے سچا ہوگیا۔

یہ ان کا دوسرا مقصد تھا، ورنہ میرے بھائی آج آپ کے دوستوں پر کوئی بحث نہیں کرتا، آج ایک مولوی کے دوستوں پر کوئی بحث نہیں کرتا، آج آپ کے ملک میں کوئی گورنر ہے کوئی وزیر ہے اس کے دوستوں پر بھی کوئی بحث نہیں کرتا، اچھا ان کا کوئی عیب نظر آجائے تو اگلا کہتا ہے کہ چھوڑو تمہیں عیب کو دیکھنا ہے یا دوستی کو دیکھنا ہے فوراً اگلا کہتا ہے چھوڑو یار کیا کر رہے تھے، تمہیں کیا ہے ذاتی معاملات میں دخل دینے کا وہ اس کا ذاتی فعل ہوگا تم یہ دیکھو کہ اسکی تمہارے ساتھ دوستی کیسی ہے؟ یہاں تو یہ ساری صفائی دیں۔

جہالت کی وجہ سے:

اور چودہ سو سال گزرنے کے بعد ہم صحابہ کو معاف نہ کریں آخر اسکی وجہ کیا ہے اب آگے آکر دو تین گروہ بن گئے وہ کیا گروہ بن گئے، قسمیں بن گئیں کہ یہ بارہ اماموں والے، یہ شش امامیہ ہیں یہ نصیری ہیں انہوں نے حضرت علی کو بالکل خدا بنا دیا، اور بعض خدا کو نہیں مانتے لیکن ساری امت سے افضل بلکہ نبی پاک سے بھی افضل بنالیا اسی طرح مقابلے پر پھر خوارج آئے۔

لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ ان میں اکثر لوگ بے چارے وہ جہل کی وجہ سے الجھے ہوئے ہیں، ان کو پتہ نہیں ہوگا اس ماحول میں آنکھیں کھولی ہیں وہ غریب کیا کرے؟

اب دیکھیں ایک بچہ ہے آپ کے ملک میں ہمارے ملک میں کسی ملک میں پیدا ہونے کے بعد اس نے یہی دیکھا کہ کوئی مشکل ہوجائے تو ہمارے گھر میں ہمارے ابا اور ماں ہمارے بھائی وہ کہتے ہیں کہ بڑی مصیبت پریشانی آگئی ہے میلاد شریف کروالو وہ دیکھ رہا ہے اچھا اس نے کہا کہ آج کیا ہے؟ بیٹا آج گیارھویں ہے۔ تو دودھ دے آؤ پیران پیر کی گیارھویں شریف کا دودھ بھی ذرا تقسیم کردو، اس نے کہا ٹھیک ہے۔

اس نے کہا کہ اچھا بیٹا اب مزار پر جانا ہے اس نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا عرس شریف ہے وہاں کیا ہوگا ابا جی؟ انہوں نے کہا کہ وہاں چلیں گے قوالیاں ہوں گی وہاں دربار ہوگا، اور اسی قوالی میں تو خدا مل جاتا ہے وہ آکر دیکھتا ہے اور اسی کو دین سمجھتا ہے، چلا جائے گا اس بچے کا کیا قصور ہے؟ اس نے آنکھ کھلتے ہی یہی دیکھا ہے۔

اسی طرح ہمارے بھائی جو ہیں اس وجہ سے بے چارے مبتلا ہیں رفض میں اور شیعیت میں آنکھ کھولی اسی گھرانے میں زندگی مجلسیں سننے میں گزر گئی، ذاکروں کی تقریریں سننے میں گزر گئی، کتابیں وہی پڑھیں جو صحابہ کے خلاف تھیں، کیسٹیں وہی سنیں جو صحابہ کے خلاف تھیں، تو دماغ میں ان کے خلاف ایک بات بیٹھ گئی اور ان کی تصویر جو دماغ میں بیٹھ گئی وہ بڑے ہو کر نکلتی نہیں۔

تو اس لئے ہم ایک کوشش کریں گے ہمارا مقصد الحمد اللہ ثم الحمد اللہ نہ کسی سے عداوت ہے نہ کسی سے بغض ہے بلکہ عظمت صحابہ ہے اور اس کے ساتھ یہ کوشش ہے کہ شاید اللہ کسی کی ہدایت کا ذریعہ بنادے اور اسی ضمن میں ہے مطاعن صحابہ۔

کفار کا صحابہ پر اعتراض اول:

سب سے پہلا طعن جو میں نے پچھلے درس میں بھی عرض کیا تھا اور اس کے بعد وقت ختم ہوگیا تھا، وہ لوگوں کے دماغ میں یہ بٹھاتے ہیں کہ دیکھیں قرآن پاک اور حدیث مبارک کی رو سے جنگ سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اللہ کا قرآن کہتا ہے اللہ نے فرمایا کہ ایمان والو اگر دشمن سے مقابلہ ہوجائے تو پھر جم جاؤ پھر پاؤں نہیں ہلیں، اسی طرح حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی جنگ میں لڑائی میں پشت دے کر بھاگے یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایسے گناہوں میں ہے جو بندے کو ہلاک و برباد کردیتے ہیں۔

اور یہی قرآن میں بھی ہے بھائی یا تو یہ ہے کہ وہ اسلئے بھاگا ہے کہ کمک لے کر پھر حملہ کرتے ہیں، وہ تو گناہ گار نہیں ہے یا اس لئے پیچھے ہٹا ہے کہ چلو دشمن آگے بڑھ آئے تو پھر ہم حملہ کریں گے وہ تو ایک جنگی چال ہے۔

لیکن جو بزدل بن کر فرار ہوا اور پشت دے کر بھاگا وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور یہ ان گناہوں میں ہے، موبقات شنیعہ سات گناہ ہلاک کرنے والے ان میں ہے، اور وہ کہتا ہے کہ قرآن پاک میں موجود ہے کہ صحابہ جنگ احد میں اللہ کے نبی کو چھوڑ کر بھاگ گئے حضور ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوگئے، حضور ﷺ کے رخسار مبارک سے خون بہہ گیا اور پھر وہ مزید بات کو جمانے کیلئے کہ دیکھو جی حضور ﷺ کے زخم پر راکھ ڈالنے کے لئے علاج کرنے کے لئے بھی بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں کسی صحابی نے تو پوچھا ہی نہیں حضور ﷺ کو انہوں نے کہا کہ جب وہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے، تو باقی بات کیا رہ گئی، اب یہ لوگوں کے ذہنوں میں

(باقی صفحہ نمبر.....32 پر)

حافظ الحدیث سیدنا

حضرت امام ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 3

حافظ ارشاد احمد دیوبندی مدیر ماہنامہ

بعض ارباب سیر نے لکھا ہے کہ سیدنا حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملکی معاملات میں کوئی حصہ نہیں لیا اس لئے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کسی ملکی کارکردگی میں نظر نہیں آتے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دور خلافت صدیقی میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ اشاعت حدیث کے عظیم الشان علمی کارنامے کی خدمات میں معروف تھے۔

مگر مسند احمد اور طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایات بندہ (عفاء اللہ) کی نگاہ سے گزری ہیں کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل مقرر کیا تو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بھی بحرین چلے گئے اور حضرت علاء الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مرتدین کے خلاف خوب بڑی بہادری کے ساتھ جہاد کیا۔

مسند احمد میں خود حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان بھی بایں سند منقول ہے کہ ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتدین کے خلاف جہاد کیا اور اسی میں بہت سی بھلائیاں حاصل کیں اس روایت سے خوب واضح ہو رہا ہے کہ فتنہ ارتداد کے قلع قمع کرنے کے سلسلے میں جو لڑائیاں لڑی گئیں ان لڑائیوں میں سیدنا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بھی شریک جہاد رہے بعض روایات کے مطابق سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات جمادی الثانی ۱۳ ہجری کے دوران بھی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین میں موجود تھے لیکن ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری کہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو کوئی ذمہ داری سونپ رکھی تھی حقیقت یہ ہے کہ حکومت الٰہیہ کی طرف سے کوئی ذمہ داری نہ سونپنے کی صورت میں بھی سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا دینی کام اپنے اوپر لازم اور ضروری قرار دے رکھا تھا آپ جہاں بھی ہوتے اس دینی اور خالص مذہبی ذمہ داری کو ہر حالت میں نبھاتے رہتے تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں:

خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت اسلامیہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کو امارت بحرین کے منصب پر قائم و دائم رکھا۔

طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے عیاں اور ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا قیام بحرین میں تھا (طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ) پھر کچھ عرصہ بعد بصرہ کے نو آباد شہر کے والی حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انکی جگہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر نامزد کر دیا وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین سے بصرہ کیلئے روانہ ہوئے لیکن راستے میں ہی ان کا وقت موت آپہنچا اور انہوں نے لباس کے ایک مقام پر وفات پائی اس بارے میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو امیر المومنین نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کر دیا پھر ادھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت علاء رضی اللہ عنہ حضرمی کو سپرد خدا کر کے بحرین واپس آ گئے۔

اسی سلسلے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کے تمام مالی و معاشی امور یعنی انکو مالیات کا نگران و امیر بنایا اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو احداث یعنی خلاف سنت امور کی روک تھام اور قیام صلوٰۃ پر متعین فرمایا۔

(بحوالہ اسوۂ صحابہ جلد اول صفحہ ۴۹)

ابھی حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کو بحرین آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ ایک امتحان میں مبتلا ہو گئے اس ابتلاء کے سلسلے میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ایک گواہ کی حیثیت سے آتا ہے۔ اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل یہ ہے کہ ایک بار حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں قبیلہ عبدالقیس کے ایک سردار جارود بن عمرو رضی اللہ عنہ بحرین سے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ پر شراب پینے کا الزام لگایا اور ان پر حد شرعی جاری کرنے کا بھی مطالبہ کیا (یہ حضرت جارود بن عمرو رضی اللہ عنہ قبیلہ عبدالقیس کے سرداروں میں سے تھے اور یہ قبیلہ بحرین میں آباد تھا یہ جارود رضی اللہ عنہ پہلے دین عیسوی پر عیسائی تھے پھر ۹ ہجری میں اپنے قبیلے کے ایک وفد کے ساتھ مدینہ

منورہ آئے اور بارہ گا نبوت میں حاضر ہو کر شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔

ایک اور روایت یوں بھی نظر سے گزری ہے کہ حضرت جارودؓ کو بعض رومیوں نے کہا تھا کہ ہم نے حضرت قدامہؓ کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے مگر اپنے گورنر پر وہ یہ الزام برداشت نہ کر سکے اور یہ شکایت لے کر مدینہ طیبہ حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ یہ جو الزام لگا رہے ہو اس کا گواہ کون ہے؟ تو حضرت جارودؓ نے کہا کہ اس کے گواہ حضرت ابوھریرہؓ ہیں۔

اسی سلسلہ میں حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت ابوھریرہؓ کو بلالیا جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے پوچھا کہ ابوھریرہؓ تم اس سلسلے میں کسی بات کی گواہی دیتے ہو حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت قدامہؓ کو شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ نشے کی حالت میں قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(الاصابہ جلد۳)

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اس بات سے جرم قطعاً ثابت نہیں ہوتا مزید تحقیقات کیلئے حضرت امیر المومنینؓ نے حضرت قدامہؓ کو بحرین سے طلب کرلیا جب وہ آئے تو حضرت جارودؓ نے ان پر حد جاری کرنے کا مطالبہ کیا مگر گواہی ناقص تھی۔

حضرت قدامہؓ نے فرمایا کہ اگرچہ میرے اوپر یہ الزام غلط ہے مگر امیر المومنینؓ آپ سورت مائدہ کی آیت ۱۱ کے تحت میرے اوپر اس الزام سے متاثر ہو کر بھی حد جاری نہیں کر سکتے مگر امیر المومنینؓ نے حد بھی جاری کر دی اور گورنری سے بھی آپ کو سبکدوش کر دیا (مگر بعد میں یہ واقعہ بھی غلط ثابت ہوا) (الاستیعاب ج۳)

حضرت ابوھریرہؓ بحرین کے امیر مقرر ہوگئے:

حضرت قدامہ بن مظعونؓ کی معزولی کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت ابوھریرہؓ کو بحرین کا امیر مقرر کردیا اگرچہ حضرت ابی ھریرہؓ کے زمانہ امارت میں جو احادیث کتب میں مرقوم ہیں انکے بارے میں محدثین حضرات نے کچھ ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن اس میں مکمل اتفاق ہے کہ عہد فاروقی میں حضرت ابی ھریرہؓ پورا ایک سال بحرین کے عامل کے طور پر کام کرتے رہے امارت بحرین سے کافی عرصہ پہلے حضرت ابوھریرہؓ کا فقر و افلاس کا دور ختم ہو چکا تھا اور اس دوران حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے اپنے عمال کو معقول تنخواہیں دینے کے باعث بھی حضرت ابو ھریرہؓ کے معاشی حالات کافی درست ہوگئے تھے۔ پھر حضرت ابوھریرہؓ کو بحرین سے سبکدوش کر کے مدینہ منورہ واپس بلالیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت سے ابوھریرہؓ کے حالات و کوائف تو بڑے عجیب و غریب کتب سیر میں منقول ہیں مگر میں صرف چند واقعات اختصار کے تحت مرقوم کر رہا ہوں۔

بحرین سے واپسی کے بعد:

بحرین سے واپسی کے بعد حضرت ابوھریرہؓ کے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس کے بارے میں تاریخ و سیر کی کتابوں سے بہت ہی مختلف روایتیں ملتی ہیں۔

ایک عجیب سا واقعہ یوں منقول ہے کہ بحرین سے واپسی میں حضرت ابوھریرہؓ پانچ لاکھ کی کثیر رقم بھی اپنے ساتھ لائے تھے امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ رقم آپکی خدمت میں پیش کی تو آپؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ کتنی رقم ہے ابوھریرہؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ پانچ لاکھ۔ تو آپؓ بہت ہی متعجب ہو کر بولے کہ کیا تم جانتے ہو کہ پانچ لاکھ کتنے ہوتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں جانتا ہوں، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ شاید تم خواب دیکھ رہے ہو اس وقت تم چلے جاؤ، فرماتے ہیں چنانچہ صبح کو پھر میں امیر المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت عمرؓ نے مکرر پوچھا کہ یہ کتنی رقم ہے عرض کیا حضرت یہ پانچ لاکھ ہیں حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یہ رقم تم نے حلال حیثیت سے حاصل کی ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت لاریب میں نے یہ رقم حلال ذرائع سے حاصل کی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے بیت المال کیلئے یہ رقم قبول کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ "اے لوگو بے شک اس وقت ہمارے بیت المال میں کثیر مال جمع ہو گیا ہے۔

(کتاب الخراج قاضی ابو یوسف)

پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمرؓ نے ابوھریرہؓ کو دوبارہ بحرین کی امارت پر بھیجنا چاہا مگر حضرت ابوھریرہؓ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور معذرت کرلی حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ تم کو یہ عہدہ پسند نہیں جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام نبی ابن نبی تھے تم سے بہتر تھے اور آپنے اس کے لئے خود ہی خواہش کی تھی تو حضرت ابوھریرہؓ نے جواباً عرض کیا کہ حضرت! یوسف علیہ السلام نبی اللہ تھے اور میں بے چارہ امیمہ کا بیٹا ہوں میں اس سلسلے میں بہت ڈرتا ہوں تو حضرت ابوھریرہؓ کا یہ جواب سنکر حضرت امیر المومنین خاموش ہوگئے اور انکو دوبارہ بحرین جانے کے لئے مجبور نہ کیا (البدایہ والنھایہ جلد ۸)

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں:

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عثمان غنی شہید مظلوم اعظمؓ کے دور خلافت میں مشرقی ممالک میں جو جہاد ہوا حضرت (ابوھریرہؓ اس میں حصہ لینے کے بعد مدینہ منورہ

واپس آگئے اور من کل الوجوہ صرف اشاعت حدیث میں ہمہ تن مشغول ہوگئے البتہ جب سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خلاف باغیوں نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کر لیا تو پھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت بڑے جوش جذبہ اور بڑی بہادری سے لوگوں کو امیر المؤمنین شہید مظلوم اعظم کی حمایت پر آمادہ کرنے کی مخلصانہ کوشش کی۔

ارباب تاریخ وسیر کا واضح بیان کتب میں منقول ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ان اصحاب میں شامل تھے جو حضرت سیدنا امیر المؤمنین ذوالنورین کے دفاع کیلئے تیار ہوکر آئے تھے اور کاشانہ خلافت اسلامیہ میں موجود تھے۔ اسی سلسلہ میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے اجازت لینے کے بعد ان سے مخاطب ہوکر فرمایا میں تم کو حدیث رسول سناتا ہوں اگر تم واقعی مسلمان ہو باغی نہیں ہو تو سنو میں نے خود حضرت نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے ارشاد مقدس فرمایا میرے بعد تم لوگ فتنہ اور اختلاف میں مبتلا ہو جاؤ گے ایک شخص نے اسی وقت پوچھا یا رسول اللہ ﷺ پھر اس دور فتن میں ہمیں کیا کرنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا ایسے وقت تم کو امین اور انکے حامیوں کے ساتھ ہونا چاہیے اس فرمان سے حضرت نبی کریم ﷺ کا اشارہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد دوم اور دیگر کتب)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی داماد نبی کریم الغنی کے درجہ کمال پر تھے آپ نے اس وقت بھی اپنے حامیوں کو عموماً اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خصوصاً باغی سبائی گروہ کے خلاف تلوار اٹھانے کی مدینہ طیبہ کی حرمت وعظمت کے باعث اجازت نہ دی بقول حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین کے بعض حامیوں نے باغیوں سبائیوں کو پیچھے دھکیلنے میں تلوار سے کام بھی لیا تھا جس کا علم امیر المؤمنین کو بھی نہیں تھا مگر تقدیر کے فیصلے کو کون ٹال سکتا ہے خود حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی فرمادی جو کتب احادیث میں بھی موجود ہے۔ کچھ باغی حضرت امیر المؤمنین کے حامیوں کو طرح دیکر پچھلی طرف دیوار سے چھلانگیں لگا کر گھر کے اندر گھس گئے اور ضعیف العمر حضرت امیر المؤمنین داماد نبی کریم کو نہایت بے دردی سے ایسی حالت میں شہید کر دیا جبکہ داماد نبی کریم قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے آپ کا خون مبارک آیت مبارک "صبغۃ اللہ" کو بھی رنگین کر گیا چونکہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حامیان امیر المؤمنین کی کمان سنبھال رہے تھے اس لئے انکو پہلے اسی حادثہ عظیم کا علم ہوا جب اس سانحہ جانگداز کا علم ہوا تو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو سخت شدید ترین صدمہ پہنچا اور انہوں نے اسی صدمہ کی تاب نہ لاتے ہوئے دل برداشتہ ہوکر گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اللہ اکبر کبیرا

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں:

سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جو لڑائیاں لڑی گئیں یعنی جنگ جمل اور جنگ صفین ان جنگوں میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ دیگر اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مانند قطعی طور پر کنارہ کش رہے اور ان میں حصہ نہیں لیا اس سلسلے میں بھی وہ متعدد احادیث جو خود ان سے مروی ہیں اس جنگ میں حصہ نہ لینے کے بارے میں پیش فرمایا کرتے تھے۔

ابوداؤد شریف جلد دوم میں روایت ہے حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عرب اس شر سے آگاہ رہو جو بہت ہی جلد آنے والا ہے کامیاب وہ ہوگا جس نے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا۔ چنانچہ اس دور فتن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اسی دور میں یعنی امیر المؤمنین داماد نبی کی مظلومانہ شہادت عظمٰی کے بعد آبادی سے بہت دور صحرا وجنگل میں جا بسے تھے۔

سیدنا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بھی اس فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے گوشہ نشین ہوگئے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے موقع پر سیدنا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملکر اصلاح احوال کی کوشش کی اور اس سلسلے میں سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں سے ملکر اصلاح کی طرف متوجہ کیا مگر افسوس کہ انہیں کامیابی حاصل نہ ہوسکی اس کے بعد وہ سخت مغموم ہوکر پھر گوشہ نشین ہوگئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں

۴۰ ہجری میں سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے مگر ۴۱ ہجری میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوگئے تو پھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی۔

امارت مدینہ طیبہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مختلف صوبوں میں اپنے والی اور امیر مقرر فرمائے تو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کا والی مقرر فرمایا (مسند احمد جلد ۱۳)

بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں پایا جاتا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کئی موقعوں پر امارت مدینہ کے فرائض انجام دیئے بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں بعض مقدمات کے فیصلے بھی کئے تھے یہ فیصلے انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کئے یا امیر کی حیثیت سے اس بارے میں البتہ وثوق سے کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ ابومحمد نعیم کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ اچانک حارث بن الحکم اندر آیا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ حارث کسی ذاتی کام کے سلسلے میں آیا ہوگا مگر اسی وقت ایک اور شخص آیا اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو کہنے لگا اس حارث کے مقابلہ میں آپ میری امداد فرمائیں اس سے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ اس شخص کا حارث سے کوئی جھگڑا ہے تو ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حارث سے مخاطب ہوکر فرمایا اٹھو اور اپنے فریق مخالف کے سامنے کھڑے ہوجاؤ میں نے خود حضرت نبی کریم ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ سنت رسول ہے تو وہ اسکے ساتھ کھڑا ہوگیا (من وقائع ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

اس کے علاوہ آپ کے اور فیصلے بھی کتب تاریخ اور سیر میں مرقوم ہیں۔

خوش مزاجی:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے علم وفضل اور وقار ومتانت میں تو کسی کو بھی کوئی کلام نہیں لیکن اس کے ساتھ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بہت ہی خوش مزاج اور زندہ دل آدمی تھے۔ منقول ہے کہ امارت مدینہ کے زمانہ میں (امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) خود لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا اٹھا کر گھر لے جاتے تھے ایک دن اسی حالت میں گٹھا اٹھائے بازار سے گذر رہے تھے کہ راستہ میں جناب ثعلبہ بن ابی مالک ملے ان سے ازراہ مزاح فرمانے لگے ثعلبہ بن ابی مالک اپنے امیر کے لئے راستہ چھوڑ دو اس نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں راستہ تو آپکے گذرنے کے لئے بہت کھلا ہوا ہے پھر ہنستے ہوئے فرمایا بھائی جان دیکھتے نہیں کہ تمہارا امیر بیچارہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے ہے اپنے امیر کے لئے راستہ کشادہ کردو (البدایہ والنھایہ جلد ۸) اور اگر گاہ سواری پر کہیں جارہے ہوتے اور کوئی سواری کے سامنے آتا تو ازراہ مذاق فرماتے راستہ چھوڑ دو آپکے امیر صاحب کی سواری آرہی ہے (طبقات ابن سعد رحمہ اللہ)

ایک اور روایت اس سلسلے میں یوں ملتی ہے حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اپنی امارت مدینہ کے زمانے میں گاہ بگاہ مجھے رات کے کھانے میں دعوت دیا کرتے تھے۔ پھر کھانا کھاتے ہوئے وہ ہنس کرفرماتے بھائی اپنے امیر کے لئے کوئی ہڈی تو باقی رہنے دو حالانکہ اس وقت روٹی کے ساتھ بطور سالن صرف زیتون ہوتا تھا جس میں گوشت کا نام ونشان بھی نہ ہوتا تھا صرف خوش مزاجی کے طور پر کہتے تھے (طبقات ابن سعد رحمہ اللہ)

بچوں کے ساتھ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور شفقت بھی بڑی عجیب کتب سیر میں منقول ملتی ہے آپ بچوں کو کوئے کا کھیل کھیلتے ہوئے دیکھتے تو آپ بچوں میں اس طرح گھس جاتے کہ بچوں کو کوئی علم نہیں ہوتا تھا بلکہ پتہ تک بھی نہ چلتا تھا پھر ازراہ مذاق ایک پاگل آدمی کی مانند اپنے پاؤں زمین پر مار کر بچوں کو خوب ہنسانے کی کوشش کرتے تھے جبکہ آپ مدینہ طیبہ کے امیر کے عظیم عہدہ پر متمکن بھی تھے۔

ان تمام روایات سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ خشک مزاج آدمی نہیں تھے بلکہ ہنس مکھ اور خوش مزاج آدمی تھے، ایسے زندہ دل آدمی کہ آپ بچوں کی نفسیات کے بھی ماہر تھے۔ اپنے مہمانوں کے ساتھ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا رویہ بڑا عجیب ہوتا کہ وہ اپنے دوران قیام ان سے بہت خوش خوش رہتے خوش طبعی ہنسی مذاق کی باتوں سے مہمانوں کا دل موہ لیتے اور ہمیشہ خوش اخلاقی اور شگفتہ مزاجی سے پیش آتے (وقائع ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ از مفتی غلام الرحمن)

کثرت روایات کا پس منظر:

چونکہ جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے بعض تاریخ گزیدہ جدید جہالت کے شکار شہرہ ملت لوگ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ یہ احادیث خود وضع کرکے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کردیا کرتے تھے اس لئے ضروری ہے کہ تمام روایات سے اس کا پس منظر اور حقیقت حال کی تھوڑی سی تفصیل اس میں ضرور درج کردی جائے۔

گذارش ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کا ایک خاص اور اہم پس منظر ہے اس کو جاننے کے لئے جلیل القدر صاحب رسول حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جو کہ عشرہ مبشرہ میں بھی شریک ہیں اسی سلسلے میں ایک بار ایک شخص نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر دریافت فرمایا، اے ابومحمد ذرا تم یہ تو بتاؤ کہ کیا یہ شخص (ابوھریرہ رضی اللہ عنہ) تم سب سے ارشادات نبوی کا بہت بڑا حافظ ہے یا آپ لوگ؟ کیونکہ ہم اس سے وہ باتیں سنتے ہیں جو آپ لوگوں سے نہیں سنتے کہیں یہ اپنی طرف سے تو یہ حدیثیں بنا کر روایت نہیں کرتا؟

تو سیدنا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ انہوں نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت ساری ایسی حدیثیں حضرت نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں جو ہم لوگوں نے نہیں سنیں اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ ہم لوگ دولت جائیداد والے تھے ہمارے گھربار اور اہل وعیال تھے ان میں یعنی اہل وعیال میں ہم پھنسے رہتے تھے اور صرف دو مرتبہ صبح اور شام کو حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دیکر پھر اپنے گھروں کو ہم لوٹ جاتے تھے اس کے برعکس کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ایک مسکین آدمی تھا جو مال ومتاع اور اہل وعیال بال بچوں کے جنجال سے آزاد تھا اور وہ ہر وقت حضرت رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر پڑا رہتا تھا یعنی آپ ﷺ کا مہمان تھا اس لئے وہ حضرت نبی

کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ہاتھ دیئے آپ کے ساتھ ساتھ رہا کرتا تھا ہم سب کو اللہ پہ یقین ہے کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ احادیث نبوی سنیں اور انکو یاد رکھا اور ہم میں سے کسی نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ پر یہ تہمت نہیں لگائی کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنے بغیر انکو خود بنا کر بیان کرتے ہیں بلکہ ایک اور روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ جس آدمی میں نیکی کا جنون کی حد تک شائبہ بھی ہو وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے ایسی بات کس طرح منسوب کر سکتا ہے جو آپ نے نہ فرمائی ہو بلکہ اس کے علاوہ یہ الفاظ موجود ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم نے بھی ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت رسول اللہ سے احادیث سنیں مگر انہوں نے ان سب کو یاد رکھا مگر افسوس کہ ہم نے بھلا دیں۔
(بحوالہ ترمذی شریف مناقب ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، فتح الباری جلد ۸)

اس قسم کی ایک روایت سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ میزبان رسول اللہ ﷺ جو غزوہ بدر سے لیکر غزوہ تبوک تک یعنی سب غزوات میں حضرت رسول خدا ﷺ کے ہم رکاب رہے اور غزوہ قسطنطنیہ کے دوران فوت ہوئے آپ کا جنازہ اس وقت امیر لشکر یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا یہ حضرت بھی بعض اوقات حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے ان سے سوال کیا کہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں تو پھر ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے کیوں روایت کرتے ہیں براہ راست حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت کیوں نہیں کرتے میزبان رسول اللہ نے جواباً فرمایا بلاشبہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جو احادیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنیں اسے آپ کی بجائے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کروں (البدایہ و النھایہ جلد ۸) نیز فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایات احادیث کا سبب یہ بتایا تھا کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہا کرتے تھے اس لئے وہ سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کی احادیث مقدسہ کے عالم بن گئے تھے۔ (جامع ترمذی شریف جلد ۲)

ایک دفعہ مروان بن الحکم کو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی کوئی بات ناگوار گذری تو اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سب سے بہت زیادہ احادیث کی روایت کرتے ہیں حالانکہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ صحبت نبوی میں بہت کم عرصہ رہے ہیں اسلئے کہ آپ کی وفات سے تھوڑی مدت پہلے مدینہ آئے تھے تو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غزوہ خیبر کے موقع پر حاضر ہوا اس وقت میری عمر تیس سال سے کچھ اوپر تھی پھر میں اس وقت تک سایہ کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ رہا جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے گھروں میں جاتا تھا آپ ﷺ کی خوب خدمت کیا کرتا تھا۔

ہر نماز آپکی اقتداء میں ادا کرتا تھا آپ کی ہم رکابی میں حج کیا آپ ﷺ کے ساتھ غزووں میں شریک رہا کرتا تھا خدا کی قسم واللہ باللہ میں دوسرے سب حضرات سے زیادہ حدیثوں سے واقف ہوں۔

اگرچہ قریش اور انصار آپ ﷺ کا شرف صحبت حاصل کرنے اور ہجرت کرنے میں مجھ پر ضرور سبقت رکھتے ہیں لیکن ان کو بارگاہ رسالت میں میری مسلسل حاضر باشی کا اعتراف رہا ہے اس لئے بڑے اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھ سے حدیثیں پوچھا کرتے تھے ان پوچھنے والوں میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ داماد نبی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ داماد نبی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ جیسے اکابر صحابہ کرام بھی شامل ہیں یہ حضرات بھی مجھ سے دریافت کیا کرتے تھے۔
(البدایہ والنھایہ جلد ۸)

ایک اور روایت میں خود حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اپنی کثرت روایات، احادیث کا پس منظر یوں بیان فرماتے ہیں، تم کہتے ہو کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں روایت کرتا ہے حالانکہ مہاجرین صحابہ ایسا نہیں کرتے اللہ تعالی شاہد ہے حقیقت حال یہ ہے کہ مہاجرین و انصار اپنی زمینوں کی دیکھ بھال میں کافی وقت گذراتے تھے لیکن میں ایک مسکین آدمی تھا اپنا پیٹ بھرنے کے سوا مجھے دنیا کی کوئی چیز درکار نہ تھی اسلئے مجھے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملتا تھا جب دیگر اصحاب غیر حاضر ہوتے تو میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تھا جب وہ آپ ﷺ کے ارشادات کو بھول جاتے تو میں یاد رکھتا تھا۔

ایک دن حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ کون ہے جو اپنی چادر بچھائے اور پھر اسے سمیٹ لے ایسے شخص کو مجھ سے سنی ہوئی بات کبھی نہیں بھولیگی، میں نے اپنی چادر بچھا دی آپ ﷺ گفتگو فرماتے رہے پھر جب آپ نے گفتگو ختم کی تو میں نے اپنی بچھائی ہوئی چادر کو سمیٹ لیا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کا جو ارشاد بھی سنا میں اسے کبھی نہیں بھولا، (فتح الباری جلد اول مسند احمد) مگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو اس کا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے علمی مقالات میں میں نہ مانوں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے (جاری ہے انشاء اللہ تعالی)

☆☆☆☆☆

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا امتحان

حافظہ انیس الرحمٰن قاسمی
سردار گڑھ رحیم یار خان

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے علاوہ اور کسی غزوہ میں حضور ﷺ کے ساتھ جانے سے پیچھے نہ رہا لیکن غزوہ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا اور اس غزوہ سے پیچھے رہ جانے پر کسی پر عتاب نہیں فرمایا گیا کیونکہ حضور ﷺ قریش کے تجارتی قافلے کا مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کا آمنا سامنا کرا دیا۔ میں عقبہ کی اس رات حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جس رات ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ اسلام پر چلنے کا پختہ عہد کیا تھا اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ اس رات حضور ﷺ کے ہاں حاضر ہونے کے بدلے میں غزوہ بدر میں شریک ہو جاتا۔ اگرچہ لوگوں کے ہاں غزوہ بدر اس رات سے زیادہ شہرت یافتہ تھا۔

اس غزوہ میں میرا قصہ یہ ہے کہ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں اتنا قوی، مالدار اور آسانی کے ساتھ نکلنے والا نہیں تھا جتنا کہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے وقت تھا۔ اللہ کی قسم اس غزوہ سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو اونٹنیاں جمع نہیں ہوئیں حضور ﷺ جس غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اس کا اظہار نہیں فرماتے بلکہ دوسری طرف متوجہ ہو جاتے تاکہ لوگ سمجھیں کہ وہ دوسری طرف جانا چاہتے ہیں مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی اور سفر بھی دور کا تھا اور راستہ میں بیابان اور جنگل پڑتے تھے اور دشمن کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے واضح اعلان فرمایا تاکہ لوگ پوری طرح تیاری کر لیں اور حضور ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی کہ رجسٹر میں درج کرنا ان کا نام دشوار تھا اور اگر کوئی چھپنا چاہتا تھا تو یہ بھی دشوار نہ تھا کیونکہ وہ آدمی سمجھتا تھا کہ یہ معاملہ اس وقت تک پوشیدہ رہے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہ ہو۔

حضور ﷺ اس غزوہ میں اس وقت تشریف لے جا رہے تھے جب کہ پھل بالکل پک رہے تھے اور سایہ میں بیٹھنا ہر ایک کو پسند آتا تھا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تیاری کر رہے تھے۔ میں صبح جاتا تاکہ مسلمانوں کے ساتھ میں بھی تیاری کروں لیکن جب واپس آتا تو کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا کہ مجھے قدرت حاصل ہے اور یہ معاملہ تجاوز کرتا گیا یہاں تک کہ تیاری میں دیر ہو گئی اور میری تیاری بالکل نہ ہو گی۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایک دن میں تیار ہو جاؤں گا اور ان سے جا ملوں گا، چنانچہ میں صبح تیاری کے لئے چلا گیا لیکن واپس بغیر تیاری کے آ گیا اور میرے اوپر ایسا ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ مسلمان بہت تیزی سے اس غزوہ میں چلے گئے اور یہاں تک کہ میرا اس غزوہ میں شریک ہونا ناممکن ہو گیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں چلا جاؤں اور مسلمانوں سے ملوں لیکن کاش میں ایسا کر لیتا اور ایسا کرنا میرے مقدر میں نہیں تھا۔

حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکل کر لوگوں میں گھومتا پھرتا تو اس بات اور عمل سے مجھے بہت ہی دکھ ہوتا کہ صرف وہی لوگ نظر آتے جن پر نفاق کا دھبہ لگا ہوا ہے یا جن کمزوروں کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا تھا۔ تبوک پہنچنے تک حضور ﷺ نے میرا تذکرہ نہ فرمایا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک مجلس میں میرا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کعب کا کیا ہوا؟ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مال اور جمال کی اکڑ نے اسے روک دیا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے غلط کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا ایسا آدمی ہے حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔

جب مجھے اطلاع ملی کہ حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو مجھے بڑا غم ہوا۔ جھوٹے دعوے یاد کرتا رہا۔ میں نے کہا کہ کل کو کونسا عذر پیش کروں گا جس سے حضور ﷺ کے غصہ سے جان بچالوں اور اس بارے میں میں نے اپنے گھر کے ہر سمجھدار سے مشورہ لیا اور جب مجھے یہ کہا گیا کہ حضور ﷺ بس اب آنے والے ہیں تو ادھر ادھر کے سب خیال ختم ہو گئے اور میں نے سمجھ لیا کہ جھوٹ بول کر کبھی بھی جان میں نہیں بچا سکتا تو میں نے سچی بات کرنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ آپ ﷺ تشریف لے آئے۔

جب آپ ﷺ کسی سفر سے تشریف لے آتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھ جاتے تو جب آپ ﷺ بیٹھ گئے تو اس غزوہ (تبوک) سے رہنے والے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قسم کھا کر اپنے عذر

بیان کرنے لگے ان کی تعداد 80-81 سے زیادہ تھی حضور ﷺ نے ان کے عذر ان کے ظاہر حال کو قبول فرمایا اور ان کو بیعت فرمایا اور ان کے لئے استغفار کیا اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا تو میں بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا، آؤ چنانچہ میں چل کر آپ ﷺ کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم پیچھے کیوں رہ گئے؟ کیا تم نے سواری نہیں خرید رکھی تھی؟ میں نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم! اگر میں دنیا والوں میں سے کسی اور کے پاس ہوتا تو میں اس کے غصہ سے معذرت کے ساتھ جان بچالیتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زور دار بات کرنے کا سلیقہ عطا فرما رکھا ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں آپ ﷺ سے غلط بیانی کرکے آپ کو راضی کرلوں تو اللہ تعالیٰ عن قریب مجھ سے ناراض کردینگے اور اگر میں سچ بولوں تو اگرچہ آپ اس وقت ناراض ہوجائیں گے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ مجھے معاف کردے گا۔

اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور اللہ کی قسم میں اس وقت جو آپ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا اس وقت جتنا میں قوی اور مالدار تھا اس سے پہلے کبھی بھی نہ تھا اتنا مالدار اور قوی۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس آدمی نے سچ کہا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ اب اللہ تعالیٰ خود ہی کرینگے۔ چنانچہ میں وہاں سے اٹھا تو بنو سلمہ کے بہت سے لوگ ایک دم اٹھے اور میرے پیچھے ہولیے اور انہوں نے مجھ سے کہا ہمیں تو معلوم نہیں کہ تم نے اس سے پہلے گناہ کیا ہوا ہے اور تم اس سے عاجز آگئے کہ جیسے اور پیچھے رہ جانے والوں نے عذر پیش کئے تم بھی حضور ﷺ کے سامنے کوئی عذر پیش کردیتے تو حضور ﷺ کا استغفار تمہارے گناہوں کیلئے کافی تھا۔ اللہ کی قسم وہ لوگ مجھے ملامت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میرا ارادہ ہوگیا کہ میں حضور ﷺ کے سامنے اپنی پہلی بات کی تکذیب کردوں لیکن میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ایسا معاملہ میرے علاوہ کسی اور سے بھی ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اور دو آدمیوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے انہوں نے بھی یہی بات کہی ہے جو تم نے کہی ہے ان سے یہی کہا گیا جو تم سے کہا گیا۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع ؓ اور دوسرے ہلال بن امیہ الواقفی ؓ چنانچہ انہوں نے میرے سامنے دو نیک آدمیوں کا نام لیا جو غزوہ بدر میں شریک تھے اور وہ میرے شریک حال ہیں۔

جب ان دونوں کا میرے سامنے نام لیا گیا تو میں وہاں چلا گیا حضور ﷺ نے ساتھ نہ جانے والوں میں سے ہم تینوں کے ساتھ بات کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا۔ چنانچہ لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے اور سارے لوگ ہمارے لیے بدل گئے، یہاں تک کہ مجھے زمین بدلی ہوئی نظر آنے لگی کہ یہ زمین نہیں ہے جسے میں پہلے پہچانتا ہوں ہم نے پچاس دن اسی حال میں گزارے، میرے دونوں ساتھی عاجز آکر گھر میں بیٹھ گئے اور وہ روتے رہتے تھے اور میں ان سب سے جوان اور زیادہ طاقتور تھا۔ اس لیے میں باہر آتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا۔ بازار میں چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہیں کرتا تھا۔

میں حضور ﷺ کی خدمت میں آکر آپ ﷺ کو سلام کرتا۔ آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے، اور میں دل ہی دل میں کہتا تھا کہ میرے سلام کے جواب میں حضور ﷺ کے ہونٹ ہلے ہیں کہ نہیں۔ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور نظر میں آپ ﷺ کو دیکھتا تھا جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو آپ ﷺ مجھے دیکھنے لگ جاتے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوجاتا تو دوسری طرف منہ پھیر لیتے۔

جب لوگوں کو اسی طرح اعراض کرتے ہوئے بہت عرصہ گزر گیا تو میں چلا اور ابوقتادہ ؓ کی دیوار پر چڑھ گیا وہ میرے چچازاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت زیادہ محبت تھی، میں نے ان کو سلام کیا اللہ کی قسم انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا میں نے کہا اے ابوقتادہ ؓ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ اسکو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا وہ پھر خاموش رہے۔ جب میں نے تیسری مرتبہ پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں یہ سنتے ہی میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں وہاں سے لوٹ آیا یہاں تک کہ پھر دیوار پر چڑھا۔

اسی دوران میں ایک دن مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک نبطی کو جو ملک شام سے غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کون مجھے کعب بن مالک ؓ کا پتہ بتائے گا؟ لوگ میری طرف اشارے کرنے لگے وہ میرے پاس آیا غسان کے بادشاہ کا خط دیا جو ایک ریشمی کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اس میں لکھا ہوا تھا۔

امابعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کر رکھا ہے اللہ تمہیں ذلت کی جگہ نہ رکھے اور تمہیں ضائع نہ کرے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہارا ہر طرح کا خیال کریں گے۔

جب میں نے خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور مصیبت آگئی ہے میں نے اس خط کو لے کر ایک تنور میں پھینک دیا پچاس میں سے چالیس دن اسی حال میں گزر رہے تھے کہ حضور ﷺ

کا قاصد میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ میں نے کہا کہ اسے طلاق دے دوں یا کچھ اور کروں؟ اس نے کہا نہیں تم اس سے الگ رہو اس کے قریب نہ جاؤ حضور ﷺ نے میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی یہی پیغام بھیجا میں نے اپنی بیوی سے کہا تو اپنے میکے چلی جا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ نہ فرمائیں وہیں رہنا حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یارسول اللہ ہلال بن امیہ بالکل بوڑھے شخص ہیں ان کا کوئی خادم نہیں ہے وہ ہلاک ہو جائیں گے، کیا آپ ﷺ اسے ناگوار سمجھتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بس وہ آپ کے قریب نہ آئیں انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس طرف میلان بھی انہیں نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے، مجھ سے بھی میرے خاندان کے بعض لوگوں نے کہا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کی خدمت کی اجازت حضور ﷺ سے لی ہے تم بھی بیوی کے بارے میں اجازت لے لو۔ میں نے کہا نہیں میں اجازت نہیں لوں گا کیا پتہ میں اس کی اجازت لوں حضور ﷺ کیا فرمادیں اور میں نوجوان آدمی ہوں اس حال میں دس دن اور گزر گئے ہم سے بات چیت ختم ہوئے پچاس دن ہو گئے پچاسویں دن کی صبح کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور میرا وہ حال تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے زندگی دو بھر ہو رہی تھی اور کشادگی کے باوجود زمین مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔

اتنے میں ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا جو سلع پہاڑ پر چڑھ کر اونچی آواز میں کہہ رہا تھا، اے کعب تمہارے لیے خوشخبری ہو میں ایک دم سجدہ میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ کشادگی آ گئی، حضور ﷺ نے فجر کی نماز پڑھ کر لوگوں میں ہماری توبہ کے قبول ہونے کا اعلان فرمایا اور ہمیں خوشخبری دینے کے لئے چل پڑے، اور بہت سے لوگوں نے میرے ساتھیوں کو جا کر خوشخبری دی۔

ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا۔ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے تیزی سے دوڑ کر پہاڑ سے آواز دی اور آواز گھوڑے سے پہلے پہنچ گئی، اور جس آدمی کی آواز سنی تھی جب وہ مجھے خوشخبری دینے آیا تو میں نے اسے اپنے دونوں کپڑے اتار کر دے دیئے اور اللہ کی قسم اس وقت میرے پاس ان کے علاوہ اور کوئی کپڑے نہیں تھے۔ چنانچہ میں نے کسی اور سے دو کپڑے مانگے اور انہیں پہن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے چل پڑا راستے میں لوگ جوق در جوق ملتے اور توبہ قبول ہونے کی مبارک باد پیش کرتے اور کہتے تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ جب میں مسجد میں پہنچا تو حضور ﷺ وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ میری طرف لپکے، انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، اللہ کی قسم مہاجرین میں سے کوئی اور میری طرف کھڑے ہو کر نہیں آیا۔ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ انداز میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔ جب حضور ﷺ کو میں نے سلام کیا تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب سے تم پیدا ہوئے اس وقت سے لے کر اب تک جو سب سے زیادہ بہترین دن تمہارے لیے آیا ہے یہی دن ہے جس دن تمہاری توبہ قبول ہوئی۔ میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں۔

میں نے کہا یارسول اللہ آپ کی طرف سے یا اللہ کی طرف سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جب حضور ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چمکنے لگ جاتا تھا۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جیسا کہ چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ ﷺ کے چہرے سے ہمیں آپ ﷺ کی خوشی کا پتہ چل جاتا تھا۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری ساری جائیداد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر صدقہ ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اپنے پاس بھی کچھ رکھ لو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے لہٰذا میری توبہ کی تکمیل ہے کہ میری باقی زندگی انشاء اللہ العزیز کبھی بھی سچ کے سوا کچھ نہ بولوں گا اس وقت سے لے کر اب تک میرے علم کے مطابق کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہو جیسا بہترین انعام مجھ پر کیا ہے اور جب سے میں نے حضور ﷺ سے سچ بولنے کا عہد کیا ہے اس دن سے لیکر آج تک میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے جھوٹ بولنے سے بچائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اس موقع پر آیتیں نازل فرمائیں جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے اللہ تعالیٰ مہربان نبی اور مہاجرین اور انصار پر اور سچوں کے ساتھ رہو تک

اللہ کی قسم! ہدایت اسلام کی نعمت کے بعد میرے نزدیک اللہ کی سب سے بڑی نعمت مجھے یہ نصیب ہوئی کہ میں نے حضور ﷺ کے سامنے سچ بولا اور جھوٹ نہیں بولا اور اگر جھوٹ بول دیتا تو میں بھی دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاتا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے اترتے وقت جھوٹ بولنے والوں کے متعلق بڑے سخت کلمات ارشاد فرمائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

(باقی صفحہ نمبر......32 پر)

شان اصحاب رسول اور حضرت مجدد الف ثانی

فضائل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حافظ عبدالمجید
چکوال

کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں جنت کے ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں اولین سے آخرین تک سوائے انبیاء اور مرسلین کے یہاں وہ حدیث بھی قابل غور ہے جو بخاری و مسلم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں مدینہ کے ایک باغ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آئے اور انھوں نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور اندر آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو خوشخبری دی انھوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پھر فرمایا دروازہ کھولو۔ آنے والے کو جنت کی خوشخبری سناؤ۔ میں نے دروازہ کھولا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو خوشخبری سنائی۔ انھوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو۔ اور بلوے میں جو مصیبت پہنچنے والی ہے اس کے بدلے میں ان کو جنت کی خوشخبری سناؤ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو خوشخبری سنائی انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اللہ مددگار ہے۔" (ردوافض ۱۸-۱۹)

بیعت رضوان اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا ایمان

علماء ماوراء النہر کا قول

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بیعت رضوان کے متعلق علماء ماوراء النہر کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

علماء ماوراء النہر رحمہم اللہ نے فرمایا کہ بمقتضائے آیہ کریمہ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ" خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم رضامندی حق سے مشرف ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ان کو گالی دینا کفر ہوگا۔ (ردوافض ص ۲۲)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

علماء ماوراء النہر کے اس قول پر شیعہ نے بعض اعتراضات کیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ آیت کریمہ کا مفہوم بعد تحقیق و تدقیق یہ ٹھہرتا ہے کہ حق سبحانہ کی رضامندی مومنین کے ساتھ اسی وقت سے ثابت ہے جبکہ وہ نبی کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے زیادہ سے زیادہ یہ ہے اور تدقیق سے بھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ان کی بیعت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علت ہے۔ پس بیعت کا فعل حسن ہونا اور پسندیدہ ہونا ان سے خود بخود سمجھ میں آ سکتا ہے کیونکہ وہ رضامندی کی علت ہے۔ جب یہ بیعت کرنے والے لوگ اس بیعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے مشرف ہو چکے ہیں تو بیعت بطریق اولیٰ پسندیدہ ہوگی۔ لیکن بیعت کا پسندیدہ ہونا اصالۃً بغیر اس کے کہ بیعت کرنے والے لوگ پسندیدہ ہوں۔ فہم سے بالکل بعید ہے جو شخص اسالیب کلام سے ذرا واقفیت رکھتا ہو اس سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں اور جب حق تک ان شیعہ کی رسائی نہ ہو سکی تو انھوں نے اپنی خطا کا نام تدقیق رکھ لیا۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ وہ جماعت جس سے حق سبحانہ راضی ہو گیا ہو اور ان کے اندرونی اور چھپے ہوئے حالات سے واقف ہو ان پر سکینہ اور طمانیت اتار چکا ہو جیسا کہ فرمایا: "پس جانا ان کے دل کی چیز کو پس نازل کیا سکینہ ان پر" اور نیز اس جماعت کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سنا دی ہو۔ وہ جماعت لامحالہ خاتمہ کی برائی اور نقض عہد و بیعت سے محفوظ و مامون ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر آیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی خاص ان کے فعل بیعت سے ہو۔ جیسا کہ شیعہ کو دھوکہ لگا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب حق سبحانہ ان کی بیعت سے راضی ہوا اور اس نے ان کے اس فعل کو مستحسن سمجھا تو وہ جماعت جو اس رضامندی کے شرف سے مشرف ہوئی پسندیدہ اور محمود العاقبت ہوگی اور اس وقت کفار کے افعال سے راضی نہیں ہے اور اس طرح اس جماعت کے افعال سے بھی راضی نہیں جو مذموم العاقبہ ہے۔ اگرچہ پسندیدہ افعال اس سے سرزد ہوں اور وہ افعال افعال حسنہ اور صالحہ ہوں۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے اعمال سراب (دھوکے) کی طرح ہیں۔ جو چٹیل میدان میں ہو۔ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اس کو کچھ نہیں پاتا یا دوسری جگہ فرماتا ہے۔

"اور جو تم میں اپنے دین سے مرتد ہو جائے پس وہ مر جائے کافر ہو کر۔ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔" لہٰذا وہ فعل جو آخرت میں کام نہ آوے اور وہ ناچیز ہو جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا کوئی مطلب نہیں

کیونکہ رضا قبولیت کے آخری درجہ سے عبارت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو رد کرنا یا قبول کرنا باعتبار مآل اور نتیجہ کے ہے۔ کیونکہ دارومدار خاتموں پر ہوتا ہے۔ (ردروافض ص ۳۵۔۳۶)

فضائل حضرت علی

اہل السنت والجماعت کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ جماعت حقانی حضور اقدس ﷺ کے تمام صحابہ ؓ اور اہل بیت ؓ کو برحق سمجھتی ہے۔

اہل السنت والجماعت جہاں خلفائے ثلاثہ ؓ کی حقانیت کے قائل ہیں وہیں حضرت علی ؓ کے فضائل و کمالات کے معتقد ہیں۔ اہل السنت والجماعت نہ تو خارجیوں کی طرح حضرت علی ؓ کی شان کے منکر ہیں اور نہ روافض کی طرح خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ حضرت مجدد ؒ نے بار بار واضح کیا ہے کہ اہل السنت والجماعت کی علامات میں جہاں شیخین (یعنی ابوبکر ؓ اور عمر ؓ) کی افضلیت کا اقرار ایک بنیادی علامت ہے وہیں ختنین (یعنی حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ) کی محبت بھی اہل السنت والجماعت کی ایک بہت بڑی علامت ہے۔

حضرت مجدد ؒ فرماتے ہیں۔

شیخین کی تفضیل اور ختنین کی محبت اہل السنت والجماعت کی علامتوں میں سے ہے۔ یعنی شیخین کی فضیلت جب ختنین کی محبت کے ساتھ جمع ہو جائے تو یہ امر اہل سنت والجماعت کے خاصوں میں سے ہے۔ (مکتوب دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۶)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

پس حضرت امیر (یعنی حضرت علی ؓ) کی محبت اہل سنت والجماعت کی شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا اہل سنت سے خارج ہے اسکا نام خارجی ہے۔ (ایضاً)

اور جس طرح حضرت علی ؓ کے ساتھ محبت نہ ہونا گمراہی ہے اسی طرح حضرت علی ؓ کے ساتھ محبت میں غلو کرتے ہوئے دیگر اصحاب رسول پر طعن کرنا بھی ضلالت ہے۔ اس کے بارے حضرت مجدد الف ثانی کا فرمان ہے۔

جس شخص نے حضرت امیر ؓ کی محبت میں افراط کی طرف کو اختیار کیا ہے اور جس قدر کہ محبت مناسب ہے اس سے زیادہ اس سے وقوع میں آتی ہے اور محبت میں غلو کرتا ہے اور حضرت خیر البشر کے اصحاب کو سب و طعن کرتا ہے اور صحابہ و تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق کے برخلاف چلتا ہے وہ رافضی ہے (ایضاً)

اس افراط اور تفریط کے درمیان اہل السنت والجماعت کا مسلک اعتدال ہے چنانچہ حضرت مجدد تحریر فرماتے ہیں۔

پس حضرت امیر المومنین علی ؓ کی محبت میں رافضیوں اور خارجیوں کی اختیار کردہ افراط و تفریط کے درمیان اہل السنت والجماعت متوسط ہیں اور شک نہیں کہ حق وسط میں ہے اور افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل ؒ حضرت امیر المومنین علی ؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر ؓ نے کہا کہ حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا۔ کہ اے علی ؓ تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے۔ جن کو یہودیوں نے یہاں تک دشمن سمجھا کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے اس قدر دوست رکھا اور ان کو اس مرتبہ تک لے گئے جس کے وہ لائق نہیں تھے یعنی ابن اللہ کہا۔ پس حضرت امیر ؓ نے فرمایا دو شخص میرے حق میں ہلاک ہوں گے ایک وہ جو میری محبت میں افراط کرے گا اور جو کچھ مجھ میں نہیں میرے لئے ثابت کرے گا اور دوسرا وہ شخص جو میرے ساتھ دشمنی کرے گا اور عداوت سے مجھ پر بہتان لگائے گا۔

پس خارجیوں کا حال یہودیوں کے حال کے موافق اور رافضیوں کا حال نصاریٰ کے حال کے موافق کہ دونوں حق وسط سے ایک طرف جا پڑے ہیں وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت وجماعت کو حضرت امیر ؓ کے محبوں سے نہیں جانتا اور حضرت امیر ؓ کی محبت کو رافضیوں کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ حضرت امیر ؓ کی محبت رفض نہیں ہے بلکہ خلفائے ثلاثہ سے تبرّیٰ اور بیزاری رفض ہے اور اصحاب کرام ؓ سے بیزار ہونا مذموم اور ملامت کے لائق ہے۔ (مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۳۶)

کیا حضرت علی ؓ نے تقیہ کیا؟

جو لوگ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو برحق نہیں سمجھتے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی ؓ نے خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو صدق دل سے نہیں مانا بلکہ تقیہ کیا یعنی اوپر سے انکی خلافت کو مان لیا دل سے نہیں مانا۔ یہ لوگ تقیہ کو بڑا ثواب کا کام سمجھتے ہیں اور اس کے بہت سے فضائل بیان کرتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی ؒ مکتوبات میں تقیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

اگر بالفرض حضرت امیر ؓ کے حق میں تقیہ جائز بھی سمجھا جائے تو حضرت امیر ؓ کے ان اقوال میں کیا کہیں گے جو بطریق تواتر شیخین کی افضلیت میں منقول ہیں۔ اور ایسے ہی حضرت امیر ؓ کے ان کلمات قدسیہ میں کیا جواب دیںگے، جو ان کی خلافت و مملکت کے وقت خلفائے ثلاثہ ؓ کی خلافت کے حق ہونے میں صادر ہوئے ہیں کیونکہ تقیہ اسی قدر ہے کہ اپنی خلافت کی حقیت کو چھپائے اور خلفائے ثلاثہ ؓ کی خلافت کا باطل ہونا ظاہر نہ کرے۔ لیکن خلفائے ثلاثہ ؓ کی خلافت کے حق ہونے کا اظہار کرنا اور شیخین ؓ کی افضلیت کا بیان کرنا اس تقیہ کے سوا کوئی تاویل نہیں رکھتا تقیہ کے ساتھ اس کا دور کرنا ناممکن ہے نیز وہ حدیثیں حد شہرت کو پہنچ چکی ہیں متواتر المعنی ہوگئی ہیں جو حضرت خلفائے ثلاثہ ؓ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں

اور ان میں سے اکثر کو جنت کی بشارت دی گئی ہے ان حدیثوں کا جواب کیا دیجئے، کیونکہ تقیہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جائز نہیں اس لئے کہ تبلیغ پیغمبروں پر لازم ہے۔ نیز وہ آیات قرآنی جو اس بارے میں نازل ہوئی ہیں ان میں بھی تقیہ متصور نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو انصاف دے۔

دانا لوگ جانتے ہیں کہ تقیہ خیانت یعنی بزدلی اور نامردی کی صفت ہے۔ اسد اللہ کے ساتھ اس کو نسبت دینا نامناسب ہے بشریت کی رو سے ایک ساعت یا دو ساعت یا ایک دو دن کے لئے اگر تقیہ جائز سمجھا جائے تو ہو سکتا ہے، اسد اللہ میں تیس سال تک اس بزدلی کی صفت کا ثابت کرنا اور تقیہ پر مصر سمجھنا بہت برا ہے اور جب صغیرہ پر اصرار کرنا کبیرہ ہے تو پھر بھلا دشمنوں اور منافقوں کی صفات میں سے کسی صفت پر اصرار کرنا کیسا ہوگا؟ کاش کہ یہ لوگ اس امر کی برائی کو سمجھتے۔ شیخین رضی اللہ عنہما کی تقدیم وتفضیل سے اس لئے بھاگتے ہیں کہ اس میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی اہانت ہے اور تقیہ اختیار کرلیا ہے۔ اگر تقیہ کی برائی جو ارباب نفاق کی صفت ہے سمجھتے تو ہرگز تقیہ کو جائز قرار نہ دیتے اور دو بلاؤں میں سے آسان کو اختیار کرتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تقدیم وتفضیل میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی کچھ اہانت نہیں ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی حقانیت بھی اپنی جگہ قائم ہے اور ان کی ولایت کا درجہ اور ہدایت و ارشاد کا رتبہ بھی اپنے حال پر ہے اور تقیہ کے ثابت کرنے میں نقص و توہین لازم ہے کیونکہ یہ صفت ارباب نفاق کے خاصوں اور مکاروں اور فریبیوں کے لوازم سے ہے۔ (دفتر دوم مکتوب ۳۶)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تقیہ کی نسبت کسی طرح بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قطعاً تقیہ نہیں کیا بلکہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ برحق سمجھتے تھے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلفائے ثلاثہ کی خلافت برحق نہ ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح اپنی جان تک قربان کردیتے جس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان قربان کردی لیکن یزید کی خلافت کو برحق نہ کہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روحانی کمالات:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روحانی کمالات و مقامات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نبوت و دعوت دونوں کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خاص مناسبت ہے اور چونکہ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اس لئے یہ نسبت جہت نبوت کے ان میں ولایت کی جہت غالب ہے اور اسی مناسبت سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں بھی ولایت کی جہت غالب ہے۔ (مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اپنے مراتب کے مطابق بار نبوت کے حامل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مناسبت عیسوی اور غلبہ جانب ولایت کی وجہ سے ولایت محمدی کے بار کے حامل ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبوت محمدی اور ولایت محمدی دونوں نسبتوں کے حامل ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ولایت محمدی کی نسبت کا اثر غالب ہے اور اولیاء اللہ کے اکثر سلسلے ان ہی سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ولایت محمدی کا اثر غالب ہے اس لئے اولیاء اللہ کے اکثر سلسلے ان ہی سے نسبت رکھتے ہیں اور بہت سے ان اولیاء کرام پر جن کو صرف کمالات ولایت ہی سے حصہ ملا ہے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے کمالات حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے زیادہ ظاہر ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع نہ ہوتا تو ان اولیاء کا کشف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی افضلیت کا فیصلہ کرتا کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے کمالات انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ان ارباب ولایت کی دسترس وہاں تک نہیں ہے اور نیز ان کشف والوں کے کشف کی پرواز بھی ان پیغمبرانہ کمالات کی بلندی سے نیچے ہی نیچے ہے۔ (مکتوبات نمبر ۲۵۱، دفتر اول)

ارشادات کا خلاصہ:

حضرت مجدد نے مذکورہ مکتوبات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو فضائل بیان کئے ہیں۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اہل السنت و الجماعت کی علامات میں سے ہے۔

(۲) جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں رکھتا وہ خارجی ہے

(۳) جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کرے اور صحابہ کو برا بھلا کہے اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو برحق نہ سمجھے وہ رافضی ہے۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، دو شخص میرے حق میں ہلاک ہوں گے، ایک محبت میں افراط کرنے والا اور دوسرا دشمنی کرنے والا۔

(۵) تقیہ کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف قطعاً صحیح نہیں۔

(۶) تقیہ بزدلوں اور کمزوروں کا کام ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ بزدل تھے نہ کمزور اس لئے وہ تقیہ کیسے کرسکتے تھے۔

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف یہ کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کیا بلکہ بارہا حضرات شیخین کے فضائل بھی بیان کئے بھلا تقیہ سے یہ کیسے ممکن تھا۔

(۸) متواتر تیس سال تک تقیہ کئے رہنا کسی طرح بھی قرین عقل نہیں۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ میں مقام ولایت محمدی کی نسبت غالب ہے اس لئے اولیاء اللہ کے اکثر سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی نسبت رکھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

CamScanner

تو دامن تھام صحابہ رضی اللہ عنہم کا

شانِ اصحابِ رسول کا ایک نیا انداز

پروفیسر [illegible]

خلاق عالم اور رسول عالم ﷺ نے اپنے کلام میں یعنی آیت اکمال دین اور حدیث جبرئیل میں جمع حاضر کی متصل ضمیر "کم" استعمال کرکے دین اسلام کو صحابہ کا دین "دینکم" فرمایا۔ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا، یہ گویا عرض مسئلہ ہے جو اپنی عبدیت اور اللہ رب العالمین کی معبودیت کا اظہار ہے، سورۃ فاتحہ میں سوال کے لئے جمع کے صیغے لائے اور انعام یافتگان کی راہ طلب کی گئی، انعام یافتگان میں پہلا گروہ بلکہ بنیادی علی الاطلاق گروہ اصحاب رسول ہیں، ان کے مقابل "المغضوب علیھم" اور "الضالین" یہود و نصاریٰ اور ان کے اتباع و اشیاع ہیں، آمد رسول پہ حرم مکہ و مدینۃ الرسول سے آج تک نظر تاریخ عالم پر ڈالیں، کفار و مشرکین میں سب سے آگے اور سب سے بڑھ کر یہود و نصاریٰ ہی نظر آئیں گے...... کیسا وہ زمانہ تھا کہ یہود نامسعود آخری آنے والے نبی حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ پیش کرکے اللہ سے فتح و نصرت (اور دنیا و آخرت دونوں) کی کامیابی کی دعائیں مانگا کرتے تھے (القرآن)

مگر بدنصیبی کی انتہا کہ جب وہ تشریف لائے وارد مدینہ ہوئے، انہوں نے (ان کو رسول ماننے سے) انکار کر دیا باوجود یہ کہ ان کو پہچان چکے تھے۔ (القرآن)

اس پہچان لینے اور نہ ماننے پر علم ازلی میں مغضوب قرار پائے پھر خیر القرون زمانہ رسول و اصحاب رسول سے آج تک اور قیام قیامت تک ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی اور یہی مغضوب علیہم اور ضالین کا بدنصیب گروہ اعدائے اصحاب رسول پہ جہنم قبول ہوا۔

بھلا کسے معلوم نہیں کہ ابو جہل، عتبہ، شیبہ، ابولہب، اور ان کے ساتھ دیگر سادات قریش کو "ابن عبداللہ کے" محمد رسول اللہ ﷺ ہونے کا علم نہ تھا...... ایک دفعہ خاتم المعصومین ﷺ نے سرداران مکہ کے مجمع میں ارشاد فرمایا تھا کہ اے قریشی سردارو میں ایک ایسا کلمہ ایسی بات جانتا ہوں، اگر تم اس کو بول دو، تم اس کا اقرار کر لو تو عرب و عجم سب تمہاری ٹھوکی میں آجائیں گے، سب سے پہلے عمرو بن ہشام ہی بولا تھا، بھتیجے ایک بات نہیں، ہم ایسی دس باتیں اقرار کرنے، دس کلمے کہنے کو تیار ہیں ذرا جلدی بتاؤ تا کہ ہم عرب و عجم کے سردار اور حاکمین بن جائیں،

ارشاد نبوی ﷺ ہوا تھا تم سب کہہ لو

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ابوجہل فوراً بھاگا" اوں ہوں بھتیجے یہ بول نہیں بول سکتے، بدنصیبوں کو نبی امی کی امانت و دیانت اور صداقت کا 100 فیصد یقین تھا اور آنجناب ﷺ نے ان کو چیلنج بھی کر رکھا تھا بلاشبہ میں نے تمہارے اندر (نبوت کے اعلان سے) پہلے ایک عمر گزاری ہے کیا تم عقل و فہم سے کام نہیں لیتے؟ (القرآن) مگر اللہ قادر خیر و شر نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ان کی آنکھیں تو ہیں مگر ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے ان کے کان تو ہیں مگر ان سے سننے اور سن کر سمجھنے کی توفیق نہیں اور ان کے دل تو ہیں مگر ان سے فہم و فکر کا کام نہیں لیتے، یہ لوگ ڈنگر ہیں (اور ڈنگر بھی کچھ شعور رکھتے ہیں مالک کی پہچان رکھتے ہیں) یہ تو ڈنگروں سے بھی گئے گزرے ہیں (القرآن)

جن لوگوں کے نصیب میں سعادت تھی وہ مکہ مکرمہ میں اللہ کے انتخاب میں آگئے پھر بحکم الٰہی (ہجرت) کی عظیم سنت کے قیام کے لئے سرور دو عالم ﷺ خلیفہ بلافصل یار غار ابوبکر صدیقؓ کی ہمراہی میں مدینہ پہنچے، ورود مسعود کے لئے اگرچہ پروانگان شمع رسالت ﷺ کی نگاہیں کئی دن سے ڈھونڈ رہی تھیں مگر اللہ کریم نے حجت پوری کرنے کے لئے داخلہ رسول قباء کی بستی سے پہلے یہود مدینہ ہی کو دکھایا۔ مگر یہود نامسعود کی اکثریت ایمان سے محروم رہی۔

ورود مسعود مدینہ منورہ میں ہوا تو بستی کا حال بھی بدلا، نام بھی بدلا یثرب سے "مدینۃ النبی ﷺ اور" مدینۃ الرسول ﷺ" پکارا جانے لگا، آل یہود میں سے بھی گنے چنے صاحب نصیب لوگوں نے کلمہ توحید پڑھ لیا جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مگر اکثریت نے پہچان کر بھی اقرار توحید و رسالت سے انکار کیا بلکہ دن رات سازشوں میں رہنے لگے انہی لوگوں کو علی الخصوص "المغضوب علیھم" کہا گیا۔ انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں کیں، کبھی ان اصحاب رسول ﷺ کو جو مال، اولاد جائیداد غرض کہ ہر پیاری چیز چھوڑ کر کنگال ہو کر مدینۃ الرسول ﷺ پہنچے تھے ان کو بیوقوف اور نادان کہا کبھی ان پر خرچ نہ کرنے اور بائیکاٹ کرنے کے منصوبے بنائے، انہی باتوں کا ذکر بالتفصیل سورۃ بقرہ کے دوسرے رکوع سے

شروع ہوتا ہے مگر اجمالی نام انکا یہاں سورۃ الحمد کے آخر میں " المغضوب علیھم" رکھ دیا گیا۔

اسلام کو روز افزوں ترقی ملی اور وہ تو اللہ کی مدد و نصرت ہی تھی، بدروحنین اور غزوات و سرایا میں نوری مخلوق بھی ہفت افلاک سے مدد کرنے اور فتح و نصرت مسلمانوں (اصحاب رسول) کا مقدر کرنے کیلئے اتر آنے اور مسلح جدوجہد میں حصہ لینے کی پابند بنائی گئی۔

نبی دو جہاں ﷺ نے اپنے آخری زمانے میں مختلف قبائل و اقوام عالم کو سفیر بھیجے تھے، نامہ ہائے مبارک بھیجے تھے جس پر خوش نصیبوں کو لا الٰہ الا اللہ نصیب ہو کر وہ غلامی رسول میں داخل ہوئے تھے مگر اس زمانے کی نام نہاد سپر طاقتیں ایران کو اپنے تخت و تاج کی فکر تھی، عاقبت بخیر کی ذرا پروا نہیں تھی۔ یہی قومیں عام طور پر سورۃ الحمد کے آخری لفظ" والا الضالین "میں مشارالیہ ہیں.....قرآن مجید میں بار بار فرمایا" یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان میں سے بعض دوسرے بعض کے دوست ہیں" اور تم میں سے جو کوئی ان کو دوست بنائے گا (اسکا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا) وہ انہیں میں سے (شمار) ہو جائے گا" ایک مقام پر فرمایا" یہود و نصاریٰ تم سے قطعاً راضی نہیں ہو سکتے، الا یہ کہ تم (اسلام چھوڑ کر) ان ہی کے پیروکار بن جاؤ" (القرآن)

نتیجہ یہ ہے کہ سورۃ الحمد میں عرض و معروض کرنے والے اولین مسلمین حضرات اصحاب رسول ہیں اور اولین انعام یافتہ، معیار حق، لائق تقلید بلکہ واجب التقلید بھی اصحاب رسول ہیں جبکہ قیامت تک ان کے مدمقابل اعداء دین، اعداء اصحاب رسول" المغضوب علیھم "اور" الضالین" یہود و نصاریٰ (اور مشرکین) ہیں...... بہ فرمان رسول ﷺ یہود کو نصاریٰ کو بہ زمانہ خلافت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جزیرہ عرب

(باقی صفحہ نمبر......32 پر)

خلافت کے دشمن

مرتب: (سالار حنفی کوئٹہ)

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ دنیا میں قوموں کے عروج و زوال میں بہت سے لوگوں کا کردار رہا ہے اور رہے گا۔ بعض شخصیات نے قوموں کو عروج بخشا تو بعض نے انہیں زوال کی اندھیری وادیوں میں بھٹکنے پر مجبور کر دیا۔ آج کا موضوع ایسے ہی ایک شخص کے کردار پر مشتمل ہے جس نے خلافت عثمانیہ کو تار تار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور اسرائیل جیسے زہر آلود خنجر کو امت مسلمہ کے سینے میں پیوست کر دیا۔ اس مضمون میں اس کردار پر سے پردہ ہٹانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے۔ پوری دنیا میں یہودی دربدر بھٹکتے رہے انہیں اپنی شرارتوں شرانگیزیوں کے بدولت کہیں بھی ٹھکانہ نہ ملا۔ بالآخر یہودیوں کے بڑے بڑے دماغ برطانیہ میں جمع ہوئے کافی سوچ بچار کے بعد آخر کار وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہودیوں کا اگر کوئی مرکز اور خطہ ہوگا تو وہ فلسطین ہوگا۔ بڑے بڑے یہودی سرمایہ کاروں نے اس کام کے لئے سرمایہ فراہم کرنا شروع کیا یہودیوں کے بڑے بڑے پیشوا اور لیڈر خلافت عثمانیہ (ترکی) پہنچے تاکہ وہ فلسطین میں زمین حاصل کر سکیں لیکن انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کافی سوچ بچار کے بعد یہودی اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ پہلے مسلمانوں کی اس متحدہ و متفقہ ریاست خلافت عثمانیہ کو توڑا جائے اس کے بعد ہم اپنے مقصد میں بآسانی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اس کام کے لئے یہودیوں نے جن شخصیات کا انتخاب کیا ان میں سب سے نمایاں اور مشہور شخصیت لارنس آف عریبیہ کی ہے۔ لارنس آثار قدیمہ کا ماہر تھا۔ فوجی آفیسر اور عسکری فلاسفر تھا وہ جاسوس تھا اور ایک جاسوسی تنظیم کی بنیاد بھی رکھ چکا تھا۔ وہ ایک ماہر سراغ رساں تھا۔ آج بھی دنیا بھر کے فوجی اس کے نام سے واقف ہیں۔ اس کے کردار پر بہت کچھ لکھا اور قلم بند کیا گیا۔ وہ خود بھی مصنف تھا۔ وہ اپنے مشن کی تکمیل کی خاطر مشکل ترین معرکے سر کر جاتا۔ وہ انتہائی رازدار اور خاموش طبیعت انسان تھا۔ وہ غضب کا ذہین تھا۔ اگرچہ وہ ابتداء میں امیر نہ تھا لیکن بعد میں کافی کچھ بنا لیا۔ اس نے کئی سالوں تک منصوبہ بندی کرنے کے بعد پہلے مسلمانوں کو تقسیم کیا۔ پھر عربوں کو ترکوں سے لڑایا اور پھر عربوں کو عربوں کے خلاف صف آراء کر کے اپنے دیرینہ مشن میں کامیاب ہوا۔

پہلے پہل وہ اسکول جانے سے کتراتا تھا پھر وہ باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے لگا 17 سال کی عمر میں اس نے گریجویٹ کر لیا۔ وہ اپنے ماں باپ کی ناجائز اولاد تھا۔ جب اسے اس بات کا علم ہوا تو بہت سخت پریشان اور غضب ناک ہوا اور اس نے پکا عزم کر لیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے اس گناہ کا بدلہ مسلمانوں سے لے گا۔ وہ بچپن ہی سے مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ وہ شروع سے ہی مسلمان فاتحین اور صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والی شخصیات کے بارے میں پڑھتا رہا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے اس نے عربی سیکھی۔ حکومت برطانیہ نے لارنس کی بہترین ذہنی اور جسمانی تربیت کرائی اسے مسلمانوں کی تاریخ پر مشتمل مواد، مسلمانوں کیخلاف زہر آلود لٹریچر جدید اسلحہ کیمرے جاسوسی

کے بہترین آلات اور نقشے دے کر ترکی روانہ کردیا۔ وہ لبنان کے دارلحکومت بیروت آیا۔ دسمبر 1910 میں اس کی منزل قسطنطنیہ بنی۔ وہاں سے عراق پہنچا رفتہ رفتہ اس نے عرب رہن سہن اور عرب لب ولہجہ اختیار کرلیا جس کے بعد اہم کام اس کے سپرد کئے گئے اس دوران اس نے اپنی جاسوسی تنظیم میں عرب نوجوانوں کو بطور خاص شامل کیا۔

اس دوران اس کی ملاقات ایک یہودی عورت سے ہوئی جو امریکہ کیلئے جاسوسی کرتی تھی۔ دونوں کا مقصد یہ تھا کہ وہ دولت عثمانیہ کو تباہ و برباد کر کے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کردیں۔ افسوس صد افسوس کہ وہ اپنی مکاریوں، چال بازیوں اور پرفریب سازشوں میں کامیاب ہوگئے جس کی بدولت دولت عثمانیہ اور امت مسلمہ تار تار ہوگئی الارنس جتنا عرصہ یہاں رہا وہ عربوں کے خلاف بھڑکانے اور انھیں آپس میں لڑانے کے لئے کام کرتا رہا۔

اس مقصد کے لئے اس نے ہر طرح کے حربے اختیار کیے اس نے عربوں کو سبز باغ دکھائے اور عرب قوم پرستی کے نام پر انہیں ترکوں کے خلاف اکسایا۔ ادھر ترک سرداروں کو بھی بڑی بڑی رقوم کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملایا۔ (افسوس کہ پاکستان میں بھی بعینہ یہی کھیل کھیلا جارہا ہے)

اس کی ان سازشوں کے نتیجے میں 1948ء میں اسرائیلی ریاست وجود میں آئی جو مسلمانوں بالخصوص عربوں کے سینے میں خنجر کی طرح پیوست ہے۔

اسرائیل کا قیام بھی اس کا خواب تھا۔ جو اس کی موت کے 12 بارہ سال بعد شرمندہ تعبیر ہوا۔ وہ 46 سال کی عمر میں اپنے انجام کو پہنچا لیکن اپنے بہت سارے سوال چھوڑ گیا جس کی کھوج میں کافی سارے دانشور آج بھی سرگرداں ہیں۔

اگر ہم بغور اسلامی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ جب بھی کوئی مضبوط اسلامی ریاست وجود میں آتی ہے تو جلد ہی کافر اس اسلامی ریاست کے خاتمے کے لئے اپنے ایجنٹوں کو اس اسلامی ریاست میں داخل کردیتے ہیں اور اپنے غلط منصوبوں میں کامیاب ہوئے اس کی واضح دلیل اور ثبوت کے طور پر ہم چند کرداروں کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن ابی، فیروز ابولولو، میر جعفر، عبداللہ بن سباء، میر صادق، لارنس واسگوڈی گاماں، لارڈ میکالے، وغیرہ وغیرہ لیکن افسوس کہ مسلمان قوم اب تک سوئی ہوئی ہے۔ جبکہ پوری ملت کافر یہ متحد و منظم ہوکر مسلمانوں اور اسلام کے خلاف صف آراء ہے۔ کافر ہر طرح کے کیل کانٹے سے لیس ہوکر امت مسلمہ پر حملہ آور ہیں جبکہ مسلمان قوم آپس ہی میں دست بہ گریباں ہیں۔

دشمن ہمیں وطن پرستی، قوم پرستی، جمہوری ازم، لبرل ازم، ماڈرن ازم، جیسے فضول نعروں اور کاموں میں الجھا کر اور ہمیں آپس میں لڑا کر ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ جبکہ ہم کٹھ پتلی بن کر دشمن کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ پاک وطن کو جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا۔ وہ مقصد تو پورا نہ ہوسکا۔ لیکن دشمن ہمیں مزید تقسیم در تقسیم کرنے کی کوششوں اور سازشوں میں معروف ہے۔

ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ دنیا کا کوئی نظام بھی ہمیں متحد نہیں رکھ سکتا سوائے اسلامی نظام کے۔ اسلامی نظام کیا ہے وہ ہے شریعت محمدی بطرز خلافت راشدہ اسی نظام کے بدولت ہی ہماری کامیابی و کامرانی ہے۔ اسی پاک نظام میں ہی پوری انسانیت کی فلاح مضمر ہے اسی مقدس نظام کے بدولت ہی کفر کی ناکامی اور رسوائی ہے۔ اسی لیے یہ نظام کافروں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

ہمیں اپنے مقصد کو پانے کے لئے اور منزل پر پہنچنے کیلئے تمام تر ذاتی اختلافات کو بھلانا ہوگا۔ اور بے مقصد خواہشات کو چھوڑنا ہوگا! تب اللہ کی مدد آئے گی اور ہم ضرور بالضرور اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہونگے: (انشاءاللہ)

اللہ جل جلالہ

محمد ﷺ

جنت کے شہزادے اور شہزادیاں

کے حالات پر مشتمل انتہائی خوبصورت چارٹ

سائز 30×20	کاغذ 135 گرام	معیاری طباعت	ہدیہ 40 روپے

بسم اللہ پبلیکیشنز

041-2604175 0300-7610220

علی سنٹر فرسٹ فلور، دوکان نمبر 1، منشی محلہ گلی نمبر 8، بھوانہ بازار، فیصل آباد

جہاد ہی علاج ہے

از پروفیسر ابوطلحہ عثمان ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیہ جھنگ صدر

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس صرف ایک ڈنڈا تھا، کبھی پتھر پر مارنے کا حکم ہوتا تھا کبھی دریا پر، اس ڈنڈے کی ایک ضرب سے دریا سڑکوں میں تبدیل اور پتھر چشموں میں بدل جاتے تھے مگر امت محمد ﷺ کو مستقل جہاد کا حکم کتب علیکم القتال والے مبارک و منصور الفاظ سے دیا گیا اور فرمایا وما النصر الا من عند اللہ کہ مدد تو اللہ ہی کے پاس سے آئیگی (تمہارا اسلحہ اور کثرت تعداد اس کا ذریعہ نہیں۔ تمہارا جذبہ جہاد اور جذبہ تعمیل حکم البتہ اس کا ذریعہ بنے گا) رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین کو نبی السیف اور نبی الملاحم جیسے مرعوب کن خطابات دیے گئے۔ آنجناب ﷺ نے خود ہی بتا دیا کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر ایک مہینے کی مسافت تک تو مجھے رعب و دبدبہ دیدیا گیا ہے۔ ایک مہینہ آپ خود اندازہ لگالیں کہ ایک مہینے میں کہاں تک آج پہنچا جاسکتا ہے۔ صاحب جوامع الکلم نے میلوں کی تعداد نہیں بتائی۔ مہینے بھر کے وقت کی پہنچ کو معیار قرار دیا۔

میں سوچتا ہوں اگر نبی السیف اور نبی الملاحم وقتی تقاضوں سے ہم آہنگی اختیار فرمالیتے۔ زمینی حقائق کے پیش نظر اعتدال پسند روشن خیال رویہ اختیار فرمالیتے اور چچا ابوطالب کی ہمت کے مطابق کفار قریش کے بتوں کے عدم اختیار اور رب العلمین ہی کے کل اختیار کا اعلان چھوڑ دیتے، پھر اس کے بعد آل یاسر کی شہادت بلال، خباب صہیب، زنیرہ وام شریک و دیگر غریب مسلمانوں پر ظلم و ستم کے ناقابل یقین پہاڑ توڑے جانے پر مصلحت اپنا لیتے۔ پھر پیاری بیٹی سیدہ رقیہ اور مکرم عزیز سیدنا عثمان اور دیگر 72 مسلمانوں کی دیس نکالی (ہجرت حبشہ) پر حوصلہ چھوڑ بیٹھتے۔ تو کیا اسلام نام کا کوئی دین وجود میں آتا؟ پھر تقریباً تمام مسلمان بشمول نبی مکرم و یارِ غار ثانی مقدس وطن حرم مکہ کو باوجود اس کی زبردست محبت کے چھوڑ جانے اور دیار انصار کو مدینۃ الرسول بنانے کی قربانی نہ دیتے تو کیا آج اسلام کا وجود ہوتا؟

غزوہ بدر میں بے ہتھیار صرف ۳۱۳ ساتھی ایک ہزار مسلح جرار لشکر کے سامنے قربانی کے لئے پیش کردیتے اور پھر مالک کریم سے انکی خصوصی مدد مانگنے کا عمل نہ ہوتا تو کیا یوم الفرقان نام کا کوئی عظیم غزوہ دنیا میں وجود میں آتا؟ ابو جندل اور ابو بصیر نامی بے یار و مددگار مجاہد اگر بھاگ نہ لگاتے تو کیا ہمارے سامنے گوریلا جنگ اور خودکش بلکہ جان نثار حملوں کا کوئی معیار و مثال ہوتی؟

اگر صرف دس سال میں 28 غزوات اور بیسیوں سریات جیسی حق نواز جنگیں نہ ہوتیں اور آخری وصیت بھی جیش اسامہ کے نفاذ کا حکم نہ ہوتی تو کیا اللہ کا پسندیدہ دین غالب و نافذ اور سربلند ہوتا؟ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ذرہ بھر نرمی اور وقتی مصالح کا شکار ہوجاتے تو کیا بلافصل خلافت خاتم النبیین کا حق ادا ہوجاتا؟ کیا اسلام باقی رہ جاتا؟

اگر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پل ٹوٹنے اور کوئی راہ نہ پانے کے بہانے جہاد ملتوی کردیتے تو کیا ایران پر اسلام کے جھنڈے لہراتے نظر آتے؟ فرمان فیض نشان جہاد تو قیامت کے دن تک چلے گا، اللہ نے جیسے نماز اور روزے فرض کیے ایسے ہی جہاد بھی فرض کیا۔

روزے کا حکم کتب علیکم الصیام کے الفاظ سے کلام ازلی قرآن مجید میں ہے تو کتب علیکم القتال بھی کہ جہاد بھی فرض ہے کلام ازلی قرآن مجید میں لکھا ہے سنام الجہاد فرمایا سارے اعمال خیر اور ارکان اسلام کی چوٹی جہاد ہے۔ اونٹ کی کوہان کے بغیر اونٹ کا تصور نہیں تو جہاد کے بغیر اسلام کا تصور بھی نہیں۔ یہ اور بات کہ اسلام انسان شمار کرکے ان کی انسانیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جہاد کا حکم دیتا۔

بچوں، بوڑھوں عورتوں اور عبادت کرنے والے پر ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم دیتا ہے جبکہ آج کا جمہوریت کا چیمپئن نام نہاد بڑی طاقت اپنی دہشت گردی میں کئی کئی ہزار فٹ بلندی سے بچوں بوڑھوں عورتوں اور عبادت گاہوں مساجد و مدارس میں مصروف عبادت بے گناہ طلباء علماء کا نشانہ بناتا ہے اور ہزاروں طالبات اور قرآن مجید، حدیث وتفسیر کی کتابوں کا نشانہ بنا کر فاسفورس بموں سے جلا کر خوش ہوتا اور شاباش دیتا ہے اور نبی السیف نبی الملاحم رحمت عالم ﷺ کی شفاعت کی امید رکھنے والے پاکستانی مجاہد افواج کے جوان جوتے پہنے مسجد کے اندر ان مظالم کے بعد اپنی فتح و کامیابی کے لئے فتح کا نشان انگلیوں سے بنا کر فخر و غرور سے گردن اکڑاتے ہیں۔

مرنے کے بعد اگر رب کی بارگاہ میں حاضری کا یقین ہوتا تو کبھی ایسا نہ کیا جاتا فرنگی کے

خوف ولالچ نے سوسال پہلے بیت اللہ کعبہ شریف پر مسلم افواج سے گولیاں چلوائی تھیں اور نام نہاد مسلمان پیروں نے ان کعبہ پر گولی چلانے والے مجاہدوں کو حفاظت کے تعویذ دیے تھے اور آج اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان اسلام آباد میں مساجد گرانے ان پر بم پھینک کر اللہ کے گھر گرانے ان اللہ کے گھروں پر حملوں پر احتجاج کرنے والی ہزاروں مسلم بچیوں کے ساتھ قرآن مجید اور مسجد، لال مسجد، اور جامعہ حفصہ پر گولہ باری اور سفید فاسفورس بم پھینک کر ہزاروں بچیوں اور قرآن مجید اور مسجد کی مقدس دیواریں، بھسم کردینے کی سعادت بھی کئی نام نہاد سیاسی لیڈروں کے سامنے اسلامی مملکت کے دفاع اور خارجہ داخلہ وزیروں اور حاکم وقت جماعت کے صدر محترم کی موجودگی (اور شاید رضامندی) سے عمل میں آئی۔

پھر مالک الملک یعنی پاکستان کا ملک بادشاہ فرمارہا تھا کہ یہ سب کچھ ملکی مفاد میں ضروری تھا۔ باہر آجاؤ نہیں تو مارے جاؤ گے۔ اور عملی طور پر اندر والے بھی ماردیے اور باہر آنے والے بھی اور معصوم باہر آنے والیاں بھی اکثر ماردیے گئے غائب کردیے گئے الا ماشاء اللہ مگر وہ لوگ تو مر کر بھی امر ہوگئے۔

اور آپکا کیا حال ہے آرمی ہاؤس چھوڑ نا اس لیے مشکل ہے کہ صدارتی محل میں تو میں مارا جاؤں گا لٹکا دیا جاؤں گا بڑی طاقت بھی آج ان کے لئے محفوظ راستہ مانگ رہی ہے۔ مگر کیا محفوظ راستہ مل پائے گا؟

مدینہ پہنچ کر صرف دس سالوں میں اگر پورا عرب توحید کے نور میں جگمگا اٹھا تھا اگر چہ کئی اہم مقدس صحابہ کی جانیں لگ گئیں تو آج بھی اللہ سے توقع ہے کہ بلوچستان وزیرستان اور سوات تک اور لال مسجد اسلام آباد سے کراچی تک گم شدگان، شہیدوں اور مظلوموں کا لہو رنگ لائے گا علاج تو ایک ہی ہے۔

تمام دہشت وصلیبیت اور امریکیت و پرویزیت کا علاج صرف ایک ہے اور یہی علاج قیامت تک رہے گا۔ الجہاد الجہاد آپ آج اعلان کردیں کہ پاکستانی فوج کی تربیت وترتیب اب اسلام کے حکم جہاد پر ہوگی اور پوری دنیا میں باطل قوتوں سے بذریعہ جہاد نگرلی جائے گی، خیال ہے کہ اگلے ہی روز باطل کے غبارے سے ہوا نکل جائے گی۔ مغفرت خواندوہ رویہ تو خودکش بم ہے اور جرأت وجہاد زندگی بخش فتح ونصرت الٰہی کھینچ لائیں گے۔

جہاں میں اہل ہمت صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

☆☆☆☆☆

(بقیہ خلفاء راشدین)

آگیا اسلئے یہ ان کا طعن ہے اور پھر اسی کو وہ اپنے انداز میں کہ اخر کی بات کا لوگوں نے افسانہ کردیا، ورنہ اخر کی بات، بات کچھ بھی نہ تھی، اب اس کے بارہ میں آپ سنیں

اعتراض کا جواب:

ایک تو ہے کہ جنگ احد میں دو لوگوں کا فرار ہے ایک تو ہے منافقین کا فرار، وہ جنگ سے قبل ہے حضورﷺ احد کی طرف جارہے ہیں اور منافق لوٹ آئے، انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جاتے تو مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان ہوگیا کہ تعداد کم ہوگئی، ساڑھے تین سو آدمی نکل جائے۔

اور دوسرے جب ساڑھے تین سو آدمی آپ کی فوج سے نکل جائے تو فطری بات ہے کہ فوج کا مورال ڈاؤن ہوجائے گا یہ فرار تو منافقوں اور کافروں کا تھا جو اسلام کو نقصان دینا چاہتے تھے،

اور ایک فرار وہ ہے جب جنگ اتنی گرم ہوگئی اور بعض صحابہ سے درہ جو ہے جس پر حضورﷺ نے ڈیوٹی لگائی تھی وہاں سے وہ درہ چھوڑ بیٹھے، خطا اجتہادی میں تو خالد ابن ولید نے حملہ کیا، وہ حملہ اتنا شدید تھا اور بات اڑ گئی کہ حضورﷺ شہید ہوگئے،

☆☆☆☆☆

(بقیہ حضرت کعب بن مالک)

اب قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تا کہ ان کو در گزر کرو، تو اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے

رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

خلاصہ کلام:

یہ ہوا کہ حضرت کعب بن مالک ؓ نے سچ بولا لیکن اس کی تکلیف بظاہر زیادہ نظر آرہی تھی لیکن ایسا نہیں کیا کہ دوسروں کی طرح جھوٹ بول کر جان بچالیتے کیونکہ جھوٹ ان کے ایمان کیلئے خطرہ تھا۔ ایمان ضائع نہ ہوجائے اور میں دوسروں کی طرح جھوٹ کی وجہ سے ہلاک کیا جاؤں، اللہ رب العزت ہم سب کو جھوٹ کے گندے فعل سے بچائیں۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

(بقیہ تو دامن تمام صحابہ کا)

سے نکال دیا گیا، ان کی زمینوں جائیدادوں کے بدلے انہیں مفتوحہ علاقوں میں جائیدادیں بھی دی گئیں اس کے ساتھ ان کی سابق جائیداد کی قیمت بھی دی گئی۔

انہیں جزیرہ عرب سے نکالا بھی اسی لیے گیا کہ بصیرۃ نبوی ان کی غیر حقیر سازشی فطرت اور عداوت اسلام کو دیکھ رہی تھی مگر بیرون جزیرہ عرب بھی یہود ومجوس ونصاریٰ نے عداوت اصحاب رسول میں کچھ کمی نہ کی۔

آج تک اور قیامت تک ان کی فطرت میں عداوت اصحاب رسول اور عداوت دین اصحاب رسول رچی بسی ہے۔ اللہ پاک چشم بصیرت وا کرے، ہدایت نصیب کرے۔ آمین

تو دامن تمام صحابہؓ کا
لے شوق سے نام صحابہؓ کا

☆☆☆☆☆

تعارف علمائے دیوبند

مراسلہ
محمد اعظم فاروقی
کشمیری

جن لوگوں نے علم و عمل کے چراغ سلف کے اسناد سے روشن کیے ہوں ان کے ذمے سلف کا دفاع لازمی ہو جاتا ہے اور وہ اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے اسلاف کے عمومی کردار کو ہر دور میں بے داغ اور آئندہ نسلوں کے لیے بمنزلہ چراغ ثابت کرتے رہیں اس کے بغیر اسلام ایک مسلسل حقیقت اور ایک زندہ مذہب نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ دار العلوم اور بالفاظ دیگر علمائے دیوبند مکمل طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر محدثین دہلی تک اسناد اسلام کی ہر کڑی سے پورے وفادار رہے اور سلف صالحین کی اتباع کے اس حد تک پابند ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بدعت کو بھی دین نہ بننے دیا۔ تسلسل اسلام اور اسناد دین کو کمزور کرنے والے مختلف طبقوں سے دار العلوم اور اس کے علماء نے اختلاف کیا تو اس لیے نہیں کہ وہ اختلاف پسند تھے یا انھیں کسی طبقے سے ذاتی بغض تھا بلکہ محض اس لیے کہ اسلام جس مبارک و پاکیزہ سلسلے سے ہم تک پہنچا ہے اس سے پوری وفا کی جائے۔ ان کے الحادی یا بدعی نظریات کی تردید و تخریب اس لیے ضروری تھی کہ اس کے بغیر اسلام کی تعمیر و بقاء کی کوئی صورت نہیں تھی: لیکن ان کی یہ تردید بھی اصولی رہی اور انداز بدل احسن جس کی تعلیم خود قرآن نے دی ہے "وجادلھم بالتی ھی احسن" (پ ۱۴)

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ:

اسلام کے اس عظیم بنیادی عقیدہ پر یلغار کی گئی اور انگریز کی خانہ ساز نبوت کے داعی یورپ اور بلاد افریقہ میں تبلیغی مشن کے حسین عنوان سے مسلمانوں کو ارتداد کی دعوت دینے لگے۔ علمائے دیوبند نے مسلمانوں کو اس ارتدادی فتنہ سے خبردار کیا۔ اکابر دار العلوم کے سرخیل شیخ امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنے خلفاء حضرت مولانا اشرف علی اور شیخ مہر علی شاہ گولڑوی کو اس کی سرکوبی کی جانب متوجہ کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے شاگرد علامہ انور شاہ محدث کشمیری، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد محدث عثمانی، مناظر اسلام مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد عالم (آسی) امرتسری، پھر حضرت محدث کشمیری کے تلامذہ میں مولانا سید بدر عالم میرٹھی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا محمد ادریس محدث کاندھلوی، مولانا محمد یوسف محدث بنوری وغیرہ اساطین علمائے دیوبند میدان میں نکلے اور اپنی گراں قدر علمی تصانیف، موثر تقاریر اور بے پناہ مناظروں سے انگریزی نبوت کے دجل و فریب کا اس طرح پردہ چاک کیا اور ہر محاذ پر ایسا کامیاب تعاقب کیا کہ اسے اپنے مولد و منشاء لندن میں محصور ہو جانا پڑا۔ علمائے دیوبند کے علمی و فکری مرکزی دار العلوم دیوبند کی زیر نگرانی حریم ختم نبوت کی پاسبانی کی یہ مبارک خدمت پوری توانائیوں کے ساتھ آج بھی جاری و ساری ہے۔

ناموس صحابہ کا دفاع:

ناموس صحابہ کے دفاع میں دار العلوم کے اکابر اور ان کے جانشینوں نے نہایت وقیع اور گراں قدر خدمات انجام دی ہیں: چناں چہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ھدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین وغیرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے ھدایۃ الشیعہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے مطرقۃ الکرامہ، اور ہدایات الرشید جیسی بلند پایہ کتابیں تحریر کیں اور اس باب میں محدثین دہلی کے علمی و فکری موقف کی پوری نمائندگی کی گئی جو حضرت الحکیم شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفاء قرۃ العینین، اور حضرت شاہ عبد العزیز کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ سے ظاہر ہے، پھر امام اہل سنت والجماعت مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی دفاع صحابہ کی اس عظیم خدمات میں پوری عمر مصروف رہے اور اس اہم موضوع کے ہر ہر گوشے سے متعلق اس قدر معلومات فراہم کر دیں کہ اب شاید اس پر مزید اضافہ دشوار ہو۔

نیز حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نے مقام صحابہ پر کامیاب مضامین لکھے اور جب وقت کی سیاسی آندھیوں نے قافلہ اسلام کی صف اول پر یلغار کی تو حضرت مدنی نے صحابہ کے معیار حق ہونے پر وہ مباحث تحریر فرمائے جو عصر حاضر کا سرمایہ فخر ہیں ان بزرگوں کے علاوہ مولانا ولایت حسین رئیس دیورہ صوبہ بہار، مولانا محمد شفیع سنگھروی، علامہ دوست محمد قریشی، مولانا لطف اللہ جالندھری، مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا عبد الستار تونسوی، مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ایثار القاسمی، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا اعظم طارق وغیرہ علمائے دیوبند نے اس محاذ پر گراں قدر خدمات انجام دیں۔

ردِ بدعت و شرک:

اتباع سنت اور حدیث کا انکار کرنے والا گروہ مرکز ملت کے نام سے ایک نئی اصطلاح وضع کر کے قرآن کی تعبیر و تشریح کا اختیار اسے سونپ دیتا ہے کہ یہ عام نہاد مرکز ملت زمانے کے تقاضوں اور امنگوں کے مطابق پیغمبر ﷺ کے ارشادات، صحابہ کے فیصلوں اور اجماع امت کے مسائل سے قطع نظر کر کے جو چاہے فیصلہ کر دے۔

ایک دوسرا گروہ جو زبانی عشق رسول کا بہت دعویدار ہے اور اپنے سوا تمام طبقات اسلام کو قابل گردن زدنی اور دنیا کے ہر کافر مشرک سے بدتر سمجھتا ہے۔ لیکن عملاً اس کا حال یہ ہے کہ شریعت کے روشن چہرے کو مسخ کر کے دین میں نت نئے اضافے کرتا رہتا ہے اور من گھڑت افکار کو شریعت قرار دیتا ہے جب کہ رسول ﷺ نے ایسے رسوم ورواج کو بدعت پر مرکوز رکھا کیوں کہ اسی سے شرک کی راہ نکلتی ہے۔

جانشینان محدثین دہلی یعنی علمائے دیو بند نے اس سلسلے میں بھی بہت کام کیا سید احمد شہید نے اس بارے میں بہت مضبوط موقف اختیار کیا۔ ان حضرات کے بعد اکابر دارالعلوم دیو بند کی باری آئی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ نے شرک و بدعت کے رد میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ اور آج بھی علمائے دیو بند مبتدعین کے تعاقب میں سرگرم عمل ہیں۔ علمائے دیو بند کے علمی مرکز دارالعلوم دیو بند کی تاریخ سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ اس کے فرزند اسلام کی سنت قائمہ سے مکمل وفاداری ہے۔ ان کے نزدیک اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو اسلام کی سنت قائمہ سے وابستہ اور جماعت صحابہ کے نقش پاسے دین کی راہیں تلاش کرنے والے ہوں اور بدعات کو فروغ دینے والے نہ ہوں۔ ان حضرات کا یقین ہے کہ بدعت کا دروازہ کھلا رکھنے سے تفریق بین المسلمین لازمی ہو گی کیوں کہ بدعات ہر گروہ کی اپنی اپنی ہوں گی یہ فقط سنت ہے جو تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو سکتی ہے اور ملت واحدہ بنا کر رکھ سکتی ہے اس لیے بدعات کے رد میں علمائے دیو بند کا یہ اہتمام کوئی منفی داعیہ نہیں بلکہ شاہراہ اسلام سے مخلصانہ عقیدت ہے۔

علمائے دارالعلوم دیو بند کا مسلک:

محدثین دہلی اور ان کے چشمہ علم و عرفان سے سیراب دارالعلوم اور علمائے دیو بند اپنے مسلک اور دینی رخ کے اعتبار سے کلیتاً اہل سنت والجماعت ہیں پھر وہ خود دو قسم کے اہل سنت نہیں بلکہ اوپر سے ان کا سندی سلسلہ جڑا ہوا ہے، اس لیے مسلک کے اعتبار سے وہ نہ کوئی جدید فرقہ ہیں نہ بعد کی پیداوار ہیں بلکہ وہی قدیم اہل سنت والجماعت کا مسلسل سلسلہ ہے جو اوپر سے سند متصل اور استمرار کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔

علمائے دارالعلوم دیو بند کے اس جامع، افراط و تفریط سے پاک مسلک معتدل کو سمجھنے کے لیے خود لفظ اہل سنت والجماعت میں غور کرنا چاہیے جو دو اجزاء سے مرکب ہے ایک "السنۃ" جس سے اصول، قانون، اور طریق نمایاں ہیں اور دوسرا "الجماعۃ" جس سے شخصیات اور رفقائے طریق نمایاں ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے اس ترکیبی اس کلمہ سے یہ بات پورے طور پر واضح ہوتی ہے کہ اس مسلک میں اصول قوانین بغیر شخصیات کے اور شخصیات بغیر قوانین کے معتبر نہیں کیوں کہ قوانین شخصیات ہی کے راستے سے آتے ہیں اس لیے ماخوذ کو لیا جانا اور ماخذ کو چھوڑ دینا کوئی معقول مسلک نہیں ہو سکتا۔

حدیث "ما انا علیہ واصحابی" میں بہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ کی نشاندہی فرماتے ہوئے رسول خدا نے معیار حق ان ہی دو چیزوں کو قرار دیا "ما انا علیہ واصحابی" میں شارہ سنت یعنی طریق نبوی یا قانون دین کیطرف ہے اور "واصحابی" سے اشارہ الجماعۃ یعنی برگزیدہ شخصیات کی طرف ہے بلکہ مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں اصحابی کے بجائے الجماعۃ کا صریح لفظ موجود ہے۔

اس لیے تمام صحابہ، تابعین، فقہائے، مجتہدین، ائمہ محدثین اور علمائے راسخین کی عظمت ومحبت ادب واحترام اور اتباع وپیروی اس مسلک کا جوہر ہے کیوں کہ ساری دینی برگزیدہ شخصیتیں ذات نبوی سے انتساب کے بدولت ہی وجود میں آتی ہیں۔ پھر مختلف علوم دینیہ میں مذاقت و مہارت اور خدا داد فراست و بصیرت کے لحاظ سے ہر شعبۂ علم میں ائمہ اور اولوالامر پیدا ہوئے اور امام و مجتہد کے نام سے انہیں یاد کیا گیا۔ مثلاً ائمہ اجتہاد میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ، ائمہ حدیث میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی وغیرہ، ائمہ درایت وفقہ میں امام یوسف، امام محمد بن حسن، امام خلال، امام حرنی، امام ابن رجب وغیرہ، ائمہ احسان واخلاص میں اویس قرنی فضیل بن عیاض وغیرہ، ائمہ حکمت وحقائق میں امام غزالی وغیرہ، ائمہ کلام ابوالحسن اشعری، ابو منصور ماتریدی وغیرہ نیز اس قسم کی دینی اور برگزیدہ شخصیتیں ہیں جن کی درجہ بدرجہ توقیر وعظمت مسلک دارالعلوم دیو بند میں شامل ہے۔

پھر ان تمام دینی شعبوں کے اصول و قوانین کا خلاصہ دو ہی چیزیں ہیں "عقیدہ وعمل" عقیدے میں تمام عقائد کی اساس و بنیاد عقیدہ توحید ہے اور عمل میں سارے اعمال کی بنیاد اتباع سنت ہے۔

توحید:

مسلک دارالعلوم دیو بند میں عقیدہ توحید پر بطور خاص زور دیا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ شرک یا موجبات شرک جمع نہ ہوں اور کسی بھی غیر اللہ کی اس میں شرکت نہ ہو۔ ساتھ تعظیم اہل اللہ اور

ارباب فضل وکمال کی توقیر کو عقیدہ توحید کے منافی سمجھنا مسلک کا کوئی عنصر نہیں۔

خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

علمائے دارالعلوم دیو بند کا یہ ایمان ہے کہ سیدنا محمد رسول ﷺ افضل البشر وافضل الانبیاء ہیں، مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ آپ کے طور رجات کو ثابت کرنے کے لیے حدود عبدیت کو توڑ کر حدود معبودیت میں پہنچا دینے سے کلی احتراز کرتے ہیں۔ وہ آپ کی اطاعت کو فرض عین سمجھتے ہیں مگر آپ ﷺ کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے۔

علمائے دارالعلوم دیو بند برزخ میں آپ ﷺ کی حیات جسمانی کے قائل ہیں مگر وہاں معاشرت دنیوی کو نہیں مانتے۔ وہ آپ کے علم عظیم کو ساری کائنات کے علم سے بدر جہا زیادہ مانتے ہیں پھر بھی اس کے ذاتی وحید ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

علمائے دارالعلوم دیو بند تمام صحابہ کی عظمت کے قائل ہیں۔ البتہ ان میں باہم فرق مراتب ہے تو عظمت مراتب میں بھی فرق ہے، لیکن نفس صحابیت میں کوئی فرق نہیں اس لیے محبت و عقیدت میں بھی فرق نہیں پڑ سکتا پس "الصحابہ کلھم عدول" اس مسلک کا سنگ بنیاد ہے۔ صحابہ بحیثیت قرن خیر من حیث الطبقہ ہیں اور پوری امت کے لیے معیار حق ہیں۔ علمائے دیو بند انہیں غیر معصوم ماننے کے باوجود ان کی شان میں بد گمانی اور بد زبانی کو جائز نہیں سمجھتے اور صحابہ کے بارے میں اس قسم کا رویہ رکھنے والے کو حق سے منحرف سمجھتے ہیں۔

علمائے دیو بند کے نزدیک ان کے باہمی مشاجرات میں خطاء وصواب کا تقابل ہے حق وباطل اور طاعت ومعصیت کا نہیں اس لیے ان میں سے کسی فریق کو تنقید وتنقیص کا ہدف بنانے کو جائز نہیں سمجھتے۔

صلحائے امت:

علمائے دارالعلوم دیو بند تمام صلحائے امت واولیاء اللہ کی محبت وعظمت کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس محبت وتعظیم کا یہ معنی قطعاً نہیں لیتے کہ انہیں یا ان کی قبروں کو سجدہ وطواف اور نذر وقربانی کا محل بنالیا جائے۔

وہ اہل قبور سے فیض کے قائل ہیں استمداد کے نہیں۔ حاضری قبور کے قائل ہیں مگر انہیں عیدگاہ بنانے کو روا نہیں سمجھتے وہ ایصال ثواب کو مستحسن اور اموات کا حق سمجھتے ہیں مگر اس کی نمائشی صورتیں بنانے کے قائل نہیں۔

وہ تہذیب اخلاق، تزکیہ نفس اور عبادت میں قوت احسان پیدا کرنے کے لیے اہل اللہ کی بیعت وصحبت کو حق اور طریق احسانی کے اصول وہدایات کو تجربۃ مفید اور عوام کے حق میں ایک حد تک ضروری سمجھتے ہیں اور اسے شریعت سے الگ کوئی مستقل راہ نہیں سمجھتے بلکہ شریعت ہی کا باطنی واخلاقی حصہ مانتے ہیں۔

فقہ اور فقہا:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ علمائے دیو بند احکام شرعیہ فروعیہ اجتہادیہ میں فقہ حنفی کے مطابق عمل کرتے ہیں بلکہ برصغیر میں آباد کم وبیش پچاس کروڑ مسلمانوں میں نوے فیصد سے زائد اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے۔ لیکن اپنے اس مذہب ومسلک کو آڑ بنا کر دوسرے فقہی مذہب کو باطل ٹھہرانے یا ائمہ مذاہب پر زبان طعن دراز کرنے کو جائز نہیں سمجھتے کیوں کہ یہ حق وباطل کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ صواب وخطا کا تقابل ہے۔

مسائل فروعیہ اجتہادیہ میں ائمہ اجتہاد کی تحقیقات میں اختلاف کا ہو جانا ایک ناگزیر حقیقت ہے۔ اور شریعت کی نظر میں یہ اختلاف صحیح معنوں میں اختلاف ہے ہی نہیں۔ قرآن حکیم ناطق ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔ (الشوریٰ)

ظاہر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک شریعتوں اور منہاج کا کھلا ہوا اختلاف رہا پھر بھی قرآن حکیم اس کو ایک ہی دین قرار دے رہا ہے اور شریعتوں کے باہمی فروعی اختلاف کو وحدت دین کے معارض نہیں سمجھتا۔ اگر یہ فروعی تنوع بھی افتراق واختلاف کی حد میں آ سکتے تو پھر "ولا تتفرقوا فیہ" کا خطاب کیوں کر درست ہوتا۔

لہٰذا جس طرح شرائع سماویہ فروعی اختلاف کے باوجود ایک ہی دین کہلائیں اور ان کے ماننے والے سب ایک ہی رشتہ اتحاد واخوت میں منسلک رہے۔ تحزب وتعصب کی کوئی شان ان میں پیدا نہیں ہوئی اسی لیے وہ "کانوا شیعا" کی حد میں نہیں آئے۔ ٹھیک اسی طرح ایک دین حنیف کے اندر فروعی اختلافات اس کی شان اجتماعیت و وحدت میں خلل انداز نہیں ہو سکتے۔

مواقع اجتہاد میں اہل اجتہاد کا اجتہاد بھی دین کا مقرر کردہ اصول ہے۔ اسے دین میں اختلاف کیسے کہا جا سکتا ہے۔ رہا جماعت مجتہدین میں سے کسی ایک کی پیروی وتقلید کو خاص کر لینا تو دین کے بارے میں آزادی نفس سے بچنے اور خود رائی سے دور رہنے کے لیے امت کے سواد اعظم کا طریق مختار بھی ہے، جس کی افادیت وضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ باب تقلید میں علمائے دیو بند کا یہی طرز عمل ہے۔ وہ کسی بھی امام مجتہد یا اس کی فقہ کو موضوع بنا کر دوسروں کی تردید یا تفسیق وتضلیل کریں البتہ اپنے اختیار کردہ فقہ پر ترجیح کی حد تک مطمئن ہیں۔

مذکورہ بالا امور میں علمائے دیو بند کا یہ

طرز عمل اور مسلک ان کی مولفات (شروح حدیث، تفسیر، فقہ وکلام وغیرہ) میں پوری تفصیل کے ساتھ مندرج ہیں۔ جنہیں دیکھ کر خود فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

علمائے دارالعلوم کا فکری اعتدال:

علمائے دیوبند دین کے سمجھنے سمجھانے میں نہ تو اس طریق کے قائل ہیں جو ماضی سے یکسر کٹا ہو کیوں کہ وہ مسلسل رشتہ نہیں ایک نئی راہ ہے۔ اور نہ اس افراط کے قائل ہیں کہ رسم ورواج اور تقلید کے تحت ہر بدعت السلام میں داخل کر دی جائے جن اعمال میں تسلسل نہ ہو۔ اور وہ تسلسل خیرالقرون سے مسلسل نہ ہو۔ وہ اعمال اسلام نہیں ہوسکتے یہ حضرات اس تقلید کے پوری طرح قائل ہیں جو قرآن وحدیث کے سرچشمہ سے فقہ اسلام کے نام سے چلتی آئی ہے۔ قرآن کریم تقلید آباء کی صرف اس وجہ سے مذمت کرتا ہے کہ وہ آباء عقل واجداء کے نور سے عاری تھے۔ "اولو کان آباء هم لا تعقلون شیئا ولا یهتدون"

ائمہ سلف اور فقہائے اسلام جو علم و ہدایت کے نور سے منور تھے ان کی پیروی نہ صرف یہ کہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب ہے ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ صرف حضرات انبیاء ﷺ ہی کی نہیں، صدیقین شہداء اور صالحین کی راہ پر چلنے چلانے کی ہر نماز میں اللہ سے درخواست کریں کیوں کہ یہی صراط مستقیم ہے۔ "اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم"

اس منہج اعتدال کی بناء پر علمائے دیوبند مذہبی بے قیدی اور خود رائی سے محفوظ ہیں اور شرک و بدعت کے اندھیرے انہیں اپنے جال میں نہ کھینچ سکے۔

فقہ میں سنت کی راہیں:

برصغیر میں کم وبیش نوے فی صد مسلمان فقہ حنفی پر عامل ہیں۔ فقہ حنفی امام ابو حنیفہ کے اجتہادات، ان کے تلامذہ کے استخراجات اور اصحاب ترجیح کے فیصلوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر بحث وتحقیق اور کانٹ چھانٹ کے بعد فقہ کا کوئی مسئلہ اصول شریعت کے خلاف باقی رہ نہیں سکتا۔ مگر اس طریق عمل میں ایک پہلو یہ بھی تھا کہ عمل کرنے والے کی نظر ائمہ وفقہا کی تخریجات تک محدود رہتی، گو وہ عمل حضور ﷺ کی سنت اور اصحاب کے طریق سے متجاوز نہ ہوتا مگر عمل کرنے والے کا شعور اتباع سنت کی لذت پوری طرح محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کا یہ عظیم تاریخی کارنامہ ہے کہ اس نے اعمال وعبادات کو ان کے بنیادی مصادر کی طرف لوٹایا۔ احادیث کے دفاتر کھلے، رجال کی گہری نظر سے پڑتال ہوئی، معانی حدیث میں بحث کی گئی، گو ان حضرات کو اس علمی وتحقیقی کاوش سے فقہ کا کوئی متفق علیہ قول اصول شریعت سے معارض نہ ملا تاہم اس راہ تحقیق نے (جو ظاہریت کی تفریط اور اہل بدعت کی افراط سے پاک سلف صالحین کے مقررہ کردہ منہاج پر مبنی ہے) ایسی فضا پیدا کر دی کہ پہلے جن مسائل پر فقہ سمجھ کر عمل کیا جاتا تھا اب وہی مسائل سنت کی نظر روشنی دینے لگے اور ان اعمال میں اتباع حدیث کی وہ لذت محسوس ہونے لگی جو اس فکری تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں تھی۔

علمائے دیوبند نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں ہی کو سنت کا شعور بخشا بلکہ دیگر بلاد اسلامیہ مصر وشام وغیرہ بھی ان کے اس فکر سے متاثر ہوئے۔ دیوبندی مکتبہ فکر کا نصوص فہمی میں مختار رہی ہے، جسے ان کی تالیفات مثلاً فیض الباری شرح بخاری، لامع الدراری شرح بخاری، فتح الملہم شرح صحیح مسلم، الکوکب الدری شرح جامع ترمذی، معارف السنن شرح جامع ترمذی، بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد، اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک، امانی الاحبار شرح معانی الآثار للطحاوی، اعلاء السنن، ترجمان السنہ، معارف الحدیث وغیرہ میں ان اس منہج مختار کو دیکھا جاسکتا ہے۔

فتنہ ارتداد اور تحفظ اسلام کے لیے فکر دارالعلوم سے مربوط علمائے دیوبند کی سعی مشکور:

برصغیر میں ۱۸۵۷ء کے سیاسی انقلاب کے بعد محدثین دہلی کے پیروکار کاروان دیوبند نے علمی ودینی بصیرت سے اس حقیقت کا پورا ادراک کر لیا کہ سماجی واقتصادی تبدیلیاں جب اقتدار کے زیر سایہ پروان چڑھتی ہیں تو دینی وروحانی قدروں کی زمین بھی ہل جاتی ہے اس باب میں عثمانی ترکوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ترک قوم مغربی تہذیب کے طوفان میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور مصطفیٰ کمال کی قیادت میں اپنے ماضی سے کٹ گئی جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ترک اسلامی تہذیب، مغربیت میں فنا ہوگئی۔ اور ایک عظیم اسلامی سلطنت کا صفحہ ہستی سے وجود ختم ہوگیا۔

الحاصل تہذیب اسلام کے لیے یہ نہایت نازک وقت تھا۔ تاریخ کے اس خطرناک موڑ پر اکابر دیوبند کے سامنے وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ اسلامی تہذیب کو مغربیت کے اس سیلاب سے محفوظ رکھا جائے۔ اور مسلمانوں کے دین و مذہب کا تحفظ کرکے انہیں ارتداد سے بچایا جائے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے پوری بیدار مغزی و ژرف نگاہی سے ہر اس محاذ کو متعین کیا جہاں سے مسلمانوں پر فکری وعملی یلغار ہوسکتی تھی اور پھر اپنی بساط کے حد تک حکمت وتدبر کے ساتھ ہر محاذ پر دفاعی خدمات انجام دیں۔

پہلا محاذ:

غیر منقسم ہندوستان کی غالب اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے جن کے آباء واجداد کسی زمانے میں ہندو تھے۔ انگریزوں نے سیاسی اقتدار پر تسلط جمالینے کے بعد یہاں کے ہندوؤں کو اکسایا کہ یہ مسلمان جو کسی زمانے میں تمہاری ہی قوم کے

ایک حصے تھے اس لیے اپنی قوت کو بڑھانے کے لیے انہیں دوبارہ ہندو بنانے کی کوشش کرو چنانچہ انگریزوں کی خفیہ سرپرستی میں آریہ سماج کے ذریعہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تحریک پوری قوت سے شروع ہوگئی۔

اسلام کے خلاف اس فکری محاذ پر حالات سے ادنیٰ مرعوبیت کے بغیر اکابر دارالعلوم نے اسلام کا کامیاب دفاع کیا۔ تقریر و تحریر، بحث و مناظرہ اور علمی و دینی اثر و نفوذ سے اس ارتدادی تحریک کو آگے بڑھنے سے روک دیا بالخصوص علمائے دیوبند کے سرخیل اور قائد و امام حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس سلسلے میں نہایت اہم و مؤثر خدمات انجام دیں برصغیر کے مذہبی و سماجی تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی حضرت موصوف کی ان خدمات جلیلہ سے پوری طرح واقف ہے۔

تقسیم ہند کے قیامت خیز حالات میں جب کہ برصغیر کا اکثر حصہ خون کے دریا میں ڈوب گیا تھا اس ہولناک دور میں بھی شدھی و سنگھٹن کے نام سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی ایمان سوز تحریک برپا کی گئی۔ اس موقع پر بھی علمائے دیوبند وقت کے خونی منظر سے بے پروا ہو کر میدان میں کود پڑے اور خدائے رب العزت کی مدد و نصرت سے ارتداد کے اس سیلاب سے مسلمانوں کو بحفاظت نکال لے گئے۔

دوسرا محاذ:

ہندوستان پر انگریزی تسلط کے بعد عیسائی مشنری برصغیر میں اس زعم سے داخل ہوئی کہ وہ ایک فاتح قوم ہیں مفتوح قومیں فاتح قوم کی تہذیب کو آسانی سے قبول کر لیتی ہیں۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے اسلام کے تہذیبی نقوش مٹا دیں یا کم از کم انہیں ہلکا کر دیں تاکہ بعد میں انہیں اپنے اندر ضم کیا جا سکے۔ اور اگر وہ عیسائی نہ بن سکیں تو اتنا تو ہو کہ وہ مسلمان بھی نہ رہ جائیں۔

اس محاذ پر دارالعلوم اور اکابر دیوبند نے عیسائی مشنری اور مسیحی مبلغین سے پوری علمی قوت سے ٹکر لی اور نہ صرف علم و استدلال سے ان کے حملے پسپا کر دیئے بلکہ عیسائی تہذیب اور ان کے مذہبی ماخذ پر کھلی تنقید کی اس سلسلے میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی خدمات سے علمی دنیا اچھی طرح واقف ہے۔

تیسرا محاذ:

ایک مرتبہ اسکیم کے تحت پورے ملک میں انگریزی اسکولوں کا جال بچھا دیا گیا اور اسلامی مدارس کو کمزور کرنے کی غرض سے ان کے لیے دینی ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں۔ اس محاذ پر ضروری تھا کہ قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم اور اسلام کے آبرومندانہ ماحول کے لیے عربی مدارس کو ہر طرح کی قربانی دے کر پوری قوت سے باقی رکھا جائے۔ نیز جدید عربی مدارس قائم کیے جائیں اور اس کی امکانی سعی کی جائے کہ کوئی اجنبی بات اسلام کے نام پر اسلام میں گھسنے نہ دی جائے۔ جدید عصری نظریات سلف صالحین سے متوارث فکر و عمل کو کمزور نہ کر سکیں۔

اس محاذ پر بھی دارالعلوم اور اس کے اکابر نے پوری ذمہ داری کا ثبوت دیا اور ہندوستان کے چپے چپے پر عربی درس گاہوں کے ذریعہ علم و دین کے چراغ روشن کر دیئے۔ اور اس بات کا بھرپور اہتمام کیا کہ برصغیر میں اسلام اپنی اصل شکل و صورت کے ساتھ نمایاں رہے۔ اس محاذ پر حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی ان کے رفیق خاص محدث کبیر مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری (صاحب بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد)، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور آزادی کے بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی وغیرہم اکابر دیوبند نے کامیاب جد و جہد کی۔

☆☆☆☆☆

چار انعامات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

چار نعمتیں جس شخص کو مل جائیں تو اُسے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی مل گئی۔

(1) اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل۔
(2) اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان۔
(3) مصیبتوں کو سہنے والا جسم۔
(4) ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہو اور عفت و عصمت کے ساتھ زندگی گزارتی ہو۔ (حضرت ابن عباس طبرانی)

منجانب قاری عمر فاروق جامعہ ... اقبال کالونی فیصل آباد

کاروانِ دین پور شریف

حافظ
ارشاد احمد دیوبندی
ظاہر پیر

مسلمانوں کے عروج کی تاریخی داستان کرنے والے متعصب غیر مسلم اہل قلم تک نے بھی اس بدیہی امر کو تسلیم کیا ہے کہ مسلم اقوام کا عروج کسی دنیوی اور سائنسی ترقی کا مرہون منت نہیں مسلمانوں کی اصلی طاقت اور عروج صرف احکامات خداوندی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں مضمر ہے تخلیق کائنات سے لیکر ہر دور میں جب انسان کا رشتہ اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے کمزور ہوا تب شیطان نے طاغوتی قوتوں میں اضافہ کرکے اپنی شیطانی کرتب دکھائے یہ نہ بھولئے کہ شیطان صرف جنات میں سے ہوا کرتے ہیں بلکہ شیطان انسانوں سے بھی ہوا کرتے ہیں اور میرے خیال میں جناتی شیطان سے انسانی شیطان بہت ہی زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ ٹی وی وغیرہ کی ایجاد جناتی کی بجائے یہ عریانیت وغیرہ کے سب آلہ جات انسانی شیطانوں کے کارنامے ہیں اور جب انسان کا تعلق مضبوط تر ہو تب ان عبادی لیس لک علیہم سلطان فرمان خداوندی کے مطابق جناتی شیطان کا تسلط بالکل ختم ہو جاتا ہے پھر خالص اللہ تعالیٰ کی امداد ایسے بندگان خدا کو کامل و مکمل طور پر حاصل ہو جاتی ہے ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے کہ ان سائنسی ترقیوں سے بڑھ کر ایسے محیر العقول انسان کارنامے انجام دیتا ہے کہ آج اس ترقی کے دور میں بھی کم از کم ان کارناموں کی نظیر پیش کرنا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے مثلاً سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت جس میں ہر قسم کے انواع میں سے انسان سے لیکر چرندوں پرندوں تک ہوا میں پرواز کرتا تھا اس کی رفتار آج کی ساخت ہوائی جہاز یا راکٹ سیارہ وغیرہ سے بہت ہی زیادہ تیز تھی جس کا ایک واضح اور بین ثبوت قرآن کریم میں بھی تخت ملکہ سباء کو لانے کے لیے بیان فرمایا ہے کہ علم کتاب جاننے والے ایک صاحب نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ کہ میں ملکہ سباء کے تخت کو صرف "یرتد الیک طرفک" یعنی آنکھ جھپکتے ہی پیش کرسکتا ہوں راجح قول یہی ہے کہ یہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی اور وزیر اعظم آصف بن خیار رضی اللہ عنہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت نے اوپر دیکھا تو آپ کے سامنے تخت بلقیس ملکہ سباء موجود تھا۔ آج کتنی ہی ترقی کیوں نہ ہو جائے حتیٰ کہ انسان بزعم خویش چاند ہی تک پہنچ جائے مگر ایسے محیر العقول کارنامے ہرگز انجام نہیں دے سکتا ہاں اگر تعلق مع اللہ قائم ہو جائے تو سینکڑوں میل سے دور بیٹھ کر بھی سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانی قافلہ کی رہنمائی بایں الفاظ کر رہے ہیں یا ساریۃ الجبل اس مختصر تمہید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی ترقی ان ظاہری اسباب کی قطعاً محتاج نہیں ہے ہاں اسلام ایک مجمد مذہب بھی نہیں اسلام میں جامعیت ہے مگر تعلق مع اللہ اس کی شرط اول ہے آج مذہب کو ملا ازم کے نام سے منسوب کرکے پکارا جاتا ہے اور شعار اسلامی کو بھی یہودیوں سے منسوب کرکے اسلام کی مقدور بھر تضحیک جاری ہے اور ترقی کے لیے پوری طرح مغربیت سے لیس ہوکر اور مغرب کی پوری طرح نقالی کرکے اپنی روشن خیال طاقت کو بڑھایا جا رہا ہے مگر اس کا تجربہ ہر لحاظ سے ناکام و نامرادی ثابت ہو رہا ہے اگر تعلق مع اللہ کے بغیر صرف بینک بیلنس سے ہی ترقی مسلم ممکن ہوتی تو آج کا مسلم اپنے پیشرواؤں سے افضل اور بہتر ہوتا مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ہمارے اسلاف نے شکم پر پتھر باندھ کر فاقہ برداشت کرکے بڑی بڑی جابر وظالم اور بزعم خویش سپر طاقتوں کو زیروزبر کر ڈالا تاریخ کے طالب اس بات کے شاہد ہیں کہ تحریک ریشمی رومال سے انگریز سامراج کو علماء حق نے کس طرح لوہے کے چنے چبوائے یہ اس وقت کی بات ہے جب سامراج کا سورج نصف النہار پر آکر رک گیا اور اس کے غروب ہونے کے کوئی دور دور تک نام ونشان بھی نظر نہیں آرہے تھے مگر علماء حق اور مجاہدین اسلام کی ضرب کاری نے سامراج کو بھاگنے پر مجبور کردیا اس تحریک کے دو مرکز تھے (۱) دارالعلوم دیوبند انڈیا (۲) دین پور شریف ضلع رحیم یار خاں پاکستان ، دین پور شریف صرف خانقاہ ہی نہیں تھا بلکہ یہاں ذاکرین کی جماعت کے ساتھ مجاہدین اسلام کی ایک بڑی جماعت بھی حضرت شیخ المشائخ عارف باللہ بانی دین پور شریف حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی زیر قیادت بڑی جرأت و بہادری سے جہاد کے فرائض انجام دے رہی تھی دین پور شریف تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کا اب بھی الحمد اللہ ایک مضبوط دینی ومذہبی ادارہ ہے یہ ایک جنگل تھا جہاں حضرت بانی دین پور شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد

کامل حضرت حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے تحت ڈیرہ ڈالا اور آپ ؒ کے اخلاص رضاء الٰہی بے لوث عارفانہ زندگی کی برکات کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اسے ایک دینی، مذہبی، سیاسی، اصلاحی، مرکزیت عطا فرمائی جہاں سے بڑے بڑے علماء فضلاء اور مجاہدین نے فیوضات اور دینی علوم حاصل کر کے برِاعظم ایشیاء میں عموماً اور برصغیر میں خصوصاً اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے بے لوث کام کا ایک وسیع جال پھیلا دیا تقریباً ایک صدی سے یہ دینی مخلص ادارہ اسی رفتار کے ساتھ جماعت دین پور شریف کے نام سے کام کر رہا ہے چونکہ یہ علاقہ بدعت گزیدہ اور مشرکانہ عقائد کا حامل تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص الخاص رحمت کے طفیل حضرت شیخ کامل بانی دین پور شریف کا اس علاقہ کے لیے انتخاب فرما کر علاقہ کو شرک و بدعات سے محفوظ رہنے کا راستہ صراط مستقیم پیدا فرما دیا دین پور شریف سے بڑے جید علماء اور مشائخ نے خوب دینی استفادہ فرمایا جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔ دین پور شریف سے متعلق مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "پرانے چراغ" میں رقم طراز ہیں۔ دین پور شریف کی دنیا ہی نرالی ہے وہ صحیح معنی میں دین پور ہے۔ قادری طریقہ پر ذکر جہر سے مسجد و خانقاہ اور بستی ہر وقت گونجتی رہتی ہے اگر کوئی کسی کو آواز بھی دیتا تو پکارنے والا بھی "الا اللہ" کہتا اور جواب دینے والا بھی "الا اللہ" ہی سے اس کا جواب دیتا اس طرح ذکر جہر آذان اور صدائے "الا اللہ" کے سوا کوئی بلند آواز سننے میں نہ آتی تھی یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں صرف حضرت ؒ (حضرت شیخ بانی دین پور شریف) اور حضرت ؒ کے متبعین آباد ہیں۔

نیم خام اور نیم پختہ چند مکانات ہیں جس کی تعداد ۵۰ سے زیادہ شاید نہ ہو مگر الحمدللہ اب دین پور ایک قسم کا قصبہ کی شہر معلوم ہوتا ہے زندگی کی ہر چیز اب دین پور شریف میں میسر ہے (راقم) اور ایک سادہ سی مسجد چند خام حجرے ذاکرین کے لیے چند کھجوروں کے درخت جن کو دیکھ کر عرب کے بادہ نشینوں کی بستیاں یاد آتی ہیں۔ (مگر الحمدللہ اب دین پور شریف کی مسجد ایک عظیم الشان اور قابل دید عمارت جس میں ذاکرین کی کثیر تعداد مشغول ذکر رہتی ہے اور رمضان المبارک میں سینکڑوں کی تعداد میں حلقہ دین پور شریف کے فقراء معتکف رہتے ہیں جن کے کھانے پینے کا عمدہ انتظام لنگر سے مہیا کیا جاتا ہے)۔ (دیوبندی عفاء اللہ عنہ)

آب و ہوا بھی عرب سے ملتی جلتی ہے مقیمین خانقاہ کے لیے ایک لنگر تھا جس میں خالص سندھی اور بہاولپوری مذاق کا ایسا کھانا تیار ہوتا تھا جو قوت لایموت کا صحیح مصداق تھا اور ہم اودھ کے نازک مزاج مہمانوں کے اس کا کھانا بڑا مجاہدہ اور امتحان تھا۔ (الحمدللہ اب بھی یہ لنگر بدستور اسی طرح قائم ہے اور اودھ کے نازک مزاج لوگوں کے لیے اسی کھانے کی بہت عمدہ اصلاح بھی کر دی گئی ہے۔ (از دیوبندی عفاء اللہ عنہ) گرمی شدت کی تھی دن بھر لو چلتی تھی رات کسی قدر ٹھنڈی ہوتی تھی۔

(بحوالہ پرانے چراغ)

حضرت شیخ ؒ بانی دین پور شریف:

سیدنا و شیخنا حضرت بانی دین پور شریف قدس اللہ روحہ و نور اللہ مرقدہٗ جو بچپن ہی میں صرف چھ برس کی عمر میں سایہ پدری کے اٹھ جانے سے یتیم ہو گئے تھے والد محترم حضرت حاجی نور محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حجاز مقدس میں ہجرت کے باعث "بیبی کورائیاں" ضلع رحیم یار خاں میں عارضی قیام کے دوران انتقال کے باعث وطن ضلع جھنگ سے بھی کافی دور بے وطن اور بے یار و مددگار صرف اپنی والدہ محترمہ کی سرپرستی میں بے سرو سامانی اور بڑے کٹھن اور غیر معمولی مصائب کی زندگی بسر فرمانے لگے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمت کے طفیل بالکل نزدیکی اور حصول اور بہت نامور عالم دین آپ کو اپنی بستی "بھتی مولویاں" میں لے گئے تھے سیدنا حضرت بانی دین پور شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ تک اس بستی مولویاں میں اپنی ابتدائی تعلیم بڑی محنت بسیار اور کوشش سے حاصل کی اس دوران آپ ؒ کی والدہ محترمہ آپ کی بخوبی خبرگیری کرتی رہیں۔ مگر اللہ کی قدرت کاملہ نے حضرت الشیخ دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کو جس عظیم اور عظیم الشان مقصد اشاعت التوحید والسنۃ کی ترویج و اشاعت کے لیے پیدا فرمایا تھا اس عظیم الشان مشن کی تکمیل کے لیے حضرت بانی دین پور شریف علیہ الرحمۃ نے اپنی فطرت سلیم اور بیدار قلب غیب نے آپ ؒ کو زیادہ دیر تک یہاں بستی مولویان میں بھی رہائش کی مہلت نہ بخشی یہاں سے بھی حضرت علیہ الرحمۃ بہت ہی جلد اپنے شیخ مرشد کامل سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق ؒ سجادہ نشین بھرچونڈی شریف کے حلقہ ارادت میں تقریباً تیرہ (۱۳) یا چودہ (۱۴) برس کی ابتدائی عمر میں حاضر خدمت ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص توفیق سے سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں اپنے آپ کو ایسا محو اور گم کر دیا کہ قطعی طور پر دنیا وما فیہا سے بالکل بے نیاز بلکہ دنیوی امور ترک کر کے صرف اور صرف اپنے مولیٰ رب کائنات جل جلالہٗ سے ہی اپنی خوب سے خوب تر لو لگائی گویا کہ آپ ؒ جس متاع عزیز کے طالب تھے وہ متاع عظیم آپ ؒ کو کامل و مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمودہ توفیق سے حاصل ہو گئی اور اپنے مرشد کامل رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی طرف بہت ہی جلد متوجہ کر لیا تھا۔ حضرت شیخ بانی دین پور شریف علیہ الرحمۃ نے اپنی خوب تر باطنی اصلاح مکمل کر لی گویا کہ "درکان نمک رفت نمک شد" کی فارسی ضرب المثل کے عین مطابق خود اپنے شیخ ؒ کی طرح آپ ؒ سید العارفین کے بڑے اور بہت ہی اونچے مقام اعلیٰ پر

CamScanner

پہنچے کسی صاحب نے کیا ہی خوب ترجمانی کی ہے۔

الٰہی سحر ہے پیران خرقہ پوش میں کیا ہے؟
کہ اک نظر میں جوانوں کو حیران کرتے ہیں

آپ کے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ:

معتبر روایت سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد عارف باللہ حضرت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمۃ کو گردے کا بہت شدت آمیز درد اُٹھتا تھا جب گردے کا درد شروع ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ نیچے زمین پر تازہ ریت بچھوا لیا کرتے تھے پھر شدت درد گردہ سے بے تاب ہو کر اس ریت پر لیٹتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا اس وقت فقراء معائنہ کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شدت درد میں یہ شعر بڑے ذوق سلیم سے بڑی پیاری آواز میں گنگناتے تھے۔

لطف جن دم بدم کار جن گاہ گاہ
ایں بھی جن واہ واہ راوں بھی جن واہ واہ

یہ ہے حقیقی مقام رضاء کا حصول اور مقام رضا ہی اسلام کی حقیقی روح ہے یعنی "ہر حال میں راضی برضا ہو تو مزا دیکھ" اس کی مزید وضاحت مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے ایک شعر سے ہوتی ہے۔ مولانا جوہر مرحوم نے اپنے علیل بیمار بیٹے کی صحت و شفاء کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں بڑی عاجزانہ دعائیں مانگیں مگر مولانا جوہر مرحوم کا بیٹا صحت یاب نہ ہوا تو مولانا ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے رضاء الٰہی کے حصول کے لیے کیا ہی خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

یا الٰہی مجھے ہے اپنے بیٹے کی صحت مطلوب
ہاں اگر تجھے منظور نہیں تو مجھے بھی مطلوب نہیں

حضرت اقدس بانی دین پور شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اس گھناؤنے جنگل میں دین پور شریف کی بنیاد رکھی اپنے مرشد کامل علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق اس گھناؤنے اور ڈراؤنے جنگل (موجودہ دین پور شریف کو) حق ھو حق ھو اور ذکر جہر کی چاروں تسبیحات (۱) لاالہ الا اللہ ۱۰۰ بار (۲) الا اللہ ۱۰۰ بار (۳) اللہ ۱۰۰ بار ھو ۱۰۰ بار اور تلاوت قرآن مجید کثرت نوافل سے اس ڈراؤنے جنگل کو آباد کر کے اس جنگل میں اللہ والوں کی ایک بہت ہی بڑی جماعت۔ جماعت دین پور شریف کی مبارک بنیاد رکھی۔ حضرت بانی دین پور شریف کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ سلسلہ قادریہ میں شیخ الاسلام شیخ العرب و العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ شیخ الحدیث مدینہ طیبہ و دارالعلوم دیوبند جیسے بہت بلند اور بڑے مجاہد محدث مفسر بھی حضرت بانی دین پور شریف کے دست بیعت مرید ہیں۔ نیز حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو تو آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا فخر حاصل تھا دوران خطاب متعدد بار مولانا لاہوری علیہ الرحمۃ حضرت شیخ دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے عجیب سے ملفوظات بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کی آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں بہتے رہتے تھے حضرت بانی دین پور شریف کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ صدیقیہ راشدیہ دین پور شریف کے ایک طالب علم حافظ الحدیث شیخ المفسرین استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہٗ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ مرشد حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے میری بڑی سختی سے ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ میں روزانہ بعد از نماز مغرب احادیث رسول اللہ ﷺ زبانی یاد کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کروں چنانچہ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس فرمان کے مطابق میں احادیث رسول اللہ ﷺ سنایا کرتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تکمیل سے اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے میرا بہت عمدہ طور پر انشراح صدر فرما دیا تھا میں اپنے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے تحت جب ہی احادیث زبانی یاد کرنے کے لیے بیٹھتا تو اس سلسلہ میں مجھے کسی قسم کی کوئی معمولی سی دشواری بھی پیش نہ آتی تھی (اللہ اکبر) حضرت علیہ الرحمۃ کی خاص الخاص توجہ سے اس مدرسہ سے جو خوش قسمت صاحب فیض یاب ہوا وہ نامور عالم دین بنا صرف عالم نہیں بلکہ کامل بنا ان مخلص علماء کرام نے ملک کے کونے کونے میں بے لوث مخلصانہ تبلیغ دین، اشاعت اسلام ذکر بالجہر اوراد و وظائف اور پورے برصغیر میں مدارس دینیہ کا ایک جال بچھا دیا۔ پھر جب انگریز سامراج کو ملک سے نکالنے کے لیے علماء دارالعلوم دیوبند انڈیا نے ایک عظیم الشان تحریک کی داغ بیل ڈالی جس کے نگران اعلیٰ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیری نور اللہ مرقدہٗ تھے تو حضرت بانی دین پور شریف علیہ الرحمۃ نے اس تحریک آزادی میں سب سے بڑھ کر بہت ہی بڑا حصہ لیا جس کی تفصیل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مستند سوانح حیات "ید بیضاء" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے جس کا اعتراف خود بانی تحریک آزادی ریشمی رومال سیدنا حضرت شیخ الہند اسیری علیہ الرحمۃ نے کئی بار فرمایا بلکہ اس عظیم الشان خانقاہ دین پور شریف کی زیارت کی آرزو میں سخت اور شدید نقاہت اور کمزوری کے باوجود بھی عازم سفر برائے دین پور شریف ہونے والے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گرفتار کر لیے گئے، حضرت بانی دین پور شریف علیہ الرحمۃ سے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ اپنی خود نوشت مستند کتاب نقش حیات میں یوں رقم طراز ہیں۔ مولانا ابوالسراج خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری مرحوم مغفور موضع دین پور علاقہ خان پور ریاست بہاول پور کے باشندے اور حضرت حافظ محمد صدیق صاحب (بھر چونڈی) کے خلیفہ اول تھے ان اطراف میں ان کی بہت شہرت تھی بہت زیادہ لوگ ان سے بیعت ہو کر مستفید ہوئے دین پور شریف بھی اس تحریک آزادی کا مرکز ثانوی تھا جس کے صدر خود مولانا ابوالسراج

صاحب ؒ موصوف تھے آپ کے صاحبزادے اور خدام خانقاہ مشن کے ممبر تھے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق مولانا عبید اللہ سندھی علیہ الرحمۃ کے ذریعہ سے پیدا ہوا اور انہیں (مولانا سندھی ؒ) کے ذریعے سے مشن کی تحریک میں شامل ہوئے چونکہ مولانا عبیداللہ سندھی صاحب ؒ کے پیر بھائی اور ان کے پیر و مرشد مرحوم کے خلیفہ تھے اس لیے آپس میں بہت زیادہ تعلق تھا اور ارتباط تھا مولانا عبیداللہ صاحب کابل جاتے وقت اپنی صاحبزادی کو انہیں کی کفالت میں چھوڑ گئے تھے کچھ عرصہ بعد مولانا ابوالسراج مرحوم (حضرت دین پوری ؒ) نے اُن سے عقد نکاح کر لیا جن سے صاحبزادہ پیدا ہوئے (میاں ظہیر الحق ؒ)(مولانا عبید اللہ سندھی ؒ کی صاحبزادی سے عقد نکاح حضرت علیہ الرحمۃ کا مولانا سندھی ؒ کے مسلسل اصرار پر ہوا تھا) ریشمی خط آپ کے پاس بھی پہنچا تھا انقلاب کی تیاری کے جملہ سامان یہاں جمع کر لیے تھے (یعنی دین پور شریف میں) اور مزید کوششیں جاری تھیں کہ فوج کی ایک بڑی مقدار اسٹیشن خان پور شام کو پہنچیں وہاں ان کے مخلصین نے فوراً یہاں آ کر (یعنی دین پور شریف) مرکز میں خبر کر دی تو راتوں رات میں تمام سامان رائفلیں، کارتوس وغیرہ منتشر کر دیا گیا صبح کو جب افسر انگریز مع انگریزی فوج دین پور شریف پہنچی اور تفتیش کی تو کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔ ریشمی خط کو بھی خوب تلاش کیا وہ ایک ڈبہ بچوں کے کھلونے کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ انگریز افسر نے اس ڈبہ کو بھی اُٹھایا مگر اوپر بچوں کے کھلونوں کو جو اوپر تھے دیکھ کر رکھ دیا غرض کہ کوئی چیز بھی جس کی مخبروں نے خبر دی تھی اور بھی کوئی مشتبہ چیز نہ ملی انگریز سامراج فوج کی دین پور شریف آنے کی خبر اطراف و جوانب میں پھیل گئی تو ہزاروں آدمی جمع ہو گئے اس لیے انگریز (حضرت دین پوری علیہ الرحمۃ کی) دین پور شریف میں گرفتاری نہ کر سکے۔

اس افسر نے استدعا کی کہ چونکہ ہمارا بڑا افسر خان پور میں رہ گیا ہے اس لیے آپ ؒ خان پور تشریف لے چلئے (یعنی جھوٹ بول کر حضرت ؒ کو خان پور لے گیا) اور اس سے گفتگو کر لیجئے وہاں جانے پر کہا کہ یہاں معلوم ہوا کہ وہ بڑا افسر بہاول پور چلا گیا ہے اس لیے آپ بہاول پور تشریف لے چلئے پھر وہاں سے دھوکہ دہی سے پنجاب لے گئے اور غالباً آپ ؒ کو یعنی حضرت دین پوری علیہ الرحمۃ کو جالندھر میں نظر بند کر دیا گیا کچھ عرصہ کے بعد کسی ثبوت کے نہ ہونے اور عوام کی اشتعال کی بناء پر چھوڑ دیئے گئے مرحوم کے کئی صاحبزادے نیک اور جوان صالح ہیں دارالعلوم دیوبند میں علم حدیث وغیرہ پڑھا ہے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالهادی ؒ گدی نشین ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ عنہٗ و ارضاہٗ۔ بحوالہ نقش حیات جلد دوم از حضرت شیخنا حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ) اس سلسلے میں میرے والد محترم حضرت مولانا حاجی محمد عبداللہ صاحب گوپانگ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مرشد حضرت بانی دین پور شریف علیہ الرحمۃ کو ایک دیہاتی علاقے میں جو شہر سے کافی دور تھا قید کر دیا گیا تھا اور روزانہ پیدل چل کر آپ کو پیشی کے لیے پیش کیا جاتا تو انگریز جج کہہ دیتا کہ "ملا آپ کو کل سنا جائیگا اس طرح روزانہ کا ایک انگریزوں نے معمول بنا لیا تھا مگر حضرت علیہ الرحمۃ بڑی خاموشی سے یہ سن کر واپس پیدل مقام قید خانہ پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے ایک یوم حسب معمول آپ ؒ پیدل سفر کر کے جج انگریز کے روبرو پیش ہوئے تو اس نے حسب معمول اسی رعونت اور تکبر کے ساتھ کہا کہ "ملا آپ کو کل سنا جائے گا۔" مگر آج حضرت ؒ نے فرمایا کہ نہیں ملا کو آج ہی سنا جائے گا انگریز جج نے بھی اصرار کیا کہ ملا آپ کو کل سنا جائے گا مگر حضرت ؒ نے بھی اصرار کے ساتھ کہا کہ نہیں نہیں ملا کو آج ہی سنا جائے گا اسی دوران انگریز جج کو گھر سے خبر ملی کہ تیرا گھر جل کر خاکستر ہو گیا ہے اور گھر میں قیامت قائم ہو چکی ہے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ خبر واقعی سچی ہے انگریز جج سخت پریشان ہوا معافی مانگی اور حضرت عارف باللہ بانی دین پور شریف ؒ کو بڑی عزت و احترام و اکرام کے ساتھ رہا کر کے دین پور شریف پہنچا دیا گیا۔ اللہ اکبر نیز ہمارے بزرگوں سے یہ ثقہ روایت منقول ہے کہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کے دوران جب خان پور اسٹیشن پر پہنچے تو فرمایا عبیداللہ! یہاں کسی اللہ والے کی خوشبو آ رہی ہے مگر مولانا سندھی مرحوم نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت خان پور میں کوئی اللہ والا بزرگ موجود نہیں ہے مگر حضرت تھانوی ؒ نے اسے تسلیم نہ کیا اور خان پور اسٹیشن پر اتر گئے اور اس اللہ والے کی خوشبو سونگھتے ہوئے دین پور شریف کی راہ چلتے ہوئے دین پور شریف پہنچ گئے اور بانی دین پور شریف ؒ پر جب نظر پڑی تو فرمایا عبیداللہ، یہ ہیں اللہ والے جن کی مجھے خوشبو آ رہی تھی پھر دونوں بزرگوں کی تفصیلی ملاقات ہوئی ملاقات کے بعد حضرت مجدد ملت مولانا تھانوی ؒ نے فرمایا کہ حضرت خلیفہ صاحب دین پوری ؒ کا مقام و مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ؒ (مرشد علماء دیوبند) کی مانند ہے۔ ید بیضا کا فاضل مصنف حضرت بانی دین پور شریف کا پوتا مولانا عبدالهادی صاحب ؒ کا بیٹا لکھتا ہے کہ حضرت بانی دین پور شریف ؒ کسی بڑی دنیوی شخصیت سے مرعوب یا متاثر نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی سے لالچ یا طمع رکھا ہے آپ کے گھر پر وزراء حکومت کے اعلیٰ عہدے دار حاکم اور صاحب ثروت و دولت

لوگوں کا ہجوم رہتا تھا مگر کبھی اس خیال سے ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے کہ وہ صاحب اقتدار تھے یا دنیوی جاہ و منصب رکھتے تھے ایک بہت معمولی فقیر اور ایک بہت بڑا آدمی سب سے برابر سلوک فرماتے تھے بلکہ بعض اوقات مساکین سے ترجیحی سلوک فرماتے تھے عام طور پر صاحب اقتدار اور سرمایہ دار لوگوں سے تحائف اور نذر و نیاز (جو اکثر پیر صاحب لیا کرتے ہیں) تک وصول نہ فرماتے تھے اور غریب آدمی اگر معمولی ہدیہ (ایک مٹھی) دیتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ لے لیتے تھے۔

دین پور شریف کا بھت:

"بھت" سرائیکی زبان کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کے بارے میں حضرت مولانا علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "پرانے چراغ" نامی کتاب میں کئی بلیغ اشارات فرمائے ہیں۔ بھت جو کہ ایک غذا ہے اس کی تیاری کے بھی کئی اقسام ہیں مگر دین پور شریف کا بھت جسے بندہ راقم عفا اللہ عنہ نے بھی کئی بار تیار کیا تھا اور یہ بھت کھا کر ہم نے دین پور شریف میں قرآن مجید بڑی ماریں کھا کر یاد کیا اس بھت بنانے کی ترکیب یہ تھی کہ ایک دیگ پانی کی بھر کر اس پانی کو گرم کر کے تین پاؤ گندم کا دلیہ یہ دلیہ بھی دین پور شریف میں تیار ہوتا تھا یہ اس دیگ میں ڈال دیتے اس میں اور کھلوازمات مثلاً گھی میٹھا یا کم از کم نمک تک بھی نہیں ڈالا جاتا تھا بس پانی اور دلیہ جب باہم مل جاتے تو دیگ اتار کر ہر ایک کو مٹی کے طباق یا مٹی کے بنے ہوئے پیالوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک متمول آدمی نے جو دین پور شریف کے متعلقین میں سے تھا ہر وقت فقرا اور طلباء میں صرف اس پانی نما دلیہ بھت کی لنگر میں تقسیم سے دل برداشتہ ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں سونے کی چند اشرفیاں پیش خدمت کر کے کہا کہ حضرت فقراء اور طلباء میں گاہ بگاہ کوئی اور کھانا بھی لنگر میں تیار ہوتا رہے مگر حضرت علیہ الرحمۃ نے حسب عادت مبارک اس صاحب کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور اس صاحب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھت کے بہت سارے دینی و دنیوی فوائد بتائے مگر شاید وہ صاحب مطمئن نہ ہوا تو حضرت علیہ الرحمۃ نے اس صاحب کو عملی جواب یوں دیا۔ اس زمانے میں بیت الخلاء وغیرہ نہیں ہوا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ قضاء حاجت کے لیے جاتے ہوئے اس صاحب مذکور کو کہا کہ مٹی کے دو تین ڈھیلے استنجا کے لیے میرے قریب رکھ دینا مگر وہ صاحب متمول آدمی مٹی کے جس ڈھیلے کو اٹھاتا وہ حضرت علیہ الرحمۃ کی کرامت کے طفیل سونا بن جاتا تھا اس صاحب نے آواز دے کر کہا کہ حضرت میں مٹی کے جس ڈھیلے کو اٹھاتا ہوں وہی سونا بن چکا ہوتا ہے فرمایا لے کر ادھر رکھ دیں اس صاحب نے جب مٹی کا ڈھیلا اٹھایا جو وہ سونا بنا ہوا تھا مگر جب آپ کے قریب رکھ دیا تو وہ مٹی کا ڈھیلا دکھائی دیا حضرت علیہ الرحمۃ کرامات کا اظہار اکثر نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ اس کے مخالف تھے کہ اس طرح لوگوں کے عقائد خراب ہونے کا خطرہ تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اصلاح عقائد و اعمال کے لیے بڑی محنت سے کام کر رہے تھے بلکہ دین پور شریف میں فقراء میں سے کسی سے کرامت کا اظہار ہوا تو آپ نے اسے بھی قطعاً پسند نہیں فرمایا اس قسم کے اور واقعات بھی بندہ راقم عفا اللہ عنہ کے ذہن میں موجود ہیں مگر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر اس واقعہ سے بھی اس صاحب کی اصلاح مقصود تھی تاکہ اس کے ذہن میں یہ غلطی نہ رہے کہ دین پور شریف کا لنگر کسی متمول آدمی کی امداد کا محتاج ہے۔

ایک لطیفہ:

ایک بار بندہ راقم عفا اللہ عنہ نے دین پور شریف کے بھت کی ماہیت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں سنائی کہ حضرت دین پور شریف کی خانقاہ عالیہ سے ہمیں جو کھانا ملتا تھا اس کا نام بھت تھا جس میں ۹ حصے پانی ہوتا اور ایک حصہ دلیا ہوا کرتا تھا مگر لنگر کے اس کھانے والے بھت میں جو لطف آتا تھا وہ آج اچھے سے اچھے کھانے میں بھی وہ لطف محسوس نہیں ہوتا تو اسی مجلس میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی طالب علمی کے دور کا ایک عجیب سا واقعہ سنایا فرمایا ہمیں بھی دین پور شریف کے اس بھت کی مانند دال ملتی تھی وہ ایسی دال تھی کہ برتن پانی سے بھرا ہوا ہوتا تھا اور اس میں ایک دو دانے دال کے تیرتے ہوئے نظر آتے تو ہم دہلی (انڈیا) کے دردو دیواروں پر جا کر یوں لکھتے کہ "کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو دال ہمیں مدرسہ کی طرف سے ملتی ہے آیا اس کے ساتھ استنجا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو ایک بار استاذ صاحب نے اس علاقہ سے گذرتے ہوئے ہماری شرارت کا بہت برا منایا اور ہم سب طلباء کو بلوا کر بہت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم کھاتے بھی ہو اور بھونکتے بھی ہو۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ باقی سب لڑکے خاموش ہو گئے مگر میں نے کہا کہ حضرت یہ دال جو مدرسہ کی طرف سے ہم کو ملتی ہے پورے پانی کے برتن میں ایک دو دانے دال کے تیرتے ہوئے نظر آتے ہیں ہم یہ نعمت کھاتے اور بھونکتے ہیں تو براہ کرم یہ ارشاد فرمائیں کہ دوران تعلیم آپ کو مدرسہ کی طرف سے کیا کھانا ملتا تھا حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ تھوڑی دیر استاد محترم خاموش رہے اور پھر آہ بھر کر فرمایا برخوردار ہمیں مدرسہ کی طرف سے کھانا بالکل نہیں ملتا تھا دوپہر کے وقت اساتذہ برملا کہہ دیتے تھے کہ ہم پڑھائیں گے مگر ہمارے ہاں کھانے کا انتظام نہیں ہے استاذ محترم نے فرمایا پھر ہم یوں کرتے تھے کہ ایک ایک دو دو

اور تین تین کے گروپ بنا کر سبز منڈی چلے جاتے امراء لوگ مولیاں خریدتے اور مولیوں کے پتے توڑ کر پھینک دیتے ہم سب افراد وہی مولیوں کے پتے اٹھا کر لاتے اور اس کی گڈیاں کو محفوظ کر لیتے پھر دن اور رات کو ایک مقرر وقت پر مولیوں کے وہ پتے کھانے کے لیے تقسیم کرتے یہ پتے کھا کر اوپر پانی پی لیتے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بالکل سیر ہو جاتے یہ واقعہ سن کر اس مجلس میں بیٹھے ہوئے ہم سب حیران ہو گئے تو حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہم علماء کرام کے اساتذہ کا یہ حال تھا اس وقت سے موجودہ وقت کا تجزیہ کر کے دیکھ لیجئے کہ اب مدارس میں کتنی حد سے عمدہ غذا مل رہی ہے مگر تعلیم کے حصول میں جو کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں اس کی یہ واحد وجہ ہے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی دین پور شریف تشریف آوری:

شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم امام سیاست اسلامیہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ دین پور شریف کئی بار تشریف فرما ہوئے جس تشریف آوری کا بندہ راقم عطاء اللہ عنہٗ ذکر کر رہا ہے یہ ۱۹۴۵ء کا واقعہ ہے اس قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ہفتہ عشرہ ایام دین پور شریف میں مقیم رہے ہم طلباء کرام جب بھی حاضری دیتے آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت فرماتے تھے پہلے یوم جب ہم سب حاضر ہوئے تو از راہ شفقت ہر ایک سے نام دریافت فرمایا بندہ راقم عطاء اللہ عنہٗ سے بھی نام دریافت فرمایا عرض کیا میرا نام ہے ارشاد احمد تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا آپ کا نام ہے "ارشاد احمد دیوبندی" تو حرف دیوبندی کے اضافہ سے مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری تکمیل تعلیم کے لیے بڑی مخلصانہ دعائیں دیں پھر جتنے دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دین پور شریف میں قیام رہا بندہ عطاء اللہ عنہٗ نے اپنے آپ کو حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس کے لیے وقف کیے رکھا حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کا دین پور شریف میں یہ آخری دورہ تھا یہاں دین پور شریف سے جاتے ہوئے اسٹیشن ملتان پر ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کے سامنے اپنے آپ کو بزعم خویش مسلم کہلانے والی ایک سٹوڈنٹ جماعت نے ننگا ناچ کیا اور حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی سر مبارک پر جو کپڑے کی ٹوپی تھی وہ بھی ایک لکڑی سے اتار لی اور اس میں پیشاب کیا اس وقت خدام کی حالت یہ تھی ہر آدمی کی آرزو تھی کہ ان نام نہاد مسلم کہلانے والوں کے ساتھ عملی جہاد کیا جائے اور اپنی جان کی قربانی دے کر ان کو بھی واصل جہنم کر دیا جائے مگر حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے قرآن و احادیث کے فرمودات کے مطابق بڑے اسلامی تحمل کے ساتھ صبر فرمایا اور خدام کو بھی بڑی سختی اور تاکید کے ساتھ مدافعانہ کارروائی سے قطعاً روک دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت اللہ کے مطابق ان سب غنڈوں سے بڑی شدت کے ساتھ انتقام لیا ہے اس خدائی انتقام سے ایسی ابلیسانہ حرکات کرنے والوں نے عوام کے سامنے رو رو کر اعتراف کیا کہ ہمیں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس بے ادبی اور بدتہذیبی کی یہ خدائی سزا مل رہی ہے۔

قارئین محترم سے اپیل:

قارئین محترم ماہنامہ مناقب صحابہ فیصل آباد کی خدمت اقدس میں اپیل ہے کہ براہ کرم اس مضمون کا بڑے غور و فکر سے مطالعہ فرمائیں یہ ایک بہت بڑی تاریخی داستان ہے جو نوخیز اہل علم حضرات اور نئے مؤرخین کی معلومات میں اضافے کے لیے بہت ضروری ہے اور اپنے تاثرات سے بھی مجھے ضرور ضرور مطلع فرمائیں۔ شکریہ

(جاری ہے ان شاء اللہ تعالیٰ)

یا اللہ مدد

تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع لازم ہے

خلفائے راشدین کے ناموں اور کارناموں پر مشتمل انتہائی خوبصورت چارٹ

سائز 20×30	کاغذ 135 گرام	معیاری طباعت	ہدیہ 40 روپے

041-2604175 0300-7610220

بسم اللہ پبلیکیشنز علی سنٹر فسٹ فلور، دوکان نمبر 1، بخشی محلہ، گلی نمبر 8، جھوانہ بازار، فیصل آباد

سب سے پہلے

محمد اسلم فاروقی
منکیرہ
بھکر

☆ دنیا میں سب سے پہلا قتل حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کا کیا۔

☆ غزوہ بدر کے پہلے شہید حضرت مہجع رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جبکہ بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

☆ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

☆ سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مسلمانوں کی طرف سے کفار کی طرف پہلا تیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پھینکا۔

☆ سب سے پہلی انصاری خاتون مسلمان حضرت کبوشہ بنت سلیمان رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ سب سے پہلے نماز پڑھنے والی صحابیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے گول شکل کے درہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بنائے تھے۔

☆ تاریخ جہاد میں سب سے پہلا قتل حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔

☆ حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت امیہ بنت صبیح بنت حارث کے مسلمان ہونے کے لئے دعا کی تھی۔

☆ گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھنے والے پہلے صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں گے۔

☆ سب سے پہلا مدرسہ قرأت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں قائم ہوا تھا۔

☆ یمن میں سب سے پہلی مسجد حضرت مالک بن وہیب رضی اللہ عنہ نے بنوائی۔

☆ مصر میں پہلی مسجد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بنوائی۔

☆ صحابیات میں سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو تابوت نبوی پر اٹھائے جانے کا شرف حاصل ہوا۔

☆ اسلام کے پہلے نابینا مؤذن اور صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مکتوب نبوی سب سے پہلے حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ نے جمع کئے۔

☆ اسلام کی پہلی خون ریزی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

☆ ایک قبر میں دفن کئے جانے والے سب سے پہلے دو صحابہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ ہجرت مدینہ کے بعد رسول پاک ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرنے والی پہلی خاتون حضرت لیلیٰ بنت خطیم رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ اسلام قبول کرنے والے پہلے رومی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے حدیث حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنی۔

☆ سب سے پہلے نعت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہی۔

☆ زبان کے اصول و قواعد سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضع کئے۔

☆ حبشیوں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ قرآن کے حروف شمار کرنے والے پہلے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کہا گیا۔

☆ اسلام کی پہلی شہید عورت حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ اسلام کے پہلے سفیر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مسجد نبوی میں پہلی اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دی۔

☆ صحابیات میں حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وضو کرنا سکھایا۔

☆ غزوہ بدر میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کو واصل جہنم کیا۔

☆ اہل اسلام میں سب سے پہلے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی گئی۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔

☆ سب سے پہلے واقعہ معراج کی تصدیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی۔

☆ صحابیات میں سب سے پہلے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی۔

☆ مدینہ منورہ کی پہلی مردم شماری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 1500 تھی۔

☆ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں ایمان والوں کے لئے لفظ مسلم استعمال ہوا۔

☆ مدینہ منورہ میں سب سے پہلا جمعہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر پڑھایا گیا۔

☆ سب سے پہلے حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ عنہ کے خاندان نے اسلام قبول کیا۔

☆ اہل فارس میں سب سے پہلے حضرت امتہ الفارسیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔

☆ مدینہ میں اسلام قبول کرنے والے سب سے پہلے کاہن کا نام حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ تھا۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلا سرکاری واعظ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

☆ اہل فارس (مردوں میں) میں سب سے پہلے اسلام لانے والے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے (شہید جن کی حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ ام المومنین کا لقب پہلی بار حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے عقد کے موقع پر استعمال ہوا۔

☆ زمین پر آنے کے بعد سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے انگور کا پھل کھایا۔

☆ سب سے پہلے علی الاعلان ہجرت مدینہ کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے جنازہ کا پایہ اپنے مبارک کندھوں پر اٹھایا۔

☆ پہلی وحی اقراء باسم ربک الذی سورہ علق آیت ۱ تا ۵ ہے۔

☆ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہدیہ دیا۔

☆ حبشہ میں پیدا ہونے والے پہلے صحابی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر نعرہ تکبیر لگایا گیا۔

☆ سب سے پہلے صحابی جن کا نام محمد رکھا گیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ نماز تراویح کی امامت سب سے پہلے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کی۔

☆ انصار میں سب سے پہلے حضرت بشیر بن سعد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

☆ رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نعش کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

☆ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا جھنڈا ہجرت مدینہ کے وقت حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کی پگڑی سے بنایا گیا تھا۔

☆ اسلام کی راہ میں پہلی تلوار حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اٹھائی۔

☆ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے صحابی حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے حضرت سہیل بن بیضا ضمری رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضور ﷺ نے مسجد میں پڑھائی۔

☆ قبیلہ بنو عدی میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے حضرت سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ قبول اسلام کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے غزوہ موتہ میں شرکت کی۔

☆ فتح مکہ کے بعد سب سے پہلے حضرت بلال حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کعبہ میں داخل ہوئے۔

☆ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر زکوۃ عائد کی۔

☆ حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

☆ سب سے پہلے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی۔

☆ اسلام قبول کرنے والے پہلے عجمی صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ سب سے پہلے حافظ قرآن عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں لڑی جانے والی پہلی جنگ یرموک ہے۔

☆ جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ خانہ کعبہ میں سب سے پہلی بار نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر پڑھی گئی۔

☆ حضور ﷺ پر ایمان لانے والے پہلے انصاری صحابی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ حبشہ میں پہلی بار تلاوت اور خطاب کرنے والے صحابی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پہلے صحابی تھے جن کو اسلام قبول کرنے پر والدہ نے گھر سے نکال دیا تھا۔

☆ راہ اسلام میں اذیتیں اٹھا کر شہید ہونے والے پہلے صحابی حضرت حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خفیہ تبلیغ کا حکم دیا۔

☆ حضور ﷺ نے پہلی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم دیا۔

☆ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے پہلے امام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مسلمانوں کے سب سے پہلے امیر البحر کا نام حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہے۔

☆ بنو امیہ کے پہلے خلیفہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ روئے زمین پر پہلا پتھر حجر اسود کا ہے۔

☆ خاندان عثمانیہ کے پہلے خلیفہ کا نام سلطان سلیم خان ثانی ہے۔

☆ یورپ میں پہلی اسلامی سلطنت کا بانی عبدالرحمن اول ہے۔

☆ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بیت المال قائم کیا۔

☆ سب سے پہلے پولیس کا محکمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قائم کیا۔

☆ مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی سب سے پہلی سورت بقرہ ہے۔

☆ اسلام کی تعمیر ہونے والی پہلی مسجد قبا ہے۔

☆ برصغیر کی پہلی مسجد باغ والی (احمد آباد بھارت) ہے۔

☆ قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ لاطینی زبان میں 548 میں پطرس تر ابلس نے کیا۔

CS CamScanner

جبل استقامت مرد آہن بطل حریت

حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

شہادت سے تدفین تک

بہار تازہ کب آئی گی تو خزاں کا موسم گزر چکا ہے
میرا لہو اب شفق کی صورت ہر ایک افق پر چمک رہا ہے

قائد ملت اسلامیہ، جبل استقامت، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں سنی عوام کے ہیرو، وکیل صحابہؓ جرنیل سپاہ صحابہؓ محسن اعظم حضرت مولانا محمد اعظم طارق رحمتہ اللہ علیہ، یوں اچانک ہم سے بچھڑ جائیں گے، یہ تو ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ ہمارے تو وہم گمان میں بھی نہ تھا کہ ہمارا قائد ہمیں اتنی جلدی مفارقت دے جائے گا۔ ہم تو سوچ رہے تھے کہ ہمارا قائد سالہا سال باطل کے سینے پر مونگ دلتا رہے گا۔ لیکن خالق کائنات کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے۔

پھر اہل جنوں جھوم کے لہرا کے چلے ہیں
پھر سے یہ شہادت کی قسم کھا کے چلے ہیں
لکھا تھا جو لہو سے حسینؓ ابن علیؓ نے
پھر سے وہی افسانہ دہرا کے چلے ہیں

قائد محترم مولانا اعظم طارق 6اکتوبر 2003ء پیر کے روز قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے تیار ہوئے۔ ڈبل کیبن ڈالہ بھی تیار تھا۔ گن مین بیٹھ چکے تھے۔ فرمایا، آج ساتھ ڈالہ نہیں جائے گا۔ جلدی پہنچنا ہے دو گاڑیاں ہوں تو دیر ہو جاتی ہے، بس آج ایک ہی گاڑی ساتھ جائے گی۔ مولانا کے ساتھ ڈرائیور اصغر علی اور تین گن مین قاری ضیاء الرحمٰن، محمد اسرار عرف عثمان اور محمد ممتاز فوجی تھے۔ گاڑی جب سوا چار بجے سہ پہر گولڑہ موڑ ٹول پلازہ کے قریب پہنچی تو درندہ صفت وحشیوں نے معروف ترین شاہراہ پر مولانا کی گاڑی کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں مولانا محمد اعظم طارق اپنے چار ساتھیوں سمیت دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) جرنیل محترم کی شہادت کی خبر سنی تو دل پر ایک قیامت ڈھے گئی۔ سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ ابھی تو ہنستا مسکراتا چہرہ سامنے تھا۔ نہیں معلوم کیوں انہیں دیکھ کر سکون سا آ جاتا تھا۔ دنیا کے سارے غم بھول جاتے تھے۔ جدائی کی خبر سنی تو سارے درد جاگ اٹھے۔ دفعتاً یہ شعر ذہن میں گردش کرنے لگا۔

جدھر کے تو کوگراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یارا ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

میرا قائد عجیب بانکپن سے اٹھا اور سب پر چھا گیا، آپ جہاں جاتے لوگ دیدہ دل فرش راہ کر دیتے۔ مولانا اعظم طارق نے حق کو حق سمجھ کر بیان کیا۔ باطل کا بخیہ ادھیڑا، تیا پانچہ کیا۔ بس پھر کیا گولیوں، راکٹ لانچروں، اور بموں کی بارش تھی۔ جیلیں تھیں، ہتھکڑیاں تھیں، بیڑیاں تھیں، دشمن کا ہر کاری وار ہنس کے سہہ گیا............؟ بعض اپنوں نے بھی مصلحت پسندی کا درس دیا! بعض اپنوں کو بھی کھٹکتا رہا، کیونکہ اس بندے میں منافقت اور جھوٹ نام کی شے نہ تھی، ریاکاری کوسوں دور تھی، پاؤں میں مصلحت پسندی کی زنجیریں نہ تھیں۔ اللہ کی قسم! وہ تو کامیاب ہو گیا، وہ تو زندہ ہے، اس کو کون مٹا سکتا ہے ہاں! اس کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے، تباہ و برباد ہو جائیں گے لیکن صحابہؓ کا یہ سچا عاشق، صحابہؓ کا یہ سچا سپاہی زندہ تھا، زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ ہاں میرا قائد، پیارا قائد، منبر و محراب کا شہزادہ، میرا جرنیل بہ زبان حال کہہ رہا ہوگا۔

ہر حال میں ہر دور میں تابندہ رہوں گا
میں زندہ جاوید ہوں پائندہ رہوں گا
تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں تابندہ رہوں گا

شہادت کے بعد وزیر داخلہ اڑھائی گھنٹے تک بے خبری کا تاثر دیتے رہے، کسی کو اطلاع نہ دی گئی۔ شہداء کی نعشیں پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز ہسپتال (پمز) میں لائی گئیں۔

جہاں مولانا کے پرسنل سیکرٹری راشد محمود فاروقی و دیگر جماعت کے ساتھی اکٹھا ہونا شروع ہو گئے۔ راشد محمود فاروقی کے اصرار پر شہداء کی نعشیں دکھائی گئیں۔ راشد محمود فاروقی کہتے ہیں: "پولیس انتظامیہ مجھے کمپلیکس ہسپتال (پمز) لے گئی، میں نے دیکھا ہمارا قائد شہزادوں کی طرح لیٹا ہوا تھا۔ جس طرح سکون کی نیند سو رہا ہو۔ میرا دل نہیں مان رہا تھا، میری آنکھوں کو یہ حوصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ میں یہ منظر دیکھوں.......... میں نے صحافیوں کو بتایا کہ یہ مولانا اعظم طارق ہیں۔ اس کے بعد سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ مولانا اعظم طارق شہید ہو چکے ہیں"۔

رات آٹھ بجے مولانا کا جسد خاکی اسلام آباد کی مشہور مسجد "لال مسجد" میں لایا گیا، راولپنڈی اور اسلام آباد کے جماعت کے ذمہ دار ساتھی بھی آ گئے تھے۔ کچھ دیر بعد دیگر شہداء کی نعشیں بھی لال مسجد لائی گئیں۔ کارکنوں کی ایک بڑی

تھا وہ لال مسجد میں جمع ہو گئی۔ رات گئے شیخ حاکم علی و دیگر جھنگ کے ذمہ دار ساتھی بھی پہنچ گئے تھے۔

سات اکتوبر کی صبح لال مسجد میں تاحد نگاہ دنیا ہی دنیا تھی۔ آٹھ بجے صبح شہداء کے جسد خاکی پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے لائے گئے۔ اس موقع پر پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، شیخ حاکم علی و دیگر حضرات نے تقریریں کیں۔ پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے کہا کہ چند دن پہلے میں نے خواب دیکھا، اس خواب میں اماں عائشہؓ کی زیارت ہوئی۔ میں نے ماں سے پوچھا کیسے آئی ہو؟ فرمایا اعظم طارق کو لینے کے لیے آئی ہوں۔

مولانا اعظم طارق اور دیگر شہداء کی نماز جنازہ ساڑھے آٹھ بجے پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ العالی نے پڑھائی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد شریک تھے۔

نماز جنازہ کے بعد مولانا کا جسد خاکی ایمبولینس کے ذریعے شکر پڑیاں ہیلی پیڈ لایا گیا۔ جبکہ دیگر شہداء کی نعشیں ایمبولینسوں کے ذریعے ان کے علاقوں میں روانہ کر دی گئیں۔ جہاں انہیں پورے اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا۔ مولانا کا جسد خاکی شکر پڑیاں ہیلی پیڈ سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے جھنگ لایا گیا۔ ہیلی کاپٹر تقریباً دس بجے ہائی ہیر گراؤنڈ میں اترا جہاں قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ العالی اپنے لاکھوں کارکنوں سمیت موجود تھے۔ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، ڈاکٹر خالد نواز فاروقی، شیخ حاکم علی اور راشد محمود فاروقی ہیلی کاپٹر میں ساتھ آئے۔ مولانا کا جسد خاکی یہاں سے بہت بڑے جلوس کی شکل میں مسجد حق نواز شہید لایا گیا جہاں دیدار عام کے لیے رکھ دیا گیا۔

نماز عصر کے بعد مولانا اعظم طارق شہید کا جسد خاکی گھر / مسجد حق نواز شہید سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر لایا گیا۔ تاحد نگاہ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ سکول اپنی وسعت کے باوجود تنگ دامانی کا شاکی رہا۔ لوگ دیواروں، درختوں اور چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ ہزاروں افراد سکول میں داخل نہ ہو سکے۔ عجیب منظر تھا ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر چہرہ افسردہ تھا۔ لوگوں کے جذبات کی عجیب کیفیت تھی۔ آج عظیم قائد داغ مفارقت دے چکا تھا۔

صرف ایک شخص کے نہ ہونے سے
شہر ویراں دکھائی دیتا ہے

قائد ملت اسلامیہ علی شیر حیدری مدظلہ العالی نے تین بج کر پینتالیس منٹ پر شہید کی نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ کے فوراً بعد شہید کا جسد خاکی بہت بڑے جلوس کی شکل میں جامعہ محمودیہ میں لایا گیا جہاں شہید کو شام ساڑھے پانچ بجے لاکھوں کارکنوں اور عقیدت مندوں کی موجودگی میں مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

چھوٹی قیامت

حضرت مولانا
قاضی محمد اسرائیل گڑنگی
(خطیب جامع صدیق اکبر مانسہرہ)

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی ؒ کا ایک بہت ہی پیارا جملہ کانوں میں گونج رہا ہے جو سنت کی دعوت دے رہا ہے اور بدعت کو مٹا رہا ہے۔ حضرت تھانوی ؒ منگنی کو قیامت صغریٰ اور بارات کو قیامت کبریٰ کہا کرتے تھے۔ ([illegible] ص ۲۵۶)

سنت پر عمل کے قائل:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اداء سنت کے ارادہ سے جو کی روٹی یا چھانے بغیر آٹا استعمال فرمایا۔ پیٹ میں درد ہونے لگا اور پریشانی میں کئی سنتیں رہ گئیں تو فرمایا ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ ہم اس سنت پر عمل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ (مکاتیب الکریم ص ۱۲۵ از حضرت مولانا قاضی عبدالکریم)

حق پہ ڈٹ جانا سنت ہے:

حضرت مولانا شمس الحق افغانی ؒ جب وزیر معارف تھے ریاست ہائے متحدہ قلات میں اپنی حدود میں اسلامی حکم مرتد نافذ کیا تو وزیر قانون نے بڑا زور لگایا کہ اس کو واپس کیا جائے اسلام کے ہیرو دیوبند کے عظیم عالم دین مولانا شمس الحق افغانی ؒ نے کہا یہ حکم اس وقت واپس لیا جا سکتا ہے جب کہ معاذ اللہ میرے اسلام کو چھوڑ دینے کا ارادہ ہو۔ ([illegible] ص ۵۹)

بدعت برا طریقہ قیامت تک کا گناہ:

سورۃ العنکبوت پارہ نمبر ۲۰ آیت نمبر ۱۳ کے تحت لکھا ہے کہ ان کے گناہوں کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اور راہ حق سے روکا۔

حدیث شریف میں ہے جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں ان کے گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان پر سے ان کے بار گناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔

(مسلم شریف، بحوالہ تفسیر ص ۱۳۵ طبع تاج کمپنی)

☆☆☆☆☆

دفاع صحابہ کانفرنس خیرپور میرس

رپورٹ: محمد شفاء حافظ صاحب علی ڈیرہ مراد جمالی

28 اگست بروز جمعرات ہر سال کی طرح اس سال بھی عظیم الشان دفاع صحابہ کانفرنس جامعہ حیدریہ خیرپور میرس قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں انعقاد پذیر ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نماز مغرب کے بعد جناب عبدالقادر رعد اور جناب امداد اللہ معاویہ کے خطاب کے بعد قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ نے زیر تعلیم طلبا کو نصیحت فرمائی اور کہا کہ چور اور ڈاکو کو پہچانو اور اپنے علم پر عمل کرو۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی دامت برکاتہم العالیہ نے آخری حدیث کا سبق پڑھایا اور قاری محمد علی مدنی نے تلاوت قرآن پاک کی اس کے بعد فارغ التحصیل علماء کرام حفاظ کرام اور تخصص کے طلباء کرام کی دستار بندی کی گئی۔ پھر جناب امتیاز احمد بھٹو نے حضور ﷺ کی شان میں نعتیہ کلام پیش کیا مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا کہ صحابہ کرام کے چرچے کو عام کرو میں یہاں جامعہ حیدریہ میں آ کر بہت ہی خوش ہو رہا ہوں کہ میں آج پورے چنیوٹ والوں کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ جھنگوی نے مشن پر جان دے دی لیکن موقف نہیں بدلا فاروق معاویہ نے صحابہ کرام کی شان میں نظمیں پڑھیں اور محفل کو رونق بخشی۔ جناب علامہ عثمان بیگ فاروقی نے کہا کہ صحابہ سے پیار اصل میں پیغمبر ﷺ سے پیار ہے۔ اتباع صحابہ حقیقت میں اتباع پیغمبر ﷺ ہے۔ اس کے بعد بین الاقوامی نعت خواں مفتی سعید ارشد الحسینی نے صحابہ کرام کی شان میں ترانے سنا کر پورے جلسے کے شرکاء کے دل جیت لیے۔ عوام نے زندہ ہے جھنگوی زندہ کے نعرے لگائے، پورا مجمع صحابہ زندہ باد جھنگوی زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ وکیل احناف مولانا محمد الیاس گھمن نے دفاع صحابہ کے عنوان پر مفصل خطاب کیا، جناب عمر فاروق تونسوی نے کہا کہ صحابہ ایمان ہیں۔ ایمان پر کبھی بھی سودے بازی نہیں کی جائے گی۔ مولانا اورنگ زیب فاروقی نے محفل کو گرما دیا اور صحابہ کے جیالوں کے دل جیت لیے۔ جھنگ کے شہزادے فلک شیر جھنگوی کی نظم کے بعد ڈاکٹر خالد نواز فاروقی نے پشتو زبان میں صحابہ کرام کی عظمت بیان کی۔

مولانا عبدالخالق رحمانی نے کہا کہ جو اسلام کا دشمن ہے وہ صحابہ کا دشمن ہے قرآن کا دشمن ہے یہ ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر صحابہ کے دفاع کیلئے کھڑا نظر آ رہا ہے۔ لیکن ان پر پابندی لگانے والا جنرل اکیلا کھڑا ہے اور روتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ انعام اللہ گھمی نے علی معاویہ بھائی بھائی تھے کلام پیش کر کے ایک دفعہ پھر محفل کو چار چاند لگا دیئے۔ کانفرنس کی آخری نشست قاری محمد اکبر ماکی صاحب کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ تصویر جھنگوی جناب مولانا اللہ وسایا صدیقی نے کہا کہ ہم اصحاب رسول ﷺ کا دفاع کر رہے ہیں اور دفاع کرتے رہیں گے۔ جھنگوی اپنی جان دے کر بھی اس قافلے کو نہیں رکنے دیا تو اب کیسے رکے گا یہ جھنگوی کے دیوانوں اور صحابہ کے پروانوں کا قافلہ رواں دواں ہے اور رہیگا۔ سینوں کے دلوں کی دھڑکن ثانی اعظم طارق جناب مولانا مسعود الرحمن عثمانی کو دعوت خطاب دی گئی پورا مجمع اٹھ کھڑا ہوا اور زندہ ہے اعظم طارق کی صدائیں فضا میں گونجنے لگیں۔ عثمانی صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے (جامعہ حیدریہ) کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ ہم اکابرین کے طرز پر دفاع صحابہ کرتے رہیں گے۔ اللہ پاک کہتا ہے کہ میں نے صحابہ کا امتحان لیا اور سب صحابہ پاس ہوئے تو میں سب سے راضی ہوں۔ مگر بے ایمان کہتا ہے کہ میں تحقیق کر رہا ہوں صحابہ ٹھیک نہیں ہیں اور صحابہ اپنے موقف سے ہٹ گئے تھے۔

جناب عبداللہ سندھی نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن اس ملک میں مسلم ہو کر نہیں رہے گا۔ فاروقی شہید کے بیٹے عثمان فاروق ضیاء کو جب دعوت خطاب دی گئی تو پورا مجمع زندہ ہے فاروقی کے نعروں سے گونج اٹھا عثمان ضیاء فاروقی نے کہا کہ صحابہ کا دفاع کرتے رہیں گے۔ سپاہ صحابہ کے نوکر چاکر غلام ہیں۔ مولانا محمد صدیق ہزاروی نے کہا کہ یہ مدرسہ جامعہ حیدریہ اسلام کی عظیم یونیورسٹی ہے۔ جناب حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ نے کہا جامعہ حیدریہ رافضیت کے لئے سد سکندری ہے اور عالمی یونیورسٹی ہے۔

قائد صوبہ بلوچستان جناب حافظ مولانا شاہ اللہ فاروقی نے کہا کہ دفاع اگر دہشت گردی ہے تو پوری دنیا کے ممالک دہشت گرد ہیں۔ ہم تو صحابہ کا دفاع کرتے رہیں گے۔

بشیر عکاشہ نے کہا کہ ہم قائدین کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے میدان عمل میں اتریں گے۔ غازی پرویل شاہ بخاری جو کہ کانفرنس کے منتظم اعلیٰ تھے انہوں نے کانفرنس کی کامیابی پر مبارک باد پیش کی اور پوری انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کیونکہ ضلعی انتظامیہ نے بہترین انداز میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دی۔

جناب خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ ہمارا مشن جو ہے وہی ہے ہم صحابہ کا دفاع کرتے رہیں گے۔ پیغمبر ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر کسی

قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مشرف کے تمام کالے قانون ختم کیے جائیں اور جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے اسیروں کو جلد از جلد حکومت رہا کرے اور ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دے۔ ہمارے کارکنوں کو حکومت تنگ نہ کرے۔ جانشین اعظم طارق جناب محمد احمد لدھیانوی کو دعوت خطاب دی گئی علامہ نے طلباء اور علماء کو مبارک باد دی اور قائدین عوام اور کارکنوں کو داد دیتے ہوئے کہا کہ شاباش ہے ان کو اور کہا کہ دنیا میں جس سے محبت ہوتی ہے آخرت میں ان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ تمام کارکنوں نے کھڑے ہو کر اپنے قائد کا استقبال کیا اور فضاء تیرا شیر میرا شیر کے نعروں سے گونج اٹھی۔ قائد ملت اسلامیہ نے کہا کہ میں اہل حق و اہل توحید اور تمام فرزندان اسلام اور علماء کرام و مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کہا کہ حق کی آواز کو دبایا نہیں جاسکتا۔ علماء کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام کی خدمت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کام ہم سے لے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے علامہ نے کہا کہ تمام پابندیوں کے باوجود عوام کی تعداد بڑھ رہی ہے یہ اللہ کا احسان ہے آخر میں علامہ نے کہا کہ حق کو جتنا دباؤ گے یہ اتنا ہی ابھرے گا، جناب خلیفہ عبدالقیوم MPA سرحد نے اختتامی دعا فرمائی۔ اور نماز فجر علامہ علی شیر حیدری نے پڑھائی اور کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

دفاع صحابہ کانفرنس میں درج ذیل قرار داد پاس ہوئیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 50 پر)

تیسری سالانہ آل پاکستان محفل قرأت و حمد و نعت بسلسلہ شہدائے ختم نبوت

خالد محمود ضیاء

خان گڑھ

شہدائے ناموس صحابہ اہل بیت وسیدالانبیاء مدرسہ اسلامیہ دینی درسگاہ خان گڑھ میں بڑے جوش وخروش وجذبہ ایمانی کیساتھ انعقاد پذیر ہوئی۔ جس میں واقعتاً ملک کے نامور ولال مسجد کے ترانے پڑھنے میں عظیم شہرت حاصل کرنے والے سید ارشد الحسینی نے مختلف موضوعات حمد، نعت، شان صحابہ وترانہ لال مسجد، پوچھتی ہے لال مسجد وترانہ

غازی رشید کہ اب تو شہید ہوں میں نے سنا کر سامعین کو تڑپا کے رکھ دیا اور سامعین کا اس وقت جوش وخروش ولولہ جذبہ قابل دید تھا، اور زبردست داد تحسین وصول کی اور کافی دیر تک نعرہ تکبیر عظمت مصطفیٰ ﷺ شان صحابہ زندہ ہے غازی رشید زندہ ہے شہدائے لال مسجد غازی تیرا قافلہ رواں دواں کے نعرے گونجتے رہے۔

ملک کے دوسرے نامور نعت خواں فاروق معاویہ نے مشن جھنگوی شہید پر کلام سنایا تو مجمع میں زندہ ہے جھنگوی، زندہ ہے اعظم، جھنگوی تیرا قافلہ رواں دواں ہے کے نعروں سے گونج اٹھا، اور نعرہ تکبیر شان صحابہ زندہ باد شان علمائے دیوبند زندہ باد سرکف سربلند دیوبند دیوبند کے نعرے لگتے رہے۔

مہر محمد سلیم رفیق سفر حضرت ندیم نے اپنی مسحور کن احسن آواز میں کلام سنا کر سامعین کو مبہوت کر دیا۔ جبکہ قرآن حکیم کی بہت ہی خوبصورت سریلی آواز میں قاری محمد اشرف شریف قاری محمد اجمل نے تلاوت سنائی، تو فضا سبحان اللہ ماشاء اللہ کے الفاظوں سے گونج اٹھی۔

آخر میں پاکستان کے خطیب ادیب مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے خطاب میں محافل حمد و نعت کی تاریخی حیثیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے اللہ کی حمد حضور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی، اور محافل کے انعقاد کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ اشعار کی تین قسمیں ہیں مدح مذمت جرأت مندانہ اقدام پر ابھارنا اور یہ تینوں قسمیں صحابہ کرام میں موجود تھیں اور اب بھی اگر کسی میں یہ تینوں قسمیں ہیں پھر تو وہ محفل کامیاب ہے ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہے اسکے انعقاد کا۔

مولانا نے کہا گستاخان رسول سن لیں کہ ہم حرمت رسول وعظمت رسول کے لئے مرمٹنے اور کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں اور پوری ملت اسلامیہ اسوقت جاگ اٹھی ہے اور کفریہ طاقتوں سے ٹکر لینا ہمیں ورثے میں ملا ہے ہم حق کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے اور اپنے اوپر آنے والی تکلیف کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں بلکہ اپنے لیے سعادت عظمیٰ سمجھتے ہیں۔

اس محفل میں جمشید احمد خان دستی ممبر قومی اسمبلی مرزا محمد لقمان، رانا امجد علی امجد ایڈووکیٹ خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ جبکہ قرب وجوار ودور دراز کے علاقوں سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کرکے اپنے ایمانی جذبہ کو تازہ کیا۔

آخر میں دعا مفتی سعید ارشد الحسینی سے کرائی گئی جنھوں نے فجر کی اذان کے عین وقت بڑی رقت آمیز دعا کرائی۔

☆☆☆☆☆

گواہان نبوت کانفرنس

محمد عمران معاویہ حسینی بھکر

سرزمین بھکر میں عظیم الشان گواہان نبوت کانفرنس کے انعقاد پر بھکر شہر کے چوکوں پر امیر معاویہ چوک، محمدی چوک، عباس چوک، گنگ گیٹ، ڈاک خانہ چوک اور مختلف مقامات کو گواہان نبوت کانفرنس کے بینروں سے سجایا گیا اور ان چوکوں پر (کالعدم) سپاہ صحابہ کے پرچم بھی لگائے گئے پورے شہر کو پرچموں سے سجایا گیا۔ کانفرنس جامع مسجد سیدنا عثمان ذوالنورین محلہ عالم آباد ڈل روڈ بھکر میں منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس 7 اگست بروز جمعرات بعد نماز عشاء منعقد ہوئی گواہان نبوت کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت کلام پاک حافظ منظور عثمانی نے کی، نعتیہ کلام میں بھی حافظ منظور نے بڑے خوبصورت انداز میں عظمت صحابہؓ اور لال مسجد کے شہداء کو خراج تحسین پیش کیا۔ پھر نعروں کی گونج میں فخر سادات سید کفایت حسین نقوی کو سٹیج پر بلایا گیا مولانا کفایت حسین نقوی نے اپنے مخصوص انداز میں عظمت صحابہؓ و اہلبیت کی شان بیان کی، اسی دوران مورخ اسلام حضرت مولانا عطاالرحمٰن شہباز فاروقی صاحب سٹیج پر تشریف لائے پھر نعروں کی گونج میں حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہباز فاروقی صاحب کو دعوت خطاب دی گئی حضرت مولانا عطاء الرحمٰن فاروقی صاحب نے عظمت امیر معاویہ اور ان کے دشمنوں کے چہروں کو بے نقاب کیا اور فرمایا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

مولانا عبدالخالق نے اپنے خطاب میں گواہان نبوت کے عنوان پر جامع اور تفصیلی بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ نبوت کے گواہ صحابہ ہیں۔ جنھوں نے نبوت کی گواہی سب سے پہلے دی وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔ رحمانی صاحب نے فرمایا جو نبوت کے گواہوں کو نہیں مانتا وہ جہنمی ہے۔ رحمانی صاحب کی تقریر کے دوران محفل کی جان قائد محترم عالم باعمل حضرت مولانا محمد عالم طارق صاحب تشریف لائے۔ مولانا عالم طارق کی تقریر سے پہلے فلک شیر جھنگوی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا محمد عالم طارق صاحب نے فرمایا کہ مجاہدین ہمارے ہیں ہم مجاہدین کے ہیں۔ اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ دشمن ناکام ہوگا۔

انھوں نے مزید فرمایا قبائلی علاقوں میں اپریشن بند کیا جائے وہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے کہا کہ ہم لال مسجد کے شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ لال مسجد اپریشن کرنے والوں خصوصاً جنرل پرویز مشرف کا مواخذہ کر کے ان کو گرفتار کیا جائے اور انکے حواریوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے جنھوں نے نہتے طلباء اور طالبات پر زہریلی گیس فاسفورس اور بم برسا کر ظلم و اقتدار کا بازار گرم کیا اور حکومت پر زور دیا کہ مولانا عبدالعزیز کو فی الفور رہا کیا جائے اور جامعہ حفصہ کو دوبارہ تعمیر کیا جائے اور جامعہ فریدیہ کو فی الفور کھولا جائے۔

انھوں نے کہا کہ جھنگوی شہید کے مشن کی تکمیل تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے اور مشن کو پورا کر کے دم لیں گے اور صحابہ کا دفاع تاقیام قیامت کرتے رہیں گے۔

گواہان نبوت کانفرنس کا اختتام تقریباً 3:30 بجے ہوا دعا حضرت مولانا محمد عالم طارق نے کرائی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت خلیفہ عبدالقیوم صاحب ایم پی اے ڈیرہ اسمٰعیل خان نے کی، کانفرنس کے انعقاد میں خصوصی کاوش قاری حسین احمد حسینی حافظ محمد عمران معاویہ حسینی، رانا محمد یعقوب اور دیگر کارکنان نے کی۔

☆☆☆☆☆

(بقیہ کانفرنس)

(1) پاکستان میں نظام خلفاء راشدین کا نفاذ کیا جائے۔

(2) نشان حیدر کی طرح نشان صدیق، نشان فاروق اعظم اور نشان عثمان کا اعلان کیا جائے۔

(3) ملک پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے۔

(4) ہمارے قائدین اور کارکنوں کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

(5) غلط کتابوں میں جن میں صحابہ کی گستاخی لکھی ہے ان پر پابندی لگائی جائے۔

(6) صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والے اخباروں پر پابندی لگائی جائے اور انڈیا کے اخباروں نے صحابہ کرام کی گستاخی کی اور توہین آمیز الفاظ استعمال کیے حکومت پاکستان انڈیا سے احتجاج کرے۔

(7) پاراچنار میں غیر ملکی مداخلت اور ظلم بند کیے جائیں۔

(8) سپاہ صحابہ پر پابندی ختم کی جائے۔

(9) لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو بحال کر کے ان کے اسیروں کو رہا کیا جائے۔

(10) گرفتار قیدیوں کو قانون کے مطابق سہولیات فراہم کی جائیں۔

(11) احترام رمضان المبارک کے آرڈیننس پر مکمل عمل درآمد کیا جائے۔

(12) بے لگام مہنگائی کو کنٹرول کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

یا اللہ مدد

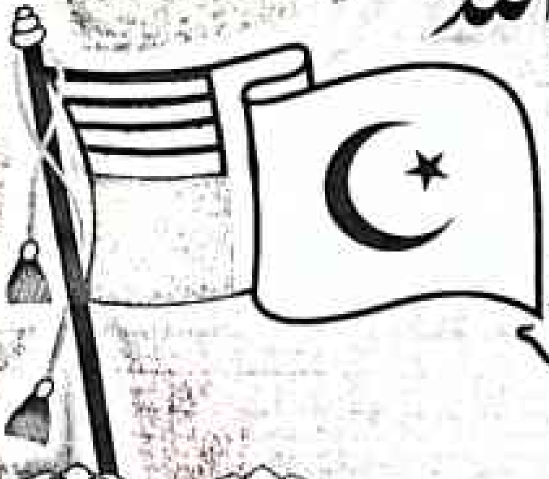

شہدائے اسلام آباد

کیلنڈر 2009

باتصویر

استقامت جبل مولانا محمد اعظم طارق شہید

تاریخ شہادت 6 اکتوبر 2003

کیلنڈر 2009ء بمطابق 1430ھ

JANUARY						
				1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12	13	14	15	16	17
18	19	20	21	22	23	24
25	26	27	28	29	30	31

FEBRUARY						
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28

MARCH						
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30	31				

APRIL						
			1	2	3	4
5	6	7	8	9	10	11
12	13	14	15	16	17	18
19	20	21	22	23	24	25
26	27	28	29	30		

MAY						
31					1	2
3	4	5	6	7	8	9
10	11	12	13	14	15	16
17	18	19	20	21	22	23
24	25	26	27	28	29	30

JUNE						
	1	2	3	4	5	6
7	8	9	10	11	12	13
14	15	16	17	18	19	20
21	22	23	24	25	26	27
28	29	30				

JULY						
			1	2	3	4
5	6	7	8	9	10	11
12	13	14	15	16	17	18
19	20	21	22	23	24	25
26	27	28	29	30	31	

AUGUST						
30	31					1
2	3	4	5	6	7	8
9	10	11	12	13	14	15
16	17	18	19	20	21	22
23	24	25	26	27	28	29

SEPTEMBER						
		1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28	29	30			

OCTOBER						
				1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12	13	14	15	16	17
18	19	20	21	22	23	24
25	26	27	28	29	30	31

NOVEMBER						
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30					

DECEMBER						
		1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28	29	30	31		

منجانب

سائز 18x23 ❂ کاغذ 115 گرام ریل آرٹ پیپر ❂ معیاری طباعت

بسم اللہ پبلیکیشنز
نیو سنٹر وسٹ فلور دکان نمبر
منی محلہ گلی نمبر 8 منٹگمری بازار فیصل آباد
041-2604175
0300-7610220

سال 2009 کا خاص تحفہ

مناقبِ صحابہ ڈائری

اعلیٰ کاغذ | خوبصورت طباعت | مضبوط جلد | بلند معیار | تاریخ ساز

مناقب صحابہ ڈائری میں کیا ہو گا....؟

- قرآنی آیات، احادیث اور بزرگوں کے اقوال
- اہل بیت اطہار کا تعارف
- آسمانی صحائف کی تعداد
- جماعت کی نمازوں میں ملنے کا طریقہ
- ملکی وغیر ملکی اہم فون اور کوڈ نمبرز
- نقشہ اوقات افطار
- ٹیلی فون انڈیکس
- مشہور رسائل کے نام اور فون نمبرز
- روز مرہ کے ضروری مسائل کا حل
- شہید قائدین کے اقوال
- وزن، حجم اور مقدار کے پیمانے
- نامور شخصیات کے ایام پیدائش و وفات
- اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف
- سال بھر کی نمازوں کے اوقات
- مشہور انبیاء کی عمریں
- انبیاء کرام کا نسب نامہ
- مفید قرآنی اور اسلامی معلومات
- حج اور عمرہ کا طریقہ
- مرکزی اور صوبائی قائدین کے نام اور فون نمبرز
- مشہور خطباء اور نعت خوان حضرات کے نام اور فون نمبرز
- تعزیرات پاکستان کی دفعات
- ناموس صحابہ کیلئے سزائے موت پانے والے قیدیوں کے نام
- گزشتہ اور آئندہ سال کا عیسوی کیلنڈر
- فیصل آباد کے اہم مدارس اور فون نمبر

معلومات کا خزانہ | نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ | انتہائی مناسب قیمت

ایجنسی ہولڈر حضرات اپنی ضرورت سے آگاہ فرمائیں

بسم اللہ پبلیکیشنز

علی سنٹر فرسٹ فلور، دوکان نمبر 9، بخشی محلہ، گلی نمبر 8، بھوانہ بازار، فیصل آباد

فون: 041-2604175 موبائل: 0300-7610220